

عمران میرزا

سوشل سٹیلائی



منظوم کلمہ

عراق سیریز

سلسلہ سپلائی

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
ملتان

یوسف برادرز

چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون! نیا ناول سپیشل سہ ماہی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران ذاتی طور پر ایک طالب علم کے قتل کی انکوائری کرتا ہے اور یوں طالب علم کے اس قتل کی واردات کا دائرہ کار بہت دور تک پھیلتا چلا جاتا ہے اور ایک ایسی کہانی سامنے آ جاتی ہے کہ عمران خود بھی حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ یہ ناول قطعی منفرد انداز میں لکھی گئی ایک ایسی کہانی ہے جس میں سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات نے مل کر اس کہانی کو جاسوسی ادب میں ایک قطعی جداگانہ حیثیت دے دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دلچسپ اور عام ڈگر سے ہٹ کر لکھی گئی کہانی آپ کو پسند آئے گی۔ حسب سابق اپنی آراء سے ضرور نوازیے گا۔ کہانی پڑھنے سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

کرلی سے طلال مصطفیٰ جعفری صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن آپ سے چند باتیں ضرور کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیپٹن شکیل کے کردار پر ایک علیحدہ ناول لکھیں دوسری یہ کہ ٹائیگر کو تو اب آپ باقاعدہ سیکرٹ سروس کا ممبر بنا دیں اور تیسری بات یہ کہ سائیس آپ کے ناولوں میں کچھ زیادہ ایڈوانس ہوتی جا رہی ہے۔ اسے حد میں

رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری باتوں پر ضرور غور کریں گے۔
 محترم مظلالمصطفیٰ جعفری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے
 کا بے حد شکر ہے، جہاں تک آپ کی چند باتوں کا تعلق ہے تو آپ بیشک
 چند کے ساتھ ہزار کا لفظ بھی لکھ دیں۔ میں ضرور ان پر غور کروں گا۔
 لیکن ایک گزارش ہے کہ ناول تو عمران کا ہوتا ہے میرے حصے میں تو
 ”چند باتیں“ ہی آتی ہیں اگر یہ ”چند باتیں“ بھی آپ نے کرنی شروع کر
 دیں تو پھر میں تو صرف السلام علیکم اور وعلیکم السلام تک ہی محدود ہو
 کر رہ جاؤں گا۔ جہاں تک آپ کی ان چند باتوں کا تعلق ہے تو کمیٹین
 تشکیل کے کردار پر علیحدہ ناول لکھنے کا اصرار بے شمار قارئین کی طرف
 سے ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کی یہ
 فرمائش پوری کر دوں۔ جہاں تک ٹائیگر کے سیکرٹ سروس کا باقاعدہ
 رکن بننے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں جھپٹے بھی کئی بار میں لکھ چکا ہوں
 کہ ٹائیگر اپنے کردار کے لحاظ سے جس ماحول میں ایڈجسٹ ہے۔ ایسے
 ماحول میں رہنے والا سیکرٹ سروس کا ممبر کیسے بن سکتا ہے اور اگر
 ٹائیگر سیکرٹ سروس کا ممبر بن گیا تو پھر لامحالہ اسے اس ماحول سے
 نکلنا پڑے گا اور پھر شاید اسے تنخواہ تو مل جائے لیکن..... اب مزید کیا
 لکھوں۔ آپ تو سمجھدار ہیں۔ جہاں تک آپ کی آخری بات کا تعلق ہے
 تو محترم سانس کی اپنی کوئی حد نہیں ہے تو میں کس طرح سانس کو
 اس کی حد میں رکھ سکتا ہوں۔ امید ہے میری یہ بات آپ پر پوری طرح
 واضح ہو گئی ہوگی۔

لاہور۔ مجھ کو چوک سے عام لٹریچر صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے
 ناول مجھے بے حد پسند ہیں آپ کے ناول پڑھتے ہوئے مجھے یوں محسوس
 ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ میرے سامنے ہو رہا ہو۔ منشیات کا زہر
 ہمارے معاشرے میں انتہائی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ برائے کرم اس
 کے خلاف ایسے ناول لکھیں جس سے نوجوانوں میں اس زہر کے خلاف
 شدید نفرت پیدا ہو جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پر تاثر الفاظ بے
 شمار نوجوانوں کو سدھار دیں گے۔

محترم عام لٹریچر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے
 منشیات کے خلاف آپ کا جذبہ انتہائی قابل قدر ہے۔ میں انشاء اللہ
 ضرور اس پر لکھتا رہوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے قارئین
 سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں منشیات کے خلاف
 تنظیمیں بنا کر اس کے خلاف جہاد کریں۔ منشیات کے عادی افراد کو
 اس سے نجات دلانے کے لئے امداد باہمی کے انداز میں چھوٹے چھوٹے
 ہسپتال قائم کریں مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے ملک کے نوجوان اس
 زہر کے خلاف جہاد پر پورے خلوص سے کام شروع کریں تو قوم اور
 ملک کو یقیناً اس سے قطعی نجات مل جائے گی۔ بات صرف نیک نیتی
 خلوص اور جذبے کی ہے جس کی ہمارے نوجوانوں میں کوئی کمی نہیں
 ہے۔

علی پور سے صفدر علی حیدری صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ کی تقریباً
 تمام کہانیاں پڑھ چکا ہوں آپ کی تحریروں کی تعریف کرنے کے لئے تو

میرے پاس حقیقتاً الفاظ ہی نہیں ہیں۔ آپ جس طرح فحاشی کے اس دور میں صاف ستھری، پاکیزہ، اصلاحی اور حب الوطنی سے بھرپور تحریریں لکھ رہے ہیں اور جس طرح آپ اپنے پاکیزہ اور موثر قلم سے نوجوانوں کی کردار سازی کر رہے ہیں اس پر آپ کو جس قدر فرح و تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ آپ نے ایک ناول میں لکھا تھا کہ آپ قارئین کی طرف سے بھیجے گئے تمام خطوط پڑھتے ہیں اس بات نے مجھ جیسے خاموش قاری کو خاموشی توڑے پر آمادہ کیا ہے۔ آپ نے فلسطین افغانستان اور کشمیر کے موضوع پر بے حد خوبصورت تحریریں پڑھنے کے لئے دی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان دوسرے ممالک جہاں مسلمانوں پر قلم دستم ڈھانے جا رہے ہیں پر بھی ضرور ناول لکھیں گے مجھے ایسے ناولوں کا شدت سے انتظار رہے گا۔

محترم صفدر علی حیدری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس جذبے اور خلوص کے ساتھ خط لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا دل سے طور پر ممنون ہوں۔ جہاں تک ان دوسرے ممالک جہاں مسلمانوں پر قلم دستم ڈھانے جا رہے ہیں ناول لکھنے کا تعلق ہے تو انشاء اللہ آپ کو ایسے ناول ضرور پڑھنے کو ملیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔ اے۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب پر سے نگاہیں ہٹائیں اور زور سے سلیمان کو آواز دی۔

”سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا صاحب۔ ذرا جا کر کال بیل بجانے والے کی زیارت تو کرو۔ اتنے دنوں بعد جس نے بھی کال بیل بجائی ہے۔ یقیناً کوئی نیک بخت ہی ہوگا۔“..... عمران نے کہا

”آپ خود ہی اس نیک بخت کو وصول کریں۔ کیونکہ آپ کی تمام نیک بختی میرے پاس پہنچ چکی ہے اور اب آپ کے پاس بختی کم ہو چکی ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اس کم کو چیلے لگائیں اور بختی کو بعد میں..... سلیمان کی آواز راہداری سے آتی ہوئی سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”چلو شکر ہے کہ تم نے یہ بات تو تسلیم کی کہ کوئی چیز تو مجھ سے ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ کم از کم اب کچھ عرصے سے تنخواہوں کے

مطلبے سے توجان جھوٹ جائے گی..... عمران نے جواب دیا۔
 "اتنی آسانی سے جان جھوٹ سکتی تو میں کب کا دو چار بڑے بڑے
 ہوٹلوں کا مالک بھی بن چکا ہوتا اور شہر کا معزز آدمی بھی۔ خواہ خواہ اس
 ڈرے میں پڑا آئے دال کو کیوں روتا رہتا..... سلیمان نے
 دروازے کے سلسٹے سے گزرتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس
 خوب صورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب ہیں..... دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی ایک
 مردانہ آواز سنائی دی۔ لیکن آواز عمران کے لئے اجنبی تھی۔
 "آپ کون صاحب ہیں..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔
 "میرا نام پروفیسر احسن رضا ہے۔ مجھے ایک ذاتی کام سے عمران
 صاحب سے ملنا ہے..... وہی مردانہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جی تشریف لے آئیے۔ صاحب موجود ہیں..... سلیمان نے
 اس بار مودبانہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔ وہ کچھ گیا تھا کہ
 پروفیسر کے تعارف کی وجہ سے سلیمان کا لہجہ مودبانہ ہو گیا ہے۔ وہ
 واقعی استادوں کی دل سے قدر کرنے کا عادی تھا۔ عمران بھی کرسی سے
 اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم۔ تشریف لائیے۔ میرا نام علی عمران ہے۔" عمران
 نے دروازے پر پہنچ کر خود سلام میں جہل کرتے ہوئے آنے والے کا
 استقبال کیا۔
 "وعلیکم السلام۔ جناب۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ اس

کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ میرا نام احسن رضا ہے اور میں ایک
 مقامی کالج میں استاد ہوں۔ آپ سے ایک ذاتی کام تھا۔ اس لئے حاضر
 ہوا ہوں..... آنے والے نے جو ایک اوصیہ عمر آدمی تھا۔ قدرے
 صحیح لگتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ ڈسٹربنس کیسی۔ آپ استاد ہونے کی وجہ
 سے ہم سب کے لئے قابل احترام ہیں۔ تشریف رکھیے..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ..... احسن رضائے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔
 "میری رہائش کریم نگر میں ہے۔ جہاں اکبر علی صاحب ٹھیکیدار
 رہتے ہیں کچھ عرصہ پہلے ان کی بیٹی ندرت کو اغوا کر لیا گیا تھا اور آپ
 نے اس سلسلہ میں ان کی مدد کی تھی۔ آپ کا پتہ مجھے اکبر علی صاحب
 نے ہی دیا ہے۔ وہ میرے محلہ دار بھی ہیں اور میرے دوست بھی اور
 انہوں نے آپ کے اخلاق کی اس قدر تعریف کی تھی کہ میں ہمت کر کے
 آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ احسن رضائے کہا تو عمران کو "بلڈی گیم"
 والا کیس یاد آ گیا..... جس میں واقعی سردار کی دور کی معززہ ایک
 سائیس سٹوڈنٹ ندرت کو اغوا کیا گیا تھا اور عمران نے اس کیس پر
 کام کیا تھا۔

"جی ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ آپ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر
 سکتا ہوں۔" عمران نے اشبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے
 سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ میں ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ جس

میں کافی کی دو پیالیوں کے ساتھ ساتھ بسکٹ کی پلیٹ بھی موجود تھی۔
 "اوه اس تکلف کی ضرورت نہ تھی میں تو عرض مند ہوں۔ آپ اگر
 میری بات ہی سن لیں تو میرے لئے یہی بہت ہے۔" احسن رضانے
 کہا۔

"آپ استاد ہیں جناب اور آپ کی خدمت ہم پر فرض ہے۔ آپ
 قطعی بے فکر ہو کر بات کریں۔ میرے بس میں جو ہوا۔ آپ کے لئے
 میں ضرور کروں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "شکریہ۔ آپ کی ان باتوں نے واقعی میری بے حد ڈھارس
 بندھائی ہے۔" احسن رضانے کہا اور سلیمان کے واپس جانے کے
 بعد عمران کے کہنے پر اس نے کافی کی پیالی اٹھالی۔

"عمران صاحب۔ میرا بیٹا رشید مقامی کالج میں بی۔ اے کا
 سٹوڈنٹ ہے۔ اہتمامی نیک اور فرمانبردار بچہ ہے۔ آج تک کسی
 جھگڑے یا کسی اور جگہ میں نہیں پڑا۔ لیکن اب وہ قتل کے الزام میں
 جیل میں بند ہے اور میری دنیا اندھیر ہو چکی ہے۔" احسن رضا
 نے آہستہ آہستہ کہا۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 "قتل کے الزام میں؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ لپٹے دوست اور کلاس فیلو رفیق کے قتل کے الزام میں
 حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میرا بیٹا بے گناہ ہے۔ اسے ایک سازش کے
 تحت اس کیس میں پھنسا دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے خلاف شہادتیں
 ایسی ہمیش کی گئی ہیں کہ کسی کو اس کی بے گناہی کا یقین نہیں آتا اور

اگر اس سازش کا بھانڈا نہ پھوٹتا تو وہ بے گناہ ہونے کے باوجود یقیناً
 پچھانس چڑھ جائے گا۔" احسن رضانے گلو گری لہجے میں کہا۔
 "آپ مجھے پوری تفصیل بتائیں۔ پلیز۔" عمران نے سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

"ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ میرا بیٹا اور مقتول رفیق مونر
 سائیکل پر سوار احمد آباد کی طرف جا رہے تھے۔ رفیق کی رہائش احمد
 آباد میں ہی تھی۔ میرا بیٹا رشید اور رفیق دونوں ہی ہاکی کے اچھے پلیئر
 تھے۔ اس وقت ان کے پاس ہاکیاں بھی تھیں۔ احمد آباد میں انہوں
 نے وہاں کے رہنے والے ایک بااثر غنڈے افضل کو ایک سکول کی
 طالبہ پر آواز کستے دیکھا تو انہوں نے اسے منع کیا۔ اس پر وہ افضل بچہ
 اٹھیا۔ اس نے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ ان دونوں کا خون جو ان تھا
 اور بچہ یہ کالج کے سٹوڈنٹ بھی تھے۔ اس لئے یہ دونوں اس سے لڑے
 پڑے۔ لیکن ارد گرد کے لوگوں نے درمیان میں پڑ کر جھگڑا ختم کرایا۔
 لیکن افضل انتقام لینے کی دھمکیاں دیتا ہوا چلا گیا اور یہ دونوں رفیق
 کے مکان میں پہنچ گئے۔ وہاں کچھ درکنے کے بعد میرا بیٹا مونر سائیکل
 پر واپس لپٹے گھر آ گیا۔ شام کو وہ ہاکی کھیلنے چلا گیا۔ لیکن اس کی واپسی
 سے پہلے ہی پولیس میرے گھر پہنچ گئی اور رشید کے بارے میں پوچھا۔
 تو میں نے انہیں بتایا کہ وہ ہاکی کھیلنے گیا ہوا ہے۔ اسی لمحے رشید واپس آ
 گیا اور تب پولیس نے بتایا کہ رفیق کو اس کے مکان میں قتل کر دیا
 گیا ہے اور قاتل رشید ہے اور پولیس رشید کو گرفتار کر کے لے گئی۔

افضل نے کی ہوگی۔ لیکن میرے پاس ایسے وسائل نہیں ہیں کہ میں میں بے حد پریشان ہوا۔ میں محلے کے معززین کو ساتھ لے کر تھانے اس سازش کا بھانڈا چھوڑ سکوں۔ اس لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ گیا۔ تو وہاں جا کر پتہ چلا کہ اس قتل کے عینی شاہد موجود ہیں اور انہوں نے پولیس کو تلفیہ بیان دیا ہے کہ رفیق کو رشید نے ہی قتل کیا ہے۔ وہ خنجر جس سے رفیق کو قتل کیا گیا ہے۔ وہ بھی رشید نے برآمد کر دیا ہے اور اس خنجر پر رشید کی انگلیوں کے نشانات بھی موجود نے کہا۔

ہیں اور ایسے ہی کئی اور ثبوت بھی پولیس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ میں حوالات میں بند رشید سے جا کر ملا تو وہ بیمار اور رہا تھا اور اس نے قسمیں اٹھا کر اور درد کر مجھے بتایا کہ وہ جب رفیق کے گھر سے واپس آیا تھا۔ تو رفیق زندہ سلامت موجود تھا اور اس نے کوئی خنجر برآمد نہیں کرایا۔ بلکہ پولیس آفیسر نے ایک خنجر اسے پکڑنے کے لئے یہاں حوالات میں دیا اور پھر اس سے لے لیا یہ سب اس کے خلاف سازش ہے۔ میں رفیق کے گھر گیا۔ رفیق کسی گاڑی کا رہنے والا تھا اور اس نے وہاں اپنی رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ وہ اکیلا رہتا تھا۔ رفیق کو اس مکان کی بیٹھک میں ہی قتل کیا گیا تھا۔ اس کے سینے میں خنجر اتار گیا تھا۔ میں نے اپنے طور پر محلے داروں سے بات کی۔ لیکن کوئی بھی مجھے اصل بات نہیں بتا سکا۔ یہ درست ہے کہ رشید میرا بیٹا ہے۔ لیکن عمران صاحب خدا گواہ ہے کہ میں اسے اسی طرح جانتا ہوں کہ وہ کسی انسان کا قتل تو ایک طرف ایک بلی تک کو نہیں مار سکتا اور پھر رفیق سے تو اس کی انتہائی گہری دوستی تھی۔ وہ بے گناہ ہے اس کے خلاف بھی تاک سازش کی گئی ہے اور یقیناً یہ سازش اس

”آپ اس افضل سے ملے تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”میں نے کوشش کی تھی۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ افضل شہر سے باہر گیا ہوا ہے“..... احسن رضانا جواب دیا۔

”کس تھانے کا کہیں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”تھانہ احمد آباد کا“..... احسن رضانا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں اپنے طور پر تحقیقات کروں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر رشید واقعی بے گناہ ہے تو اس کا بال تک بیگانہ ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”بے حد شکریہ جناب۔ آپ کی اس بات نے مجھے خاصا اطمینان دلایا ہے۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔“ احسن رضانا نے ٹھٹھے ہوئے کہا۔

”آپ مطمئن رہیں اگر رشید سچا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا“.....

..... عمران نے کہا اور پھر وہ احسن رضانا کو نیچے سیڑھیوں تک

چھوڑنے کے لئے آیا۔ گو احسن رضانا منع کرتا رہا۔ لیکن عمران نہ مانا۔

کیونکہ بہر حال احسن رضانا استاد تھا اور عمران کی عادت تھی کہ وہ

استادوں کی دل سے عزت کرتا تھا۔ اسے بچپن سے ہی یہی تربیت دی گئی تھی کہ استاد کا مقام بے حد قابل احترام ہوتا ہے اور جو آدمی استادوں کا احترام دل سے کرتا ہے وہی اس دنیا میں کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نہ صرف وہ بلکہ سلیمان جوان کے گھر میں ہی پلا بڑھا تھا استاد کے مقام کو جانتے تھے۔

عمران نے واپس آکر الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اور“..... عمران نے کال دینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں جناب اور“..... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر احمد آباد علاقے میں ایک طالب علم رفیق نامی نوجوان کا قتل ہوا ہے اور اس قتل کے الزام میں اس کا ایک دوست اور طالب علم رشید کو گرفتار کیا گیا ہے۔ رشید کا والد میرے پاس آیا تھا۔ وہ ایک مقامی کالج میں استاد ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس کے مطابق رشید بے گناہ ہے اور اسے سازش کے تحت اس قتل میں پھنسا یا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس کا شہید احمد آباد کے کسی غنڈے افضل پر ہے جس سے قتل والے روز ہی رفیق اور رشید کا ہتھکڑا ہوا تھا۔ تم اس سلسلے میں فوری طور پر انکوائری کرو۔ اگر رشید واقعی بے گناہ ہے۔ تو پھر یہ جہار افرض ہے کہ تم اس کی بے گناہی ثابت کرو اور اصل قاتل

کا سراغ لگاؤ“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی اس کیس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اور ایڈ آئل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ظاہر ہے فوری طور پر وہ یہی کر سکتا تھا اور اسے یقین تھا کہ ٹائیگر اس سلسلے میں اصل بات کا سراغ لگالے گا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

دھڑ عمر آدمی تیزی سے واپس چلا گیا۔ نوجوان نے اخبار ایک طرف موجود تپائی پر رکھ دیا۔ سجد لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نیبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی موٹھوں کا سائل بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق زر زمین دنیا کے انتہائی ادنیٰ طبقے سے ہے۔

”سلام صاحب“..... اس نے اندر آ کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سلام کرتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔
 ”اُو بیٹھو افضل“..... نوجوان نے اسی طرح بھاری اور قدرے رخت لہجے میں کہا۔

”شکریہ صاحب“..... افضل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نوجوان نے اسے بیٹھنے کا کہہ کر اسے بہت بڑا اعزاز بخش دیا ہو۔
 ”بتاؤ۔ کیا ہوا کام کا“..... نوجوان نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔

”کام تو ہو گیا صاحب۔ لیکن ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ مگر میں نے نسا دیا ہے“..... افضل نے جواب دیا اور نوجوان افضل کی بات بن کر بے اختیار چونک پڑا۔
 ”کیسا مسئلہ۔ تفصیل سے بتاؤ“..... نوجوان نے ہونٹ بھیجنے کوئے کہا۔

”جناب۔ میں ایئر پورٹ مال پہنچانے جا رہا تھا کہ راستے میں دو فاب علم جن میں سے ایک میرے محلے میں ہی رہتا ہے۔ مجھ سے لٹھ

وسیع و عرض کمرے کے فرش پر دبیز ایرانی قالین بٹھا ہوا تھا اور اس پر قدیم طرز کا بھاری فرنیچر موجود تھا۔ دیواروں پر جگہ جگہ جدید اسلٹھ لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ چار مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک کونے میں صوفے کی اکیلی کرسی پر ایک نوجوان آدمی جس کی لمبی لمبی موٹھیں تھیں بیٹھا ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور نوجوان نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

”افضل آیا ہے شہر سے“..... اس ادھیڑ عمر نے اندر داخل ہو کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”بلاؤ اسے“..... نوجوان نے کہا۔ اس کی آواز اس کی عمر کے لحاظ سے زیادہ بھاری بھی تھی اور اس میں کڑھنگی کا منہر بھی موجود تھا اور

پڑے..... افضل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور نوجوان افضل کی بات سن کر پریشان سا ہو گیا۔ اس کی فرخ پشانی پر ٹھکنیں سی آئیں۔

”کیوں۔ کیا مال کے لئے لہجے تھے“..... نوجوان نے غزاتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ دراصل راستے میں ایک خوبصورت سی لڑکی جو رہی تھی اور آپ تو جانتے ہیں کہ خوب صورتی میری کمزوری ہوتی ہے۔ میں نے بات کرنے کی کوشش کی تو یہ دونوں لڑکے جو وہاں سے گزر رہے تھے۔ مجھ سے لہجے پڑے اور جناب مال کا پیسٹ جو میں نے پیسٹ کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ نیچے گر پڑا۔ جسے ایک نوجوان نے اٹھایا اور اس نے دیکھتے ہی شور مچا دیا کہ اس میں منشیات ہے۔ جب کہ اس کا دوسرا ساتھی بھی یہ پیسٹ مجھ سے چھپنے لگا۔ میں پریشان ہو گیا۔ اس دوران اردگرد کے لوگ آگئے۔ انہوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ میں فوراً وہاں سے نکل آیا اور پھر میں مال ایئرپورٹ پہنچا کر جیسے ہی واپس اپنے اڈے پر پہنچا۔ تو یہ دونوں بھی وہیں آگئے اور انہوں نے دو ہمکیاں دینی شروع کر دیں کہ وہ پولیس کو اطلاع دے کر چھاپے مروائیں گے۔ اسی لمحے مجھے آپ کی ہدایت یاد آگئی کہ دشمن کو کبھی کمزور نہ سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے دوسرے لڑکے کے پیچھے بھیجا۔ ایک تو ہمارے محلے میں اکیلا ایک مکان میں رہتا تھا۔ جب کہ دوسرا کسی اور محلے میں رہتا تھا۔ اس طرح میرے

آدمی اس لڑکے کا مکان اور اس کا نام معلوم کر کے آئے۔ تو میں نے محلے میں رہنے والے نوجوان رفیق کو اپنے خاص آدمی سے قتل کرایا اور تمھانے دار کو جو ہمارے گروپ کا ہی آدمی ہے۔ یہ کہہ دیا کہ قتل کا الزام دوسرے لڑکے پر آنا چاہئے اور ثبوت بھی ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ لڑکا پھر کبھی جیل سے باہر نہ آسکے اور جیل سے اس کی رہائی بھی ہو تو لاش کی صورت میں ہونی چاہئے۔ چنانچہ کارروائی شروع ہو گئی۔ تمھانے دار نے عینی گواہ بھی بنائے۔ اس لڑکے کو گرفتار کر کے اس کے دوسرے ثبوت بھی تیار کرنے۔ اس طرح دونوں کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور میں مال لے کر کہاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ مال میں نے نیجر صاحب کو دے دیا ہے..... افضل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لتنے لمبے جوڑے چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ دونوں کا ہی خاتمہ کر دیتا تھا“..... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ اس روز میرا سب کے سامنے ان کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اور پھر دونوں کے قتل کی صورت میں سپیشل پولیس تفتیش کر سکتی تھی۔ لیکن اب معاملہ ہمیشہ کے لئے نمٹ گیا ہے۔ ایک قتل ہو گیا۔ دوسرا اس کے قتل کے الزام میں پکڑا گیا اور مجھ پر یا میرے آدمیوں پر اب کسی طرح بھی کوئی شبہ نہیں کر سکتا۔ ہماری زبان میں صاحب اسے معاملہ ٹھپ کر دیتا کہتے ہیں اور یہ معاملہ اب درست طریقے سے ٹھپ دیا گیا ہے“..... افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جو لڑاکا گرفتار ہوا ہے۔ اس کا نام کیا ہے“..... نوجوان نے پوچھا۔

”رشید ہے نام اس کا اور کسی پروفیسر کا بیٹا ہے صاحب“۔ افضل نے جواب دیا۔

”اس کا باپ پروفیسر ہے۔ کہیں وہ ایس۔ پی۔ یا ڈی۔ آئی۔ سٹی تک نہ پہنچ جائے“..... نوجوان نے کہا۔

”گیا تھا صاحب۔ لیکن ہر طرف تو ہمارے آدمی موجود ہیں۔ کسی نے اس کی بات نہیں سنی۔ کیونکہ تھانے دار نے انتہائی واضح اور کچے ثبوت بنائے ہیں۔ ان ثبوتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا صاحب“..... افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اچھا کیا کہ معاملہ ٹھپ دیا۔ ورنہ اگر تم دیکھے ہی یہاں آ جاتے تو پھر ہمیں جہاں معاملہ ٹھپ دینا پڑتا“..... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں صاحب۔ آپ کے سب اصول جانتا ہوں صاحب اس لئے تو میں نے فوری طور پر معاملہ ٹھپ دیا ہے“..... افضل نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”نیجر کو بلاؤ اعظم“..... نوجوان نے ایک طرف کھڑے مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی صاحب“..... ان مسلح افراد میں سے ایک نے جواب دیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی

والہی ہوئی۔ تو اس کے ساتھ وہی ادھیڑ عمر آدمی تھا جس نے پہلے افضل کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

”مال او۔ بے کے ہے نیجر“..... نوجوان نے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ میں نے مطلوب پوائنٹ پر پہنچا دیا ہے“..... نیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ افضل کو ساتھ لے جاؤ اور اس کے معاوضے کے علاوہ ایک لاکھ روپے انعام بھی دے دو۔ کیونکہ اس نے انتہائی کٹھداری سے کام لیتے ہوئے ایک مسئلے کو نمٹایا ہے“..... نوجوان نے کہا۔

”جی صاحب“..... نیجر نے جواب دیا۔

”جاؤ افضل اور لپٹے معاوضے کے ساتھ ساتھ اپنا انعام بھی لے لو تم نے جس طرح کٹھداری کا ثبوت دیا ہے۔ تم واقعی انعام کے حقدار ہو“..... نوجوان نے کہا اور افضل کے بہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھرائے۔

”بہت شکر یہ جناب“..... افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور سلام کر کے نیجر کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ نوجوان نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ نوجوان نے اخبار کو پھر میز پر رکھ دیا اور رسیور اٹھالیا۔

”جلال بول رہا ہوں“..... نوجوان نے بھاری لہجے میں کہا۔

”ولسن بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے“..... دوسری طرف سے

آواز سنائی دی نوجوان چونک کر سیدھا ہو گیا۔

”اوہ ایس۔ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ جلال نے حریت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مسٹر جلال۔ منشیات کے علاوہ کوئی اور دھندہ بھی کرنے کا موڈ ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیسا دھندہ۔۔۔۔۔ جلال نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اسلحے کی سپلائی کا بہت بڑا دھندہ ہے۔ جبیلے جس پارٹی کے ذریعے کام ہوتا تھا۔ اس کا مال پکڑا گیا ہے۔ اس لئے چیف نے کہا ہے کہ

دوسری کسی پارٹی کو کام دیا جائے۔ تو مجھے جہاں خیال آیا۔ لیکن اس سے جبیلے تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔ پاکیشیا کی شمالی سرحدوں پر

تھینتھن ریجنز کا ایک ڈی۔ ایس۔ پی احمد خان گزبڑ کر رہا ہے۔ اس نے پہلی پارٹی کا مال پکڑ لیا تھا۔ وہ پارٹی بے بس ہو گئی۔ لیکن ہم نے

بہت اعلیٰ سطح پر بات کر کے مال چھڑا لیا تھا۔ لیکن اب جو سپلائی سے وہ بہت بڑی بے اگر وہ پکڑ لی گئی تو کروڑوں روپوں کا نقصان ہوگا۔

اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ احمد خان کا سر سے سا کٹا ہی نکال دیا جائے۔ کسی بھی پیشہ ور قاتل سے اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس کے

بعد سپلائی شروع کی جائے۔ کیا خیال ہے کام کرو گے یا کسی اور سے بات کی جائے۔ دوسری طرف سے ولسن نے کہا۔

بالکل کروں گا ولسن اور اپنے پیڑھے لٹو کر کہہ پورا پاکیشیا جلال کے پیٹے میں رہنا ہے۔ سبھی کس نے کہا ہے کہ جلال کے مال کی

عرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ لے اور اس ڈی۔ ایس۔ پی کا خاتمہ تو بے حد معمولی بات ہے۔۔۔۔۔ جلال نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ پھر ایسا ہے۔ جبیلے اس ڈی۔ ایس۔ پی والا کام کر دو۔ تاکہ میں چیف کو قائل کر سکوں۔ بولو۔ اس ڈی۔ ایس۔ پی والے کام کا

کتنا معاوضہ لو گے۔۔۔۔۔ ولسن نے کہا۔

”معاوضہ۔ نہیں ولسن۔ جلال ایسے معمولی کاموں کا معاوضہ نہیں لیا کرتا۔ کام ہو جائے گا بس۔۔۔۔۔ جلال نے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ تم واقعی گریٹ آدمی ہو جلال۔ اوکے اگر تم نے یہ کام کر دیا۔ تو پھر میرا وعدہ کہ سپیشل سپلائی بھی جہاں سے ذریعے ہی ہوگی

کر دوڑوں ڈالرز کی سپلائی ہے۔ بہت وسیع انتظامات کرنے پڑیں گے جنہیں۔۔۔۔۔ ولسن نے کہا۔

”فکر مت کر دو۔ کتنا بڑا کام ہو۔ جلال کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔ سب او۔ کے ہو جائے گا۔۔۔۔۔ جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ ڈی۔ ایس۔ پی مشن کو مکمل کر کے رپورٹ دو۔ پھر سپیشل سپلائی کے بارے میں تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ دوسری

طرف سے ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہی گڈ۔ اب ہونی ناں بات۔ کروڑوں ڈالرز کا دھندہ۔ گڈ۔ یہ کام ہونا۔ جلال کے مطلب کا۔۔۔۔۔ جلال نے انتہائی مسرت

بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک بار پھر ایک طرف کھڑا۔
مسلم افراد سے مخاطب ہو گیا

"نواز کو بلاؤ! اعظم"..... جلال نے کہا۔ تو وہی مسلح آدمی سرملا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس دوران جلال نے ایک بار پھر اخبیا اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک چھپرے بدن کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سختی نظر آ رہی تھی۔

"سلام صاحب"..... آنے والے نے جلال کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"نواز۔ شمالی سرحد پر تعینات ریجنل میں کسی ڈی۔ ایس۔ پی احمد خان کو جانتے ہو"..... جلال نے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ مکے کی دم ہے۔ انتہائی اگھڑ۔ انتہائی ایماندار۔ مگر انتہائی حد تک خطرناک آدمی ہے۔ نہ رشوت لیتا ہے۔ نہ سفارش مانتا ہے اور مال پر تو یوں چھپتا ہے کہ جیسے اسے چھپنے سے مخبری ہو"..... آنے والے نے جو نواز تھا۔ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حتمی بندوبست کرانا ہے۔ کون کر سکے گا۔ یہ کام"۔ جلال نے کہا۔ تو نواز چونک پڑا۔

"حتمی بندوبست۔ مطلب ہے فنش"..... نواز نے کہا۔
"ہاں۔ لیکن فوری اور انتہائی بے داغ طریقے سے۔ کسی کو ہم پر یا

ہمارے آدمیوں پر کسی طرح شبہ نہ ہو سکے"..... جلال نے کہا۔

"صاحب۔ پھر تو شہر کے سب سے خطرناک قاتل مارٹن کو ہائر کرنا پڑے گا۔ وہ کام میں تو ماہر ہے۔ لیکن رقم بہت مانگتا ہے"..... نواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم لیتا ہے"..... جلال نے پوچھا۔
"دس لاکھ روپے..... کم از کم"..... نواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنی رقم۔ ایک معمولی سے ڈی۔ ایس۔ پی کے خاتمے کے لئے۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے"..... جلال نے کہا۔

"صاحب۔ اس کا خاتمہ ایک کروڑ میں بھی سستا ہے۔ وہ انتہائی ہو شیار اور چالاک آدمی ہے۔ اب تک بے شمار آدمیوں نے اس کے خاتمے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔" نواز نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کیا مارٹن یہ کام کر لے گا۔" جلال نے کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ وہ ایسے کام آسانی سے کر لیتا ہے۔ اس لئے تو اتنا معاوضہ بھی لیتا ہے"..... نواز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ جتنے بھی معاوضے پر کام ہو سکتا ہو کر آؤ۔ مجھے اب کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہئے اور کام بھی زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹوں کے اندر ہو جائے"..... جلال نے کہا۔

”بڑھ کر اس نے صدیقی سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔
 آج کیسے اتنی دور آنے کی تکلیف کی۔ فون کر دیتا تھا۔“ جلال نے
 سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ایک ذاتی کام تھا جلال صاحب۔ اس لئے بطور عرض مندرجہ خود
 ہی آنا چاہئے تھا۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”آپ حکم کریں صدیقی صاحب۔ ہم تو تعمیل کرنے والے لوگ
 ہیں۔“ جلال نے کہا۔

میری ترقی رکی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نہیں مان رہے۔
 آپ جانتے تو ہیں کہ ایک پارٹی سے تعاون کیا جائے تو کئی پارٹیاں
 ناراض بھی ہو جاتی ہیں اور ایسی ہی پارٹیاں نہیں چاہتیں کہ مجھے ترقی
 مل جائے۔ ان کے آدمی میرے پاس آئے تھے کہ ان کا ساتھ دوں تو
 ترقی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں اصول پسند
 آدمی ہوں۔ ایک بار جس سے دوستی ہو جائے۔ اسے آخری حد تک
 نبھاتا ہوں اور اب جب آپ سے دوستی ہو چکی ہے۔ تو میں بچھے نہیں
 بٹ سکتا۔ لیکن میری حکمت ترقی کارک جانا میرے لئے بھی نقصان دہ
 ہے اور آپ کے لئے بھی۔ کیونکہ اگر مجھے ترقی نہ ملی تو پھر میرا تبادلہ بھی
 یہاں سے کر دیا جائے گا اور نیا آنے والا کون ہو۔ کس کا ساتھ دے۔
 یہ بات کون جانتا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”بونہ۔ میں سمجھ گیا آپ کی بات۔ فائل چیف منسٹر کے پاس ہے

”ہو جائے گا صاحب۔ مگر نہ کریں۔“ نواز نے جواب دیا اور
 جلال کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی
 طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے منیجر اندر داخل ہوا اور اس نے جھک کر
 سلام کیا۔

”صاحب۔ دارالحکومت سے صدیقی صاحب آئے ہیں۔“ منیجر
 نے کہا۔

”اوہ اچھا۔“ جلال نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے ہاں۔ افضل کو انعام دے دیا یا نہیں۔“ جلال نے
 دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے منیجر سے پوچھا۔

”جی ہاں صاحب۔“ منیجر نے موڈ بان لہجے میں جواب دیا۔

اس کی قب بھی نہیں بنی چاہئے۔ مجھے ایسے آدمی قطعی پسند نہیں
 ہیں جو مال لاتے وقت راستے میں ٹھکڑے کریں۔ اس طرح کسی بھی
 وقت معاملات بگڑ سکتے ہیں۔“ جلال نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”انگل صاحب۔“ منیجر نے جواب دیا اور جلال دروازہ کر کے
 گھر کے باہر ابداری میں آ گیا۔ رابداری سے گزر کر وہ ایک اور کمرے
 کے بند دروازے پر گیا اور پھر دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا۔ تو
 صوفے پر بیٹھے ہوئے اوجیز عمر آدمی جس کے جسم پر تھری جینس سوٹ
 تھا اور جو نئے نئے قلعے کی گانے سے کوئی پندرہ لاکھ رہا تھا۔ اچ کر کھڑا ہو
 گیا۔

”صاحب۔“ منیجر نے جھک کر کہا۔

یا کسی اور افسر کے پاس۔ جلال نے ہونٹ ہنچتے ہوئے کہا۔

"چیف منسٹر صاحب کے خصوصی معاون ہیں پاشا صاحب۔ ان کے پاس ہے۔ وہ اگر چاہیں تو کام ہو سکتا ہے۔" صدیقی نے کہا جلال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف تپائی پر رکھا ہ کارڈ لیس فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناصر بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جلال بول رہا ہوں ناصر۔" جلال نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ صاحب۔ آپ فرمائیے۔ حکم کیجئے۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا بچہ مودبانہ ہو گیا۔

"چیف منسٹر کے معاون خصوصی ہیں پاشا صاحب۔ ان کے پاس انہی سٹیکنگ ڈویژن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر صدیقی کی ترقی کی فائل ہے جو انہوں نے روک رکھی ہے۔ صدیقی صاحب ہمارے خاص آدمی ہیں جلال نے کہا۔

"جی صاحب۔ ٹھیک ہے صاحب۔ کام ہو جائے گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جس قیمت پر بھی ہو۔ کام فوری ہونا چاہئے۔ ہم اپنے آدمیوں کو مکمل تحفظ دینے کے گاہند ہیں۔" جلال نے تیز لہجے میں کہا۔

"کام ہو جائے گا صاحب۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔" جلال نے کہا اور بن آف کر کے اس نے فون پیس کو واپس میز پر رکھ دیا۔

"اور حکم صدیقی صاحب۔ آپ کی ترقی ایک ہفتے کے اندر ہو جائے گی۔" میرا وعدہ رہا۔ جلال نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر اکتاہٹ سرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"شکریہ۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آپ آسانی سے کام کرالیں گے۔ میرے لئے کوئی حکم ہو تو فرمائیے۔" صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکم نہیں۔ آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے۔" جلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوشخبری۔ وہ کیا۔" صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"میں جلد ہی ایک بہت بڑی سپیشل سپلائی ڈن کرنے والا ہوں۔" جلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سپلائی۔ مطلب ہے اسلحہ۔" صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسلحہ کی بہت بڑی کھیپ ہے۔ بہت بڑی۔" جلال نے قدرے فاختانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ کام کون سی پارٹی کرتی تھی۔" صدیقی نے پوچھا۔

"کوئی پارٹی کرتی ہوگی لیکن شمالی سرحد پر ریجنرز کے ایک ڈی۔ ایس۔ پی نے مال پکڑ لیا۔ گومال تو اعلیٰ حکام کے ذریعے واپس نکلوا لیا گیا۔ لیکن ظاہر ہے پارٹی پر اعتماد ختم ہو گیا اور اب چونکہ بہت بڑی کھیپ سپلائی ہوتی تھی۔ اس لئے سپلائی کرنے والوں کو نئی پارٹی کی تلاش تھی اور نشیات میں ہماری کارکردگی اب تک ہر لحاظ سے بے

داغ رہی ہے۔ اس لئے سپیشل سپلائی بھی ہمارے ذمے لگادی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا اور کتنا وسیع دھندہ ہے۔ منشیات میں تو بے شمار گروپ منسلک ہیں۔ لیکن اسلحے میں بڑی پارٹیاں ایک دو ہی ہوں گی اور اب ہم بھی ان بڑی پارٹیوں میں شامل ہو جائیں گے۔“ جلال نے کہا۔

”پھر تو مبارک ہو۔ جلال صاحب“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ اور آپ کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ اس سپیشل سپلائی کی حفاظت کے سلسلے میں آپ نے بھی تعاون کرنا ہے اور اس تعاون کا معاوضہ آپ کو اٹھایا جائے کہ آپ کی آئندہ سات پشیمیں بھی عیش و آرام سے کھاتی رہیں گی“..... جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”بالکل بے فکر رہیں جناب۔ آپ کو کبھی شکایت نہ ہوگی۔“
 صدیقی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلال نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

میلی فون کی گھنٹی بجتی ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ کیونکہ اس وقت وہ فلیٹ میں اکیلا تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔
 ”علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بڈبان خود۔ سپیکنگ..... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی رواں ہو گئی تھی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں پاس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اسے پروفیسر احسن رضا کا کام یاد آ گیا تھا۔ ٹائیگر نے آج تیسرے روز فون کیا تھا۔ جب کہ عمران اس دوران مطالعے میں ایسا غرق رہا کہ اس کے ذہن سے ہی ساری بات نکل گئی تھی۔

”اوہ کیا ہوا اس کام کا۔ جو میں نے تمہارے ذمے لگایا تھا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

اسی کے متعلق رپورٹ دینے کے لئے میں نے فون کیا ہے۔ میں نے تین روز میں ساری تحقیقات کر لی ہے پروفیسر احسن رضا کا بیٹا رشید واقعی اپنے دوست کا قاتل ہے۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ہونٹ بھنج گئے۔

"کیسے نتیجہ نکالا ہے تم نے" عمران نے کہا۔ اس کے دل میں اچانک ٹائیگر کی بات سن کر ایک انجانی سی غلش پیدا ہو گئی تھی۔ "میں نے ساری تحقیقات کی ہیں۔ محلے داروں سے بھی پوچھ گچھ کی ہے۔ تمہارے سے بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ رشید سے بھی ملا ہوں۔

عینی گواہ بھی اس واقعے کے موجود ہیں۔ دونوں ہی اسی محلے کے رہنے والے ہیں اور شریف اور سیدھے سادھے لوگ ہیں۔ انہوں نے رفیق کی بیٹھک سے چٹخنے کی آواز سنیں تو وہ اس کی بیٹھک میں گئے۔ اس وقت رشید کے ہاتھ میں خون آلود خنجر تھا۔ انہوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن رشید خنجر بھینک کر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔ دوسرے محلے داروں نے بھی اسے بھاگتے ہوئے دیکھا۔ خنجر پر واقعی رشید کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں۔ رشید کی نشاندہی پر اس

کا وہ لباس بھی برآمد کر لیا گیا۔ جس پر رفیق کے خون کے چھینٹے موجود ہیں۔ یہ لباس رشید نے اپنے گھر میں ایک صوفے کے نیچے چھپا رکھا تھا اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ رشید نے اقرار بھی کر لیا ہے اور یہ اقرار جرم اس نے پولیس کے سامنے نہیں کیا۔ مجسٹریٹ کے سامنے کیا ہے۔ اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق یہ دونوں اسی محلے کی

ایک لڑکی پر نظریں رکھتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان اچانک اس لڑکی کے سلسلے میں تلخ کلامی ہوئی۔ جو اس قدر بڑھ گئی کہ مقتول رفیق نے اچانک خنجر نکال کر اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن اتفاق ہے کہ خنجر نشانے پر نہ لگا اور رشید نے وہ خنجر رفیق سے چھپتے ہوئے اس کے سینے میں اتار دیا۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"افضل سے ملے ہو تم۔ جس سے ان دونوں کا اس واردات سے پہلے جھگڑا ہوا تھا" عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے۔ دراصل جس وقت جھگڑا ہوا وہ ایر پورٹ ہی جا رہا تھا اور پھر جھگڑے کے بعد وہ سیدھا ایر پورٹ گیا اور وہاں سے باہر چلا گیا۔ وہ واپس نہیں آیا تھا اور ابھی تک باہر ہے۔ میں نے ایر پورٹ سے بھی تصدیق کر لی ہے۔ اس فلائٹ میں جانے والوں میں افضل کا بھی نام موجود ہے۔ وہ کافرستان گیا ہوا ہے۔ اس طرح اس پر تو کسی قسم کا کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا" ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ رشید واقعی قاتل ہے۔ چاہے اس سے یہ قتل فوری اشتعال یا اپنی حفاظت کے لئے ہوا۔ لیکن بہر حال ہوا ہے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں باس۔ یہی بات ہے" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اب رشید کہاں ہے" عمران نے پوچھا۔

"سنٹرل جیل میں ہے" ٹائیگر نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں قاتل کو تو بے گناہ نہیں بنا سکتا۔
 عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک انجام
 سا ہلکا سا کھچاؤ موجود تھا۔ ویسے یہ تمام رپورٹ اس کی توقع کے خلاف نہ
 تھی وہ کچھ در تک بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکو آڑی
 کے نمبر ڈال کر دیئے۔

”انکو آڑی پلیر..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”پولیس سنزل آفس کا نمبر دیجئے..... عمران نے کہا تو دوسری
 طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے آپریٹر کا شکر یہ ادا کر کے کریڈل
 دیا یا اور پھر وہ نمبر ڈائل کر دیا۔

”یس پولیس سنزل آفس..... دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی
 آواز سنائی دی۔

”ڈی۔ ایس۔ پی علوی سے بات کر لیئے۔ میں علی عمران بول رہا
 ہوں..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کیجئے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ علوی پہلے سنزل
 انٹیلی جنس میں تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنا تبادلہ پولیس میں کر لیا تھا
 اور اب وہ وہاں ترقی پا کر ڈی۔ ایس۔ پی بن چکا تھا۔ نوجوان اور
 اتہائی متحرک شخصیت کا مالک تھا۔ انٹیلی جنس کے زمانے میں اس کا
 عمران سے اچھا خاصا یارانہ بن گیا تھا۔ کیونکہ علوی بذات خود بھی اچھا
 آدمی تھا اور اب بھی وہ کبھی کبھار خود عمران کو فون کر لیتا تھا۔ اس
 طرح ان کے تعلقات قائم تھے۔

”یس..... ڈی۔ ایس۔ پی علوی بول رہا ہوں۔ دوسری طرف
 سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

”کمال ہے۔ ایسی بھی یونیورسٹی ہے۔ جس کی ڈگریاں نام سے
 پہلے لگائی جاتی ہیں..... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے
 کہا۔

”اوہ..... علی عمران صاحب آپ دراصل جو ڈگریاں نام کے بعد
 لگائی جاتی ہیں وہ علمی ڈگریاں ہوتی ہیں اور جو نام سے پہلے لگائی جاتی ہیں۔
 وہ اختیاراتی ہوتی ہیں..... دوسری طرف سے علوی نے ہنستے ہوئے
 کہا۔

”اختیاراتی۔ یعنی اپنی مرضی کی۔ اوہ پھر تو تم نے اختیاراتی
 ڈگریوں میں بھی کنجوسی دکھائی ہے۔ صرف تین حرف لگا دیئے۔ پوری
 اے۔ بی۔ سی لگا دیتے۔ نام سے پہلے..... عمران نے جواب دیا اور
 دوسری طرف سے علوی بے اختیار ہنسنے لگا۔

”آپ سے باتوں میں تو میں جیت نہیں سکتا۔ یہ تو بہر حال طے ہے
 اس لئے آپ یہ فرمائیے کہ آج کیسے آپ نے مجھے خود فون کر لیا ہے۔ کیا
 آپ جیسی شخصیت کو بھی پولیس سے کام پڑ سکتا ہے..... علوی نے
 ہنستے ہوئے کہا۔

”بالکل پڑ سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اب ہمارے ملک کی
 پولیس بھی یورپ اور امریکہ کی پولیس کی طرح خادم خلق بن چکی ہے
 یعنی اب کسی کی جلی بھی درخت پر چڑھ گئی ہے تو وہ پولیس کو کال کر

سکتا ہے اور اگر کسی کا گڑبند ہو گیا ہے تو..... عمران نے کہا۔
 "ارے ارے۔ بس۔ بس۔ بس۔ بس۔ اس قدر خدمت خلق ہمارے
 بس میں ہی نہیں ہے۔ بس وہیں ملی تک ہی معاملہ محدود رکھیے۔"
 علوی نے ہنستے ہوئے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"بڑی جلدی خدمت خلق سے منہ موڑ لیا۔ ابھی تو بڑی لمبی لسٹ
 تھی خدمت خلق کی۔ بہر حال یہ بتاؤ کہ تمہانے احمد آباد تمہاری ان
 اختیاراتی ڈگریوں کے تحت آتا ہے یا نہیں۔" عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"تمہانے احمد آباد۔ کیوں کیا ہوا اسے..... علوی نے چونک کر
 پوچھا۔

"تمہانے کو کیا ہونا ہے۔ وہ تو مظلوموں کی جتنیں سن سن کر پتھر کا
 بن چکا ہو گا اور پتھر سے سر تو پھوڑا جا سکتا ہے۔ پتھر کا کچھ نہیں بگاڑا جا
 سکتا۔ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ وہاں کا انچارج کون ہے۔ میں اس سے
 ملنا چاہتا ہوں..... عمران نے کہا۔

"ارے خیریت۔ کیا غلطی ہوئی اس پجارے عظمت ایس۔ ایچ۔
 او۔ سے..... علوی نے بے اختیار ہو کر کہا اور عمران اس کے اس
 انداز پر ہنس پڑا۔

"اس سے کوئی غلطی فی الجہال تو نہیں ہوئی۔ الٹیہ ایک پروفیسر
 احسن رضا کے لڑکے رشید سے قتل کی غلطی ہو گئی ہے اور میں اس کی
 فائل دیکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو تمہانے کے سلسلے سے گزرتے ہوئے

بھی ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ انچارج کی بڑی بڑی مومخیں تمہانے کی دیوار پر
 لٹکی ہوئی صاف دکھائی دیتی رہتی ہیں اور تمہانے کے اندر جانا۔ یہ تو
 واقعی تم جیسے بہادروں کا ہی کام ہو سکتا ہے..... عمران نے کہا تو
 دوسری طرف سے علوی بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں نے ایک ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے۔ اس لئے میں آپ
 کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ الٹیہ میں تمہانے کے انچارج عظمت کو فون کر
 دیتا ہوں۔ پھر آپ کو وہاں پہنچ کر کوئی خوف نہ ہو گا۔" دوسری طرف
 سے علوی نے کہا۔

"چلو۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ کہ ڈی۔ ایس۔ پی کا تمہانے پر کتنا
 رعب ہوتا ہے۔ خدا حافظ..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھا
 اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈریسنگ روم سے لباس تبدیل کر
 کے وہ باہر آیا ہی تھا کہ کال بیل بج اٹھی۔

"اوہ۔ خدا خیر کرے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ تمہانے جاتے وقت کوئی
 مہمان آجائے تو تمہانے سے واپسی تجزیت نہیں ہوتی۔" عمران نے
 بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے..... عمران نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے
 سے پہلے پوچھا۔

"خاور ہوں عمران صاحب..... دوسری طرف سے خاور کی آواز
 سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے دروازہ کھولا تو
 دروازے پر واقعی خاور موجود تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا

عمران نے اس طرح خاور کو سر سے پیر تک دیکھنا شروع کر دیا جسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”السلام علیکم عمران صاحب۔ خیریت۔ یہ آپ مجھے کس طرح دیکھ رہے ہیں.....“ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ دراصل میں یہ دیکھ رہا تھا کہ کہیں کوئی عیب تو نہیں ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ کوئی عیب نظر تو نہیں آ رہا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا میری قربانی کرنی ہے.....“ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اس قابل ہو کہ تمہیں اپنے ساتھ تھانے لے جایا جا سکتا ہے۔ آؤ۔ راستے میں بات ہوگی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور تالہ لگا کر جانی مخصوص جگہ پر رکھ دی۔ تاکہ سلیمان جب واپس آئے تو اسے چابی مل سکے۔

”تھانے اور آپ جا رہے ہیں۔ خیریت.....“ خاور نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔

”فی الحال تو خیریت ہے۔ لیکن وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ گہراج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گہراج کا دروازہ کھولا اور اپنی سپورٹس کار باہر نکالی اور گہراج کا دروازہ بند کر دیا۔

”میری گاڑی موجود ہے.....“ خاور نے کہا۔

”ارے رہنے دو۔ اسے کون لے جائے گا۔ اگر کوئی لے بھی گیا تو خود ہی ہاتھ جوڑ کر واپس بھی پہنچا دے گا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ اسے پرانے ماڈل کی گاڑیاں رکھنے کا بے حد شوق تھا اور عمران اس نسبت سے اس پر طنز کر رہا تھا۔

”آخر آپ کو تھانے جانے کی ضرورت کیا بڑگئی ہے۔ کچھ مجھے بھی بتائیے۔“ خاور نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہی جو تمہیں میرے پاس لے آئی ہے۔“ عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور خاور ایک بار پھر چونکا اور پھر ہنس پڑا۔

”میں تو صرف آپ سے گپ شپ کے موڈ میں آیا تھا۔ کافی دن ہو گئے تھے۔ آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ میں ایک دوست سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ یہاں سے گزرا تو میں نے سوچا کہ آپ سے گپ لگانی جائے.....“ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بھی فی الحال یہی کام کرنے جا رہا ہوں.....“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ تو آپ کا ہی دل گردہ ہے کہ گپ شپ لگانے کے لئے تھانے کا رخ کر رہے ہیں۔“ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔ ویسے میں نے ہمت کو گرنے سے بچانے کے لئے ایک ڈی۔ ایس۔ پی کے فون کی بیسکھیاں بھی ساتھ

رکھی ہوئی ہیں۔ تاکہ ہمت بے چاری تھانے کے اندر تو داخل ہو جائے اس کے بعد ہرچہ بادا باد..... عمران نے جواب دیا اور خاور ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ باقاعدہ انتظامات کے ساتھ تھانے جا رہے ہیں۔ پھر تو واقعی کوئی خاص چکر ہوگا..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کافی عرصے سے دل چاہ رہا تھا کہ کوئی قتل کیا جائے۔ لیکن کوئی پولیس پروف قتل کا طریقہ ہی سمجھ نہ آ رہا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ایک پروفیسر احسن رضا کے صاحبزادے جو کالج کے طالب علم ہیں انہوں نے ایک پولیس پروف قتل کر دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کی فائل پڑھ لوں۔ کسی بھی وقت کام آ سکتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پولیس پروف قتل۔ پروفیسر احسن رضا کے صاحبزادے۔ میں سمجھا نہیں۔ کیا کوئی کہیں ہے..... خاور نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ کیا کہتے ہیں۔ پیٹ بڑا ظالم ہوتا ہے جب وہ بھوکا ہو تو پھر سنٹیٹس وغیرہ سب دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ بیول شیخ سعدی۔ بھوکا تو عشق بھی بھول جاتا ہے۔ اب تم دیکھو۔ گزشتہ ایک مہینے سے جہارے اس پردہ نشین ہاس نے کوئی کام رہنا تو ایک طرف فون تک نہیں کیا۔ جب کہ آغا سلیمان پاشا نے اس ایک ماہ کے دوران تین بار

ہنگائی الاؤنس میں اضافے کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے..... عمران نے کہا۔

”تو آپ نے قتل کے کیس کی تحقیقات کا کام لے لیا ہے۔ گڈ۔ واقعی فرصت کے لمحات کا دلچسپ مشغلہ ہے..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مشغلہ نہیں۔ مسز خاور۔ مجبوری ہے۔ تمہیں تو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو کھٹاک کھٹاک سے سالم تنخواہ مع مہنگائی الاؤنس۔ بونس اور نجانے کیا کیا فلیٹ میں بیٹھے مل جاتا ہے۔ لیکن مجھے سوائے مطالبات زر کے اور کیا ملتا ہے..... عمران نے جھجھک دیا اور بے خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”کیا بات ہے۔ اس بار آپ کا دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض باہر گیا ہوا ہے..... خاور نے کہا۔

”ارے وہ ایماندار و یاستدار اور نجانے کیا کیا ہو گیا ہے۔ اب دیکھو ناں ہم لوگوں سے تو ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ ایماندار بنو۔ دیاستداری سے کام کرو۔ لیکن یہ بات ہم نے کبھی نہیں سونچی کہ اگر سب ایماندار اور دیاستدار بن جائیں تو پھر ہم جیسے نجانے کتنوں کا گزارہ کس قدر مشکل ہو جائے گا..... عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا اور خاور ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے، میں آج ہی جو یا سے بات کرتا ہوں..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جویا سے۔ وہ کیوں۔ کیا اس نے قرضہ دینے کی کوئی کمپنی کھول رکھی ہے۔ لیکن میرے پاس تو ضمانت میں دینے کے لئے بھی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ فلیٹ سہ سٹینڈنٹ فیاض کا ہے۔ فلیٹ کا سارے سامان قسطوں پر آیا ہوا ہے۔ جاگیر اور جائیداد پر ڈیڈی کا قبضہ ہے۔ لے دے کے ایک آغا سلیمان پاشا بیچ جاتا ہے۔ لیکن اسے کوئی ضمانت میں قبول ہی نہیں کرتا۔ عمران نے کہا تو خاور ہنس پڑا۔

”جویا تجھے ایک بار کہہ رہی تھی کہ ہم سیکرٹ سروس والوں کے تمام اخراجات تو حکومت ادا کرتی ہے۔ آخر ہم تنخواہوں کا کیا کریں۔ اس لئے کیوں نہ ہم چیف کو تجویز پیش کریں کہ ہمیں تنخواہوں کی ضرورت نہیں ہے..... خاور نے کہا۔

”ارے ارے۔ اس کنٹریس کا کیا ہے۔ وہ تو فوراً ہی تجویز قبول کر لے گا۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے گا کہ ماہانہ سیکرٹ سروس کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ تم ایسا کرو جویا سے کہہ دو کہ وہ چیف کو یہ تجویز پیش کرے کہ سب ممبران کی تنخواہ علی عمران کو دے دی جائے وہ گھر بار والا ہے۔ اس کے اخراجات بہت ہیں اور ہسٹنگلی کا زمانہ ہے۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”گھر بار والا۔ کیا مطلب ہے۔ آپ تو..... خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم سب تو کنٹریس ہو۔ اکیلے رہتے ہو۔ جنہیں کیا معلوم گھر داری کیا ہوتی ہے۔ تو ہر جیسے لوگوں سے پوچھو..... عمران نے

”اس کی بات کاٹتے ہوئے بڑا المباسانس لے کر کہا۔ یہی بات تو سہری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آخر آپ گھر بار والے کیسے ہو گئے۔ ابھی تو آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی اور گھر بار والا تو شادی شدہ کو کہا جاتا ہے“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے وہ تو پرانی لغت میں کہا جاتا ہے۔ جدید لغت میں گھر بار والا اسے کہتے ہیں جس کا ایک باوصی بھی ہو۔ بیوی تو پھر بھی کسی موقع پر طرح دے جاتی ہوگی کہ خاوند صاحب کے پاس رقم کی کمی ہے کوئی بات نہیں۔ اگر آج گھر میں آنا نہیں ہے تو جا کر ہوٹل سے کھا لیتے ہیں۔ لیکن باوصی۔ لا حول ولا قوۃ۔ سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے۔ مشرق میں غروب ہو سکتا ہے۔ مگر باوصی صاحب کو کھانے کے لوازمات پورے پورے چاہیں۔ اس کے بعد چاہے وہ خود ہی جا کر ہوٹل میں کھانا کھائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور خاور کا ہنستے ہنستے پر احوال ہو گیا۔

”اچھا عمران صاحب۔ ایک بات تو بتائیے..... آپ کو مجھ سے کوئی دشمنی ہے..... اچانک خاور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑ۔

”دشمنی..... ارے اتنا چھوٹا بے حتمیر سا لفظ کیوں بول رہے ہو۔ عداوت کہو۔ کم از کم کچھ رعب تو پڑتا ہے لفظ کا..... عمران نے کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی آپ کو مجھ سے عداوت ہے۔ لیکن میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے..... خاور نے کہا۔

”کوئی ایک بگڑا ہوا تو بتاؤں۔ وہ کیا شعر ہے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنی بھی صورت کو بگاڑ۔ دوسرا مصرعہ دیوان میں دیکھ لینا۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں دراصل آپ سے آج خاص طور پر اس سلیب میں ملنے کے لئے آیا تھا کہ آپ سیکرٹ سروس میں سب سے کام لیتے ہیں لیکن ایک طویل عرصے سے آپ نے مجھے نظر انداز کر رکھا ہے۔ بعض اوقات تو میں سوچتا ہوں کہ سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دوں مجھے فارغ ہینہ کر مفت کی تنخواہ لیتے اچھا نہیں لگتا۔“ خاور۔
اتہائی سخیدہ لہجے میں کہا۔

”لے ضرور لیا کرو۔ اس کے بعد میرے پتے پر روانہ کر دیا کرو۔ انڈیا جڑے خریدے گا۔“
عمران نے کہا۔

”میں مذاق نہیں کر رہا عمران صاحب۔ سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں خاور نے اتہائی سخیدہ لہجے میں کہا۔

”اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں مذاق کر رہا ہوں۔ بھائی میں بھی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ چلو جہاڑی تنخواہ سے ادھار کا ایک آدھ خانہ تو برابر ہو ہی جائے گا۔ باقی رہا کام تو کام لیا نہیں جاتا کیا جاتا۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے ایک عمارت کے ساتھ دیوار کے قریب کر کے پارک کر دیا۔ گیٹ پر پولیس تھانہ احمد آباد کا مخصوص رنگوں میں بورڈ لگا نظر آ رہا تھا۔

”اؤ۔ میں تمہیں دکھاؤں کہ کام کیسے کیا جاتا ہے چلو بغیر مٹھائی کے گھر گرو بنا لیتا ہوں تمہیں۔“
عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے جرتے ہوئے کہا اور خاور بھی خاموشی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

”ارے جہاڑ منہ تو اس طرح سو جا ہوا ہے۔ جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھلونا غریب کر نہ دیا جائے۔ تو اس کا منہ سوچ جاتا ہے۔ بھائی جہاڑے چیف کا خیال ہے کہ خاور میری سروس کا بہترین مینٹ ہے۔ اکیلا پوری ٹیم سے زیادہ تجربہ کار اور فعال ہے۔ اس لئے جب نیم باہر جاتی ہے تو آکر اکیلا خاور بھی یہاں ہو تو مجھے حوصلہ رہتا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ ویسے وعدہ رہا کہ اب میں چیف کی بات نہ مانوں گا۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوہ۔ کیا واقعی چیف نے میرے متعلق یہ بات کہی ہے۔ یا آپ خود اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہے۔“
خاور نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”چیف تو جہاڑے متعلق ایسے خیالات رکھتا ہے کہ اگر میں تمہیں بتا دوں تو ایک لمحے میں تم جیسے آدمی سے نجات مل سکتی ہے مگر۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نجات مل سکتی ہے۔ کیا مطلب۔“
خاور نے چونک کر پوچھا

”وہ شادی مرگ۔ اس سے بھی تو نجات مل جاتی ہے۔ شادی کرنے والے کو بھی اور مرنے والے کو بھی“..... عمران سنا مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا مطلب یہ ہے کہ چیف کے خیالات کا خاور کو پتہ چل جائے تو خاور پر مسرت کی زیادتی سے شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔

”یہ بات ہے۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہوتا رہا۔ بہر حال شکر یہ | عمران صاحب۔ آپ نے میری بہت بڑی لمٹھن دور کر دی ہے“..... خاور نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔ اس دوران وہ تھانے کے پھانگ سے عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ ایک طرف برآمدے میں ایک سپاہی ہاتھ میں بندوق اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب سترزی صاحب۔ ویسے یہ آپ کو سترزی کیوں کہا جاتا ہے۔ کہیں یہ سنگترے کا مخفف تو نہیں ہے کیونکہ سنگترہ بھی کھٹا ہوتا ہے اور آپ۔ اوہ۔ میرا مطلب ہے کہ آپ میں بھی بہر حال اتنی ترشی تو پائی ہی جاتی ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو وہ جو معزز پن کا نشہ ہوتا ہے۔ ایک لمحے میں اتر جاتا ہے“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور خاور عمران کی اس قدر خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن ظاہر ہے سپاہی بے چارہ عمران کی یہ گہری بات کیسے سمجھ سکتا۔

”کیا آپ کسی نشے کے کہیں میں سفارش کرنے آئے ہیں“..... سترزی نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ سپاہی نے اس کی ساری باتوں میں صرف ایک لفظ نشہ کا ہی مطلب سمجھا تھا۔

”جناب سفارش کرنے نہیں بلکہ نشہ اتارنے آئے ہیں۔ وہ جناب عظمت صاحب کا پر عظمت دفتر کون سا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ سلسلے ہے“..... سپاہی نے اس طرح منہ بنااتے ہوئے ایک طرف اشارہ کر دیا جیسے وہ اب ان سے جان چھوڑنا چاہتا ہو۔ ظاہر ہے عمران کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ لیکن عمران اور خاور کے لباس اور ان کی شخصیتیں ایسی تھیں کہ اس نے اپنا تبصرہ مٹھوڑ رکھنے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ ورنہ اگر وہ عمران کے جواب میں اپنے مخصوص انداز میں گل افشانی شروع کر دیتا۔ تو یقیناً عمران اور خاور کا سارا نشہ ایک لمحے میں اتر جاتا۔ ایک طرف دروازے کے باہر ایس۔ ایچ۔ او کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادرید عمر لیکن بھاری بھرے والا انسپکٹریٹھا ہوا تھا۔ میز پر فون بھی موجود تھا اور ایک طرف سبک بھی رکھی ہوئی تھی۔

”کیا ہم بندگان خدا حاضر ہو سکتے ہیں جناب“..... عمران نے دروازے پر رک کر کہا۔ تو انسپکٹرنے بے اختیار جھٹکے سے سر اٹھا کر ان

کی طرف دیکھا۔

”جی تشریف لائیے“..... انپکڑ نے الفاظ تو اہتہائی مہذب استعمال کئے تھے۔ لیکن لہجہ ایسا تھا جیسے وہ منہ سے الفاظ ادا کرنے کی بجائے ان الفاظ کی لٹھیاں ان کے سر دن پر برسارہا ہو۔

”شکر یہ جناب“..... عمران نے کہا اور اطمینان سے اندر آکر ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کی سہاں آمد کا مقصد کرسی پر بیٹھنا ہی ہو۔ خاور بھی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ انپکڑ غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

”فرمائیے“..... انپکڑ نے چند لمحے انتظار کرنے کے بعد آخر کار ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فرماتے ہیں جناب۔ ذرا سانس تو لے لیں۔ اتنی دور سے پیدل چل کر آئے ہیں۔ ذرا سانس لے لیں“..... عمران نے جواب دیا۔ تو انپکڑ کے چہرے پر یک ہت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ تمہاں ہے۔ باغ یا آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے“..... انپکڑ نے کرخت لہجے میں کہا۔ شاید عمران کے اس فقرے کے بعد کہ وہ دور سے پیدل چل کر آئے ہیں اس کا لہجہ بدل گیا تھا۔

”واہ۔ کیا عالمانہ گفتگو ہے۔ تمہاں۔ ناں۔ ہے۔ واہ۔ یعنی ماضی نہیں حال اور واقعی ماضی کو کیا رونا۔ اصل مسئلہ تو حال کا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جسے حال نہ آئے۔ اس کا دل گداز نہیں ہوتا اور جس کا دل گداز نہ ہو۔ اسے انسان نہیں سمجھنا چاہئے اور جو انسان نہ

ہو۔ عمران کی زبان حسب عادت رواں ہو گئی۔

”آپ ہیں کون۔ پہلے تعارف تو کر لیںے“..... انپکڑ نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے لپٹے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے۔

”یہ علی عمران صاحب ہیں ڈائریکٹر جنرل سنٹرل ایشیائی جنس سر عبدالرحمن کے صاحبزادے اور میں ان کا دوست ہوں۔ میرا نام خاور ہے“..... عمران سے پہلے ہی خاور بول پڑا۔ اسے شاید انپکڑ کا چہرہ دیکھ کر ہی اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ اب اگر تعارف نہ کرایا گیا تو انپکڑ کا ضبط کا بندھن ٹوٹ جائے گا اور پھر ظاہر ہے اصل تمنا عیاری رنگ سلسنے آجائے گا۔

”واہ۔ واہ۔ تو آپ ہیں عمران صاحب۔ واہ۔ واہ۔ آپ نے پہلے نہیں بتایا جناب۔ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کا فون آیا تھا جناب۔ ہم تو آپ کے منتظر تھے“..... انپکڑ نے یک ہت بول کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل ایشیائی جنس کے عہدے سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ناخلف اولاد قرار دے کر عاقی کر رکھا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جج۔ جناب۔ جناب۔ پھر بھی ہم تو خادم ہیں جناب فرمائیے۔ کیا خدمت کریں۔ آپ کیا مینا پسند فرمائیں گے“..... انپکڑ نے اہتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید ڈی۔ ایس۔ پی علوی نے عمران کا تعارف اس سے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تفصیل سے کرادیا تھا۔ اس لئے عمران کی اس بات کا بھی کوئی اثر انسپکٹر نہ ہو رہا تھا۔

”اچھا۔ تو جہاں تمہارے میں بیٹنا چلنا چلتا ہے۔ میں نے تو سنا ہے کہ بیٹنا چلنا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ واقعی بڑی شاندار جگہ ہے۔ پیٹنے پلانے کی۔ کم از کم پکڑے جانے کا تو خوف نہیں رہ جاتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انسپکٹر عظمت بے اختیار مسکرا دیا۔

”ڈی۔ ایس۔ پی صاحب نے مجھے بتا دیا تھا کہ آپ بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔“..... انسپکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ تو چند لمحوں بعد ہی ایک باوردی سپاہی اندر داخل ہوا اور انسپکٹر نے اسے مشروب لانے کا کہا اور سپاہی سلام کر کے باہر چلا گیا۔

”انسپکٹر صاحب۔ آپ نے طالب علم رفیق کے قتل کا کیس ڈیل کیا ہے۔ اس کی فائل آپ کے پاس موجود ہوگی۔ میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں۔“..... اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو انسپکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

”رفیق کی فائل۔ مگر۔ مگر۔ آپ کیوں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ وکیل ہیں۔“..... انسپکٹر نے قدرے بریفان سے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں۔ رشید جیسے آپ نے قتل کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ اس کا والد پرو فیئر ہے اور میرے پاس آیا تھا۔ میں صرف بحیثیت استاد

اس کی تسلی کرانا چاہتا ہوں۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ اب فیصلہ عدالت کے ہاتھ میں ہے۔ اگر رشید بے گناہ ہوگا۔ تو عدالت اسے بری کر دے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل جناب۔ فیصلہ واقعی عدالت کے پاس ہے۔ لیکن رشید کے خلاف ٹھوس ثبوت بھی ہیں اور اب تو اس نے مجسٹریٹ کے سامنے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ اس سے تو اس کے بری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“..... انسپکٹر نے اس بات قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں صرف رسمی طور پر کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ رشید کے باپ کو کہہ سکوں کہ میں نے تو کوشش کی ہے لیکن مجبوری ہے۔ اب مجرم کو تو میں بے گناہ نہیں بنا سکتا۔“..... عمران نے کہا۔

”جی میں ابھی دکھاتا ہوں فائل۔“..... انسپکٹر نے اس بار پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک طرف موجود الماری کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی اسی لمحے سپاہی مشروبات لے کر آگیا اور عمران نے مشروب پینے کے ساتھ ساتھ فائل بھی دیکھنی شروع کر دی۔ فائل میں ایف۔ آئی۔ آر۔ پولیس تفتیش کی ضمنیاں چالان۔ عینی گواہوں کے بیانات اور برآمدگی کے بارے میں تفصیلات کے ساتھ ساتھ موقع واردات کے نقشے۔ لاش کی پوزیشن کے نقشوں کے ساتھ ساتھ خنجر پر موجود رشید کی انگلیوں کے نشانات کے فوٹو فنکچر پرنٹ بیورو کے تصدیقی سرٹیفکیٹ

خبر پر موجود خون کا سنزل لیبارٹری سے تجزیہ سب کچھ موجود تھا۔
 عمران ایک ایک کاغذ کو غور سے پڑھا تھا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک
 طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

”بے حد مضبوط کیس بنایا گیا ہے رشید کے خلاف“..... عمران
 نے کہا تو انسپکٹر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یقینت
 اہتائی غصے کے تاثرات ابھرائے۔

”کیا۔ کیا فرمایا ہے آپ نے۔ کیس بنایا گیا ہے۔ آپ کا مطلب
 ہے کہ رشید بے گناہ ہے اور ہم نے اس پر کیس بنایا ہے“..... انسپکٹر
 کا چہرہ یقینت تبدیل ہو گیا۔

”ارے آپ تو واقعی تھانیداری پر اتر آتے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہ تھا
 جو آپ نے سمجھا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ آپ نے بڑی محنت سے کیس
 تیار کیا ہے“..... عمران نے کہا تو انسپکٹر کے چہرے پر ابھرنے والے
 شدید غصے کے تاثرات یقینت نرمی میں تبدیل ہو گئے۔

”جی شکر۔ یہ تو ہمارا کام ہے۔ ویسے بھی مجھے ایسے کیسوں کا
 طویل تجربہ ہے“..... انسپکٹر نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھتے
 ہوئے کہا۔

”او۔ کے شکر۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں
 انسپکٹر سے مصافحہ کر کے اس کے دفتر سے باہر آگئے۔ عمران کی پیشانی
 پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ الجھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔“

”کیا کیس میں کوئی تگر بڑ ہے“..... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ فائل کے مطابق تو واقعی یہ قتل رشید نے کیا ہے۔ لیکن
 اس پولیس انسپکٹر کا رویہ مجھے شک میں ڈال رہا ہے۔ میری چھٹی حس
 خطرے کے الارم بجا رہی ہے“..... عمران نے کار کے قریب پہنچتے
 ہوئے کہا۔

”انسپکٹر کا خصہ تو فطری تھا عمران صاحب۔ آپ نے جو اس پر کیس
 بنانے کا براہ راست الزام لگا دیا تھا“..... خاور نے جواب دیا۔

”نہیں۔ اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھرے تھے۔ وہ کوئی اور
 کہانی سنا رہے تھے۔ وہ ان تاثرات کو غصے میں چھپانے کی کوشش کر
 رہا تھا۔ مجھے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے چہرے پر ایسی گھبراہٹ
 نمودار ہوئی تھی جیسے کسی کی چوری پکڑے جانے پر نمودار ہوتی ہے
 بہر حال اب مجھے ذرا تفصیل سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی
 ہوں گی“..... عمران نے کہا اور کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کر
 دی۔

”ارے یہ آپ ادھر کہاں مڑ رہے ہیں۔ یہ سڑک تو آپ کے فلیٹ
 کی طرف نہیں جاتی“..... خاور نے عمران کو کار ایک ذیلی سڑک پر
 موڑتے ہوئے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک عینی گواہ کا پتہ یہاں کا دیا ہوا ہے۔ میں اس سے ذاتی طور پر
 ملنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 چند لمحوں بعد اس نے کار ایک کھلی جگہ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ خاور بھی

اس کے ساتھ ہی کار سے اتر۔ ایک طرف ایک مکان کے دروازے کے سامنے ایک بوڑھا آدمی ہاتھ میں اخبار پکڑے بیٹھا پڑھ رہا تھا۔

"باباجی۔ عبدالرزاق جراح کا مکان کون سا ہے۔"..... عمران نے اس بزرگ سے پوچھا۔

"کون۔ وہ پولیس ٹاؤٹ۔"..... بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"عبدالرزاق جراح اس کا نام بتایا گیا ہے۔ ایک طالب علم کے قتل کے کیس میں وہ عینی گواہ ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"آگے چلے جائیے۔ تیسری گلی مڑیں گے۔ تو آگے بجلی کا ٹرانسفارمر لگا ہوا ہے۔ اس کے سامنے اس کا گھر ہے۔ پتہ نہیں کتنے کیسوں میں وہ گواہ ہو گا۔ بہر حال تجھے کیا..... بوڑھے نے کہا اور دوبارہ اخبار اپنی نظروں کے سامنے کر لیا۔

"شکریہ..... عمران نے کہا اور معنی خیز نظروں سے خادری طرف دیکھا۔ خادرنے بھی اثبات میں سر ہلادیا اور وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے۔ انگلیاں نیچھی کرنی پڑیں گی۔"..... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ اس بزرگ کی بات سن کر اب تو مجھے بھی شک پڑ گیا ہے۔ پولیس کے پاس ایسے گواہ موجود ہوتے ہیں۔ یہ بھاری محاذ سے لے کر عینی گواہ بن جاتے ہیں۔"..... خادرنے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ عبدالرزاق جراح

کے مکان کے سامنے پہنچ گئے۔ مکان خاصا بڑا اور بختہ بنا ہوا تھا اور گلی کے دوسرے مکانوں کی نسبت قدرے نمایاں نظر آ رہا تھا۔

عمران نے دروازے پر دستک دی۔ تو چند لمحوں بعد ایک پستہ قد بھاری جسم کا آدمی باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر عیاری اور مکاری جیسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس نے شلوار۔ قمیض اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

"آپ کا نام عبدالرزاق جراح ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ فرمائیے۔"..... عبدالرزاق جراح نے عمران اور خادرو کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا احمد آباد کے انسپکٹر عظمت نے ہمیں بھیجا ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ میں بیٹھک کھولتا ہوں۔"..... عبدالرزاق جراح نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایک منٹ۔"..... عمران نے کہا تو عبدالرزاق جراح واپس مڑ آیا۔

"آپ نے ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ ایک گواہی کے سلسلے میں آپ سے بات کرنی ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گواہی..... کیسی گواہی۔"..... عبدالرزاق جراح نے چونک کر کہا۔

"یہ دیکھئے رقم۔ یہ سب آپ کی ہو سکتی ہے۔ انسپکٹر عظمت نے کہا۔

ہے کہ آپ اہتہائی با اعتماد آدمی ہیں سہاں سے کچھ دور ہمارے سردارِ
 ذرہ ہے۔ بات ہیبت نہیں ہوگی۔ انسپکٹرِ عہمت بھی وہاں موجود ہے۔
 عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر
 عبدالرزاق جراح کو دکھائی اور پھر واپس جیب میں ڈال لی۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ چلیئے“..... عبدالرزاق جراح نے کہا اور
 عمران اور خاور اسے ساتھ لئے وہاں پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔
 ”خاور۔ عبدالرزاق صاحب کے ساتھ بیٹھ جاؤ“..... عمران نے
 خاور سے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا عقبی سیٹ پر عبدالرزاق جراح کے
 ساتھ بیٹھ گیا۔

عمران نے ذرا ہیونگ سیٹ سنبھالی۔ اور پھر کار موڑ کر اس نے
 واپس سڑک کی طرف بڑھادی۔ پھر کار جیسے ہی ایک ویران سی گلی سے
 گزرنے لگی عمران نے مخصوص انداز میں سر کو جھٹک دیا۔ تو عقبی سیٹ
 پر بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے عبدالرزاق جراح کے
 سر اور کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

”یہ کیا۔ یہ کیا۔ کیا..... عبدالرزاق جراح کی آواز نکلی۔ لیکن
 دوسرے لمحے ادھ کی آواز کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا گیا۔ خاور نے
 ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹک دے کر گھمایا تو عبدالرزاق جراح کی
 گردن ایک مخصوص انداز میں مڑ جانے کی وجہ سے وہ فوراً ہی بے
 ہوش ہو گیا۔ خاور نے اسے دونوں سیٹوں کے درمیان وکیل کر لٹایا
 عمران نے جو کہ عقبی ٹیپتے میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ ایسے انداز

میں سر ہلادیا جیسے خاور نے اس کی مرضی کے عین مطابق کام کیا ہو۔
 تھوڑی دیر بعد کار رانا ہاؤس کے بھانگ پر پہنچ گئی۔ عمران کے
 اشارے پر خاور نے نیچے اتر کر کال بیل بجائی۔ چند لمحوں بعد سانیٹ
 بھانگ کھلا اور جوزف باہر آ گیا۔

”بھانگ کھولو جوزف“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر
 کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ خاور واپس کار میں بیٹھ گیا اور
 بھانگ کھلنے پر عمران کار لئے بھانگ کر اس کرتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا۔
 برآمدے میں جو اتنا موجود تھا اس نے آگے بڑھ کر عمران اور خاور کو
 سلام کیا۔

”جوانا۔ عقبی سیٹ کے نیچے ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ اسے
 اٹھا کر بلیک روم میں لے جا کر جکڑ دو“..... عمران نے جوانا سے کہا
 اور جوانا نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور اندر بے ہوش پڑے ہوئے
 عبدالرزاق جراح کو گھسیٹ کر کاندھے پر لا دیا اور اندرونی عمارت کی
 طرف بڑھ گیا۔

”آؤ خاور۔ اب اس جراح صاحب کا کمال جراحی بھی دیکھ لیں۔“
 عمران نے کہا اور خاور بے اختیار مسکرا دیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ
 بلیک روم میں پہنچے تو جوانا عبدالرزاق جراح کو راڈز والی کرسی میں
 جکڑ چکا تھا۔

”اب یہاں موجود سب سے خوفناک کوڑا اٹھا کر اس کے سامنے
 کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا ایک

طرف دینا پر لٹکے ہوئے خار دار کوڑے کی طرف بڑھ گیا۔

”اسے اب ہوش میں لے آؤ خاور“..... عمران نے کہا اور خاور۔

آگے بڑھ کر پہلے تو اس کے کانڈھے اور سر پر ہاتھ رکھ کر مخصوص اند

میں جھٹکا دے کر اس کی گردن سیدھی کی اور پھر اس کا منہ اور ناک

دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی عبدالرزاق جراح نے

جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔ اور خاور بچھے ہنس

کر عمران کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس دوران جو انا ہاتھ میر

خار دار کوڑا اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔ عمران کی نظریں عبدالرزاق جراح پہ

جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد عبدالرزاق جراح نے کرپہنے ہوئے

آنکھیں کھول دیں پہلے چند لمحوں تو وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر

دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے

راڈز میں جکڑے ہوئے کی وجہ سے اس کی یہ کوشش ناکام رہی۔ اور

اس کوشش میں ناکام رہنے کے بعد اس نے لاشوری طور پر ماحول کا

جانچ لینا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے خوف بھری چیخ

نکل گئی۔

”یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ تم۔ تم۔ تم کون ہو.....“ عبدالرزاق

جراح نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید زندگی میں

پہلی بار یہ ماحول دیکھا تھا اس لئے اس کا بورا جسم و ہمت اور خوف سے

کانپنے لگ گیا تھا، انھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

یہ سب کچھ ہم دیکھ رہے تھے۔ اس ادیبی کافور کاقت بھی۔ اس

تم اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہو کہ جب پوری قوت سے تم پر یہ

لاہر سائے کا تو تمہارے جسم کا کیا حشر ہو سکتا ہے..... عمران نے

اے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی اور

خوف کی شدت سے ہی بے ہوش ہو گیا۔

پانی لے آؤ۔ اور اس پر ڈال کر اسے ہوش میں لے آؤ۔ عمران

جو انا سے کہا اور جو انا سلطانا ہو ایک طرف بہنے ہوئے ہاتھ روم کی

ف بڑھ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد عبدالرزاق جراح کے بچرے پر

نہ کے چھیننے پڑے تو وہ جھٹکا ہوا ہوش میں آ گیا۔

۔م۔م۔م۔ مجھے مت مارو۔م۔م۔م..... عبدالرزاق جراح کی

بان ہی اس کا ساتھ نہ دے رہی تھی۔

۔اگر تم نے سچ بچا بتا دیا تو ایک انگلی بھی ٹیوسی نہ ہوگی۔ ورنہ

سری صورت میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے۔

ران کا پھر پہلے کی طرح سرد تھا۔

۔لک۔لک۔ کیا بتاؤں۔ کیا..... عبدالرزاق جراح نے کانپتے

اے لہجے میں کہا۔

تمہارے احمد آباد کے علاقے میں رہنے والے ایک طالب علم رفیق کا

ن ہو اور پولیس نے اس کے قتل کے الزام میں اس کے ایک

مست طالب علم رشید کو گرفتار کر لیا۔ تم اس مقدمے میں عینی گواہ

ہو لیکن ہمیں معلوم ہے کہ رشید نے یہ قتل نہیں کیا۔ اس تفصیل سے بتا دو کہ تم کس کے کہنے پر عینی گواہ بنے ہو۔ صرف کے کہنے پر یا اس کے بیچے کوئی اور پارٹی ہے۔ تو ہم تمہیں زندہ دیں گے۔ ورنہ..... عمران نے سرد لہجے میں بلت کرتے ہو۔

"م۔ م۔..... میں نے اسے قتل ہوتے دیکھا تھا۔ م۔ م۔ م۔ سچا گواہ ہوں"..... عبدالرزاق نے نظریں چراتے ہوئے رک رک کہا۔

"جوانا..... عمران نے جوانا کی طرف مڑتے ہوئے کہ دوسرے لمحے شراک کی تیز اور دہشت ناک آواز کے ساتھ عبدالرزاق جراح کے حلق سے اہتائی خوف ناک چیخ نکلی۔ اس سرمارتا ہوا جتد لہجوں میں ہی بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بازو پر کوا تھا اور بازو سے نہ صرف قمیض پھٹ گئی تھی بلکہ گوشت بھی اودھ تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے خاور سے کہا اور خاور اٹھ کر ایک بار پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جتد لہجوں بعد وہ بیچھے ہٹا تو عبدالرزاق دہشت زدہ انداز میں جھنجھٹا ہوش میں آ گیا۔

"م۔ م۔..... مجھے مت مارو۔ م۔ م۔ م۔ بے گناہ ہوں۔ مجھے مت مارا..... عبدالرزاق نے ہوش میں آتے ہی کر لہتے ہوئے اور کر بنا کر انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

ابھی تو صرف ایک کوڑا پڑا ہے اور وہ بھی صرف بطور نمونہ۔ لیکن چہار ا پورا جسم اس خاوار کوڑے کی ضربات کی زد میں آنے کا تو میں تپ چلے گا کہ تکلیف کے کہتے ہیں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچی بتا دو"..... عمران نے اہتائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ ٹھیک سے جو گنا گواہ ہوں۔ میں نے تو انسپکٹر عظمت کے کہنے پر گواہی دی تھی۔ نے مجھے پانچ ہزار روپے دیئے تھے۔ وہ اکثر ایسے کیسز میں مجھے گواہ رہتا ہے"..... عبدالرزاق نے آخر کار زبان کھول دی۔

انسپکٹر عظمت کے پاس اتنی رقم کہاں سے آگئی کہ وہ جس میں پانچ روپے دے۔ اس کا مطلب ہے کہ جہارے ساتھ دوسرے گواہ کو اتنی رقم دی گئی ہوگی جبکہ مقتول رفیق کے وارث تو سب دہماتی ہیں۔ اور انہیں رشید سے کیا دشمنی تھی کہ وہ اسے پھنسانے کے لیے اتنی رقم خرچ کرتے"..... عمران نے کہا۔

"م۔ م۔..... مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ مجھے تو انسپکٹر عظمت نے بلایا اور یہی گواہی رکھ کر اس نے مجھ سے دستخط کرائے۔ اور مجھے رقم دے نی اور ساتھ دھمکی دی کہ اگر میں نے زبان کھولی تو پھر میرے بیوی بچے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے"..... عبدالرزاق نے کلپتے ہوئے عجیب میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم احمد آباد میں رہتے ہو۔ اور پولیس ٹاؤن بھی ہو۔ اس علاقے میں ایک بد معاش افضل رہتا ہے۔ اسے جلتے ہو۔ عمران نے کہا۔

"افضل - ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بہت بڑا بد معاشرہ اس کا پورا اڈا ہے احمد آباد میں ویسے وہ انسپکٹر عظمت کا بڑا قریبی دوست ہے۔ اور انسپکٹر عظمت اکثر اس کے اڈے پر آتا جاتا رہتا ہے۔ عبدالرزاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"افضل کے بعد اس اڈے کا انچارج کون ہے؟" عمران پوچھا۔

"توفیق ٹھکانا۔ وہ اس کا دست راست ہے۔" عبدالرزاق جواب دیا وہ اب شرافت سے سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"کہاں ہے یہ اڈہ تفصیل سے بتاؤ۔" عمران نے پوچھا عبدالرزاق نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"خاور۔ تم جو انا کو ساتھ لے کر جاؤ۔ اور اس توفیق ٹھکانے کو اٹھا رہا ہے اڈہ۔" عمران نے خاور سے کہا اور خاور سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"جو انا۔ تم خاور صاحب کے ساتھ جاؤ اور جوزف کو یہاں میرے پاس بھیج دو۔" عمران نے جو انا سے کہا اور جو انا سر ملاتا ہوا گوزا اٹھائے اس طرف بڑھ گیا جہاں گوزا دیوار سے لٹکا ہوا تھا۔ اس نے کوڑے کو واپس اسی جگہ تک میں لٹکایا اور پھر مڑ کر وہ بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ خاور پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔

"آپ۔ آپ کون ہیں؟" عبدالرزاق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔" عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اور عبدالرزاق نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا۔

"جوزف۔ عبدالرزاق کو راڈز سے نجات دلا کر اس کے بازو کی میڈیج کرو۔ اور اسے فی الحال آرام کرنے دو۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ فون والے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سر سلطان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان۔ ایک اہم مسئلہ پر آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رفیق کے قتل اور پروفیسر احسن رضا کے بیٹے رشید کے اس قتل کے الزام میں گرفتار ہونے کے بعد اس صینی گواہ کے بیان کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

"اوه سہاں ہمارے معاشرے میں ایسے کام بھی ہو رہے ہیں پولیس جان بوجھ کر غلط آدمی کو قتل جیسے کیس میں پھنسا دیتی ہے سرسلطان کے لہجے میں اہتائی حیرت تھی۔

"آپ جس سیٹ پر ہیں جناب وہاں سے تو آپ صرف پولیس سیٹ کرتے دیکھتے اور ایس سرپس سرکتے ہوئے ہی سنتے ہیں آپ آ کیا معلوم کہ یہی سیٹ کرنے والی اور ایس سرپس سرکتے والی پولیس عوام کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے..... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو عمران بیٹے۔ بہر حال اس میں کیا کر سکتا ہوں اس سلسلے میں..... سرسلطان نے جواب دیا۔

"فی الحال تو میں انکو اڑی کر رہا ہوں۔ تاکہ رشید کی بے گناہی کے مکمل ثبوت حاصل کرنے کے بعد ہی اس کی رہائی عمل میں لائی جاسکے اور رفیق کے اصل قاتل کو گرفتار کیا جاسکے۔ لیکن یہ کیس چونکہ اب عدالت میں بھی پیش ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ میرا تعارف بطور سیکرٹ سروس کے نمائندہ کے آئی جی صاحب اور صوبائی چیف سیکرٹری صاحب سے کرا دیں۔ تاکہ بعد میں ان سے جب میں رابطہ قائم کروں تو مستعد مل ہو جائے..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی ایسا کر دیتا ہوں..... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا۔

"میں نے اس آدمی کو سینڈویچ کر کے اسے بے ہوش کر کے تہ خانے میں پہنچا دیا ہے..... جوزف نے اندر داخل ہو کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور جب جوانا اور خاور واپس آجائیں تو جوانا کو میرے پاس بھیج دینا ابھی انہوں نے ایک اور آدمی کو بھی لے آنا ہے۔" عمران نے کہا اور جوزف سر ملتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوانا کمرے میں آیا تو عمران اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا..... عمران نے پوچھا۔

"اسے لے آئے ہیں جناب..... جوانا نے جواب دیا۔

"کوئی پرابلم..... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ خاور صاحب اسے ڈرے سے باہر کار تک لے آئے اور میں نے اس کی گردن مروڑ دی۔ اور پھر اسے کار میں ڈال کر یہاں پہنچ گئے..... جوانا نے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

"اب کہاں ہے وہ..... عمران نے پوچھا۔

"جوزف اسے بلیک روم میں لے گیا ہے..... جوانا نے کہا۔

"خاور کہاں ہے..... عمران نے کمرے سے باہر نکلنے ہوئے کہا۔

"وہ بھی جوزف کے ساتھ بلیک روم میں گئے ہیں..... جوانا نے

پچھے آتے ہوئے کہا۔

"اسے بلا لاؤ..... عمران نے کہا اور وہیں برآمدے میں ہی رک

گیا۔ اور جو ان سرملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد خاور وہاں پہنچ گیا۔

”تم نے شکایت کی تھی کہ میں تم سے کام نہیں لیتا۔ تمہاری شکایت دور کرنے کے لئے میں نے تمہیں کام پر لگا دیا ہے۔ ویسے میں نے چیف سے اجازت لے لی ہے کہ سرکاری آدمی کو میں کام پر لگا سکتا ہوں۔ تم ایسا کر دو کہ جو ان کے ساتھ جاؤ اور دوسرے عینی گواہ جاوید کو لے آؤ۔ تاکہ ساری صورتحال کو اعلیٰ حکام کے سامنے لایا جاسکے۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جاوید کا وہ پتہ بتا دیا جو اس نے پولیس فائل میں پڑھا تھا۔

”اس پولیس انسپکٹر کو پکڑنا چاہئے۔ اصل بات کا علم اسی سے ہو سکے گا“..... خاور نے کہا۔

”وہ کہیں نہیں بھاگ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اصل حالات معلوم کر لئے جائیں کہ اس سارے کیس کے پس منظر میں کون ہے؟“

عمران نے کہا اور خاور سرملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”جو ان۔ خاور صاحب کے ساتھ جاؤ اور دوسرے آدمی کو بھی لے آؤ لیکن خیال رکھنا۔ اسے مجھ تک زندہ پہنچنا چاہئے“..... عمران نے جو ان سے کہا۔ اور پھرتیزی سے بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ جو زف اسے بلیک روم کے دروازے پر ملا۔

”جو ان اور خاور صاحب کو باہر بھجو کر تم واپس آ جاؤ اب اس ٹھکانے صاحب سے پوچھ گچھ کرنی ہے“..... عمران نے جو زف سے کہا اور جو زف سرملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران جب بلیک روم میں پہنچا تو راڈز میں جکڑا ہوا ایک پست نامت لیکن بھاری جسم کا آدمی بیٹھا اسے نظر آیا اس کی گردن ایک سائڈ پر مڑی ہوئی تھی۔ ویسے وضع قطع اور پھرے مہرے سے وہ عام سا بد معاش ہی لگتا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پہلے تھکادے کر اس کی گردن کو سیدھا کیا اور پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے ہوش میں آنے کے آثار نمودار ہوئے تو عمران بچھے ہٹ کر سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بازو اٹھانے کی کوشش کی شاید وہ اپنی گردن مسلتا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اس کے بازو حرکت نہ کر سکتے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔ اور یہ مجھے اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے“..... اس آدمی نے قدرے کرحشت لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام توفیق ہے۔ اور تم افضل کے آدمی ہو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ مگر۔ تم کون ہو۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ جس نے مجھے کہا تھا کہ انسپکٹر عظمت مجھے بلوا رہا ہے“..... توفیق نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”وہ بھی آجائے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ افضل کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

"وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ کہاں گیا ہے۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے تم مجھے چھوڑ دو۔ ورنہ....." توفیق نے اس بار بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اس کی اس دھمکی بے اختیار مسکرا دیا وہ اس حالت میں بھی اپنی فطری اچھ کے مطابق عمران کو دھمکی دینے سے باز آیا تھا۔ اسی لمحے جوزف کمرے میں داخل ہوا تو توفیق جوزف کو دیکھ کر ہونک پڑا۔

"جوزف۔ یہ توفیق صاحب ہیں۔ مجھے دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر میں نے اسے نہ چھوڑا تو نجانے کیا ہو جائے گا۔ خنجر نکالو اور اسے بتاؤ کہ دھمکی دینے کا یہاں کیا نتیجہ نکلتا ہے....." عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے دھمکی دی ہے۔ اس بچھرنے۔ اس کی اتنی جرأت۔" جوزف نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف مڑ کر دیوار میں نصب الماری کے پت کھولے اور اس میں سے ایک لمبا سا تیز دھار خنجر نکالا اور واپس توفیق کی طرف مڑ گیا۔

"تم نے جرأت کی ہے باس کو دھمکی دینے کی....." جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور کمرہ توفیق کے حلق سے نکلنے والی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اور وہ دوچار بار سرد اور دھمکی بھری ہوش ہو گیا۔ جوزف نے ایک ہی وار میں خنجر کی نوک سے اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔

"بس کافی ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ....." عمران نے کہا

اور جوزف نے خنجر دوسرے ہاتھ میں لے کر توفیق کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی اور چند لمحوں بعد ہی توفیق دوبارہ کر بناک انداز میں جھپٹتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح سوج ہو گیا تھا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے اچانک جازے کا تیز بخار چڑھا ہوا ہو۔

"کیا خیال ہے۔ مزید کارروائی کی جائے یا....." عمران نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مم۔ مم۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دو....." توفیق نے ہڈیا تکی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ افضل کہاں ہے....." عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ سردار جلال کے پاس گیا تھا۔ پھر ابھی تک واپس نہیں آیا۔" توفیق نے اہتائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون سردار جلال....." عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"عارف گڑھ کا جاگیر دار ہے۔ سردار سلیم کا بیٹا۔ بہت بڑا جاگیر دار ہے۔ افضل اس کا آدمی ہے۔ وہ اس کے لئے کام کرتا ہے۔" توفیق نے کہا۔

"کیا کام کرتا ہے۔ عارف گڑھ تو یہاں سے بہت دور سرحد کے قریب ہے۔ وہ افضل سے کیا کام لیتا ہے....." عمران نے ہونٹ

جب اتے ہونے کہا۔

"وہ - وہ - م - م - مگر - وہ توفیق بولتے بولتے رک گیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بتانا بھی چاہتا ہو لیکن کچھ بتانے سے بھی خوفزدہ ہو۔

"کھل کر بات کر دو توفیق۔ اس طرح تمہاری زندگی بھی بچ جائے گی اور تمہارے جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹنے سے محفوظ رہیں گی۔ باقی تم اس سردار جلال کا فکر مت کرو۔ یہ بات باہر نہ جائے گی۔" عمران نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا۔

"سردار جلال سمگڑ ہے۔ بہت بڑا سمگڑ۔ منشیات کا سمگڑ اور افضل مہاں دار الحکومت میں اس کے لئے کام کرتا ہے۔ باہر سے آنے والا مال وہ وصول کر کے سردار جلال تک پہنچاتا ہے۔" توفیق نے آخر کار بات کر دی۔

"ہو نہہ۔ کیا اس طالب علم رفیق کا قتل بھی اس منشیات کے سلسلے میں ہوا ہے؟" عمران نے کہا تو توفیق بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہرے پر پہلے سے موجود خوف کے تاثرات اور بڑھ گئے۔

"کون رفیق؟ قتل۔ کیا مطلب؟" توفیق نے کہا لیکن عمران اس کے سچے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اس بارے میں کافی کچھ جانتا ہے اور چھپانے کی کوشش کر رہا ہے

"دوسری آنکھ نکلوانا چاہتے ہو کیا۔ ساری عمر اندھے اور پایاچ بن کر گیوں میں بھیک مانگتے نظر آؤ گے۔" بولو۔ عمران کا لہجہ لکھت سرد

ہو گیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ خدا کے لئے ایسا مت کرو۔ م - م - مجھے کسی قتل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔" توفیق نے اہتائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو۔" عمران نے ایک طرف کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے خون آلود خنجر سمیت قدم قدم توفیق کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عمران کے لفظوں سے ہی سمجھ جاتا تھا کہ عمران کا مقصد کیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس بار اس نے توفیق کی دوسری آنکھ نکالی نہیں ہے بلکہ اسے صرف ڈرانا ہے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم واقعی مجھے اندھا کر دو گے۔ رک جاؤ۔" یک وقت توفیق نے ہذیانی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ جوزف۔ اور اب اگر یہ ہچکچائے تو ایک لمحے میں اس کی آنکھ باہر نکال دینا۔ پھر اس کے بازو کاٹ دینا اور آخر میں ٹانگیں تاکہ باقی ساری عمر یہ سڑک پر پڑا سسکتا رہے اور اس کے جسم پر مکھیاں بھنبھنتی رہیں۔" عمران نے اہتائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ خدا کے لئے۔ میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا۔" توفیق نے اہتائی خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”بولو۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو۔ تم زندہ بھی رہو گے اور
 ہماری باتیں بھی یہاں سے باہر نہ جائیں گی“..... عمران نے کہا۔
 ”افضل منشیات کا بیسٹ ایر پورٹ پر کسی پارٹی کو دینے جا رہا تھا
 کہ راستے میں وہ گزرنے والی کسی لڑکی کو چھو بیٹھا۔ خوب صورت
 لڑکیاں اس کی کمزوری ہیں۔ رفیق جو اس محلے میں رہتا ہے۔ اپنے
 دوست رشید کے ساتھ وہاں سے گزر رہا تھا وہ دونوں افضل سے لٹھ
 پڑے۔ تو مال کا بیسٹ جو افضل کی بیسٹ سے بندھا ہوا تھا بچے گر پڑا۔
 جسے ان دونوں نے اٹھایا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ منشیات کا بیسٹ
 ہے افضل نے ان سے بیسٹ چھین لیا لوگوں نے بچ بچاؤ کر دیا۔ اور
 افضل ایر پورٹ چلا گیا۔ وہاں بیسٹ پارٹی کو دے کر وہ واپس اڈے
 پر پہنچا ہی تھا کہ رفیق اور رشید دونوں وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے دھمکی
 دی کہ وہ اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دیں گے اور پھر واپس چلے گئے۔
 اڈے کے اندر تھا انہما آباد کا انسپکٹر عظمت بھی موجود تھا۔ وہ افضل
 کا دوست بھی ہے اور اس سے ہماری رقیس بھی لیتا رہتا ہے۔ اور اس
 کے کام بھی کرتا رہتا ہے وہ اس کے گروپ کا ہی آدمی ہے۔ انتہائی تجربہ
 کار تھا نیر ہے۔ افضل نے اس سے اس واقعے کا ذکر کیا تو اس نے
 اسے مشورہ دیا کہ وہ ان دونوں سے بیچھا چھو الے اور پھر اس نے ہی
 تجویز پیش کی کہ رفیق کو قتل کر دیا جائے اور قتل کا الزام رشید پر ڈال
 دیا جائے باقی وہ ایسے ثبوت تیار کر لے گا کہ رشید کسی صورت بھی
 بھانسی سے نہ بچ سکے گا۔ ساتھ افضل تیار ہو گیا۔ تمنا نیر نے افضل

سے ہماری رقم لی اور پھر وہ افضل کو ساتھ لے کر رفیق کی بیسٹ میں
 لیا۔ رشید وہاں سے جا چکا تھا انسپکٹر نے اسے ڈرا دھمکا کر اس سے رشید
 کے بارے میں ساری معلومات حاصل کیں پھر افضل نے اسے اپنے
 خنجر سے قتل کر دیا اور وہ واپس اڈے پر آ گیا جب کہ انسپکٹر نے چلا
 لیا پھر رشید کو گرفتار کر لیا گیا اور انسپکٹر نے اس پر کیس بنا دیا۔
 رفیق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”افضل کب واپس آنے لگا“..... عمران نے پوچھا۔

”اس نے دوسرے روز آ جانا تھا۔ لیکن اب تو کئی روز گزر چکے ہیں
 شاید سردار جلال نے اسے کسی اور کام بھجوا دیا ہوگا“..... توفیق نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو قتل افضل نے کیا تھا۔ اس انسپکٹر کے ساتھ مل کر“۔ عمران
 نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ پہلے بھی ایسے کئی کیس کر چکا ہے“..... توفیق نے
 جواب دیا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا قاتل ہے اب اصل صورت حال سلسلے
 آچکی تھی اور اب وہ اس انسپکٹر عظمت کو فوری طور پر گھیرنا چاہتا تھا۔
 وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

خین بن دبانے تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ دروازے پر ایک فولادی
 ہادر گر گئی۔

”اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے ولسن صاحب“..... سردار
 جمال نے مڑ کر ایک لمبے قد کے غیر ملکی سے کہا جو اپنے درمیانے قد کے
 ساتھی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا اور اس نے اجابت میں سر ہلادیا۔
 سردار جلال ایک طرف موجود ایک کی طرف بڑھا جس میں انتہائی
 قیمتی شرابوں سے بھری بوتلیں موجود تھیں اس نے دو بوتلیں اور تین
 مام اٹھانے اور خود ہی انہیں میز پر رکھ کر وہ ان دونوں غیر ملکیوں کے
 سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”لیجئے جناب“..... اس نے ایک بوتل کھول کر تینوں جام آدھے
 دھے بھر کر ان دونوں سے کہا..... اور ان دونوں نے ایک ایک
 مام اٹھالیا۔

سردار جلال :- یہ میرا ساتھی چیف کا خاص نمائندہ ہے ڈارسن۔
 نیف نے اسے میرے ساتھ جہاں جہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ
 یہ پوری طرح تسلی کر سکے کہ تم سپیشل سلائی کے لئے مناسب آدمی
 ہو یا نہیں اگر ڈارسن کی تم تسلی کرادو تو پھر یہ سپیشل سلائی جہارے
 ذریعے آگے پہنچ سکتی ہے..... لمبے قد والے ولسن نے شراب کا گھونٹ
 جرتے ہوئے کہا۔

کس قسم کی تسلی چاہتے ہیں آپ..... سردار جلال نے منہ
 ناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل رولز اس کار تیزی سے شان کالونی کی
 ایک عظیم الشان کونٹری کے گیٹ پرر کی تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود
 سردار جلال نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجادیا۔ سجدہ لگوں بعد
 سائیڈ پھانک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

”پھانک کھولو رستم“..... سردار جلال نے حکمانہ لہجے میں کہا اور
 نوجوان جلدی سے سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ سجدہ لگوں بعد بڑا پھانک
 کھلا اور سردار جلال کار اندر لے گیا۔ عظیم الشان پورچ میں کار روک
 کر وہ نیچے اترا تو عقبی سیٹ سے دو غیر ملکی بھی نیچے اترائے۔

”آئیے“..... سردار جلال نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور
 پھر وہ انہیں لے کر ایک تہہ خانے میں آگیا۔ جسے بڑے شاندار فرنیچر
 سے سجایا گیا تھا۔ سردار جلال نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ
 پر موجود سوئچ پینل پر نصب دس بارہ بٹنوں میں ایک ترتیب کے ساتھ

”دیکھئے سردار جلال - یہ سپیشل سپلائی ہے - منشیات کی سمگلنگ نہیں ہے - یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے میں آپ کو تفصیل ہوں..... ڈارسن نے کہا۔

”جی بتائیں..... سردار جلال نے کہا۔

”اہتائی جدید ترین اسلحے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ سمندر کے رولہ پاکیشیا پہنچایا جائے گا۔ یہ یوں تقریباً بڑا سال بردار ٹرکوں کے برابر ہو اس کے بعد اس اسلحے کو پاکیشیا کے ساحلی علاقے سے شمال مغرب سرحدی قصبے شیر آباد پہنچایا جائے گا۔ شیر آباد سے یہ اسلحہ آگے ساہ روسیا ہی ریاست میں پہنچایا جائے گا۔ اصل مسئلہ ساحلی علاقے سے اس اسلحے کو شیر آباد پہنچانا ہے۔ اس کے لئے تقریباً پاکیشیا کے اہم شہر اور چیک پوسٹس رستے میں پڑتی ہیں جہلے جو پارٹی ٹھوڑا بہت اسلحہ سپلائی کرتی تھی وہ پکڑی گئی ہے اور یہ تو اسلحہ کی بہت بڑی کھیپ ہے اگر اس کی معمولی سی مغزری بھی ہو گئی یا یہ اسلحہ پکڑا گیا تو بہت بڑا نقصان ہو گا اس لئے حریف چاہتا ہے کہ یہ سپیشل سپلائی اس پارٹی کے ذمہ لگائی جائے جو ہر لحاظ سے اسے محفوظ طریقے سے پہنچانے کی ذمہ داری پوری کرے۔ معاوضہ اس کی توقع ہے کہیں زیادہ دیا جائے گا۔ اور آئندہ بھی ایسی کئی سپلائرز ہونی ہیں کیونکہ روسیایہ ریاستوں میں ایسے اسلحے کی مخصوص گروپوں کو ضرورت ہے آپ کا منشیات کاریکٹ ہے اور آپ اب تک کامیابی سے یہ دھندہ کر رہے ہیں لیکن اسلحہ سپلائی اور خاص طور پر اتنی بڑی کھیپ کی سپلائی اہتائی پیچیدہ مسئلہ ہے

وسن نے چیف کو آپ کے بارے میں بہت اچھی رپورٹ دی ہے لیکن چیف پوری تسلی چاہتا ہے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کس طرح یہ سپلائی منمل کریں گے..... ڈارسن نے کہا۔

”لیکن روسیہ میں تو جہلے ہی کافی اسلحہ موجود ہے وہاں اسلحہ بھیجنے کی ضرورت ہے..... سردار جلال نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے۔ یہ اسلحہ سرکاری طور پر نہیں بھجوایا جا رہا اور نہ کسی حکومت کو بھیجا جا رہا ہے یہ وہاں ایسے گروپوں کو سپلائی کیا جا رہا ہے جنہیں روسیہ کی مسلم ریاستوں میں خانہ جنگی کرانے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے تاکہ روسیہ کی مسلم ریاستیں خانہ جنگی میں لگھ جائیں اور وہ سب مل کر مسلم بلاک نہ بنا سکیں..... ڈارسن نے جواب دیا۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس سلسلے میں میں نے کیا پلاننگ کی ہے۔ پاکیشیا کے ساحلی علاقے سے ترک مال وغیرہ لے کر چلتے رہتے ہیں رستے میں ان کی چیکنگ ہوتی رہتی ہے خاص طور پر منشیات اور اسلحہ کی چیکنگ ہوتی ہے اور یہ سارا کام انہی سمگلنگ ڈویژن کی ذمہ داری ہے۔ اس ڈویژن کو پورے پاکیشیا میں یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ منشیات اور اسلحے کی سمگلنگ کو روکے۔ اسی ڈویژن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے لے کر نچلے ملے تک سب میری منٹھی میں بند ہیں۔ ہمارے ٹرکوں کی صرف سرسری تلاشی لی جاتی ہے اور بس۔ اس بات سے قطعی بے فکر ہو کہ

یہ مال کہیں پکڑا جا سکتا ہے۔..... سردار جلال نے اس بار بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

”لین چیلے جو پارٹی تھی اس کا مال کیوں پکڑا گیا تھا اس کا بھی ہو کہنا تھا کہ اس نے سارے آدمی خرید رکھے ہیں..... ڈارسن نے کہا۔
مجھے نہیں معلوم کہ وہ کونسی پارٹی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا تعلق ریجنرز سے نہیں ہے اور وہ مال ریجنرز نے پکڑا تھا۔ ہاں اگر تم لوگ یہ مال کسی سرحدی علاقے سے پاکیشیا میں داخل کرنا چاہتے تو پھر نسبت مجھے نئے سرے سے ریجنرز پر کام کرنا پڑتا لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور سرحدی شہر پر پہنچانے کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا اس لئے ہمارا ریجنرز سے بھی ٹکڑا نہ ہو گا..... سردار جلال نے کہا۔

”ٹھیک ہے سردار جلال۔ پھر ایسا ہے کہ دو ٹرکوں کا مال اس وقت ساحلی علاقے میں پہنچ چکا ہے۔ تم اسے سرحدی قصبے تک پہنچا دو ہم اس مال کے ساتھ چلیں گے۔ تاکہ ہمیں مکمل طور پر یقین ہو جائے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ پھر ہم چیف کو اودے کے رپورٹ دے دیں گے اور اس کے بعد سپیشل سہائی تمہارے ذریعے ہوگی۔“
جندلے خاموش رہنے کے بعد ڈارسن نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے۔ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر تم نے یقین نہیں کیا۔“ سردار جلال نے اس بار انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
”یہ بات نہیں سردار جلال۔ سپیشل سہائی تمہاری توقعات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ دس ٹرک کا مال تو ڈارسن نے صرف اس لئے

بہر دیا ہے تاکہ تمہیں چھیک کر سکے۔ ورنہ پورا بحری جہاز ہم نے سپلائی کرنا ہے۔ ڈیڑھ سو کے قریب ٹرکوں کا مال ہو سکتا ہے اور تم سوچ سکتے ہو کہ اگر یہ مال پکڑا گیا تو ہمارا کیا ہو گا اور یہ عام اسلحہ بھی نہیں ہے انتہائی جدید اور ہنگامہ اسلحہ ہے۔ کروڑوں اربوں ڈالر قیمت کا اس نے ہم ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہتے ہیں..... اس بار ولسن نے کہا۔

”ڈیڑھ سو ٹرک۔ اودہ۔ پھر تو واقعی بہت بڑی کھیپ ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جہارے ساتھ تجرباتی راؤنڈنگا سکتا ہوں۔ لیکن چیلے مجھے بتایا جائے کہ مجھے معاوضہ کتنا دیا جائے گا..... سردار جلال نے کہا۔
”تم کتنا معاوضہ طلب کرتے ہو۔“ ڈارسن نے کہا۔

”دس ٹرک میرے۔“ سردار جلال نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ ان دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا اور سردار جلال بے اختیار ہنس پڑا۔

”اطمینان سے بیٹھو تم نے شاید یہ سمجھ رکھا تھا کہ سردار جلال اس جندے میں نیا ہے اس لئے تم اسے لاکھ دو لاکھ ڈالر دے کر مطمئن نہ دو گے یہ بات نہیں ہے میرا والد ساری عمر اسلحہ کا دھندہ کرتا رہا ہے با درستان اسلحہ میرے والد کے ذریعے ہی سپلائی ہوتا تھا۔ مشکبار میں بھی اسلحہ میرے والد ہی سپلائی کرتے رہتے تھے۔ سردار سلیم کا نام سبھی سپلائی کرنے والی تمام بین الاقوامی تنظیمیں اچھی طرح جانتی ہیں درج تک میرے والد کی ایک سپلائی بھی نہیں پکڑی گئی۔ میں بھی

والد کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں۔ مجھے اس دھندے کے سارے نفعیہ و فراز کا علم ہے اور میرے والد ایک ایکسڈنٹ میں ہلاک ہو گئے اور میں نے اسلحہ کا دھندہ چھوڑ کر منشیات کا دھندہ شروع کر دیا۔ کیونکہ یہاں پاکیشیا میں اسلحہ کے دھندے سے یہ منشیات کا دھندہ زیادہ فائدہ مند ہے۔ لیکن اس کے باوجود مجھے سب معلوم ہے کہ اسلحہ کے دھندے میں کیا معاوضہ ہوتا ہے۔ اور کس طرح یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے..... سردار جلال نے بڑے ہمت بھرے لہجے میں کہا۔ اور دلہن اور ڈارسن دونوں حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

”کیا تمہارے والد کا نام صرف سردار سلیم تھا یا ان کے نام کے ساتھ اور کوئی لقب بھی بولا جاتا تھا“۔ ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرے والد کو لوگ سردار سلیم بوچر کے نام سے بھی جانتے تھے..... سردار جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو کسی تجربے کی ضرورت نہیں رہی یہ تو ہمارے لئے انتہائی خوشخبری ہے۔ سلیم بوچر سے ہمارا انتہائی طویل تعلق رہا ہے اس کی ہلاکت کے بعد ہی ہم نے کام دوسری پارٹیوں کو دینا شروع کیا اگر تم سلیم بوچر کے بیٹے ہو تو پھر واقعی ہم مطمئن ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ کام کرتا تھا..... ڈارسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ۔ تم قطعاً بے فکر ہو جاؤ گے۔ اس طرح ہو گا جس

طرح میرا والد کام کیا کرتا تھا۔ لیکن معاوضہ بھی تمہیں اسی طرح دینا ہو گا۔ یو لو منظور ہے..... سردار جلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل منظور ہے۔ اب تو کسی سو سے بازی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی۔ چیف جب یہ بات سنے گا تو اسے بھی بے حد مسرت ہوگی۔ ڈارسن نے کہا۔ تو سردار جلال کے ہجرے پر یک لخت انتہائی مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔

”او۔ کے۔ آؤ اب تمہاری کوئی خاطر خد مت کی جائے۔ سردار جلال نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوچ سوچ کر ایک بار پھر مہن دبانے تو سرور کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر اتر کر آنے والی نو لادی چادر غائب ہو گئی۔ سردار جلال نے دروازہ کھولا اور آگے بڑھ گیا۔ دلہن اور ڈارسن بھی مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اس کے پیچھے تھے۔

”تو آپ نے فراغت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک قتل کا کیس نزد
دیا..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو عمران جو دانش
منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ایک کتاب کے
مطالعے میں مصروف تھا بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں اور تجھے خوشی ہے کہ ایک بے گناہ نوجوان پھانسی سے بچ گیا
ہے ورنہ اس انسپکٹر عظمت نے واقعی ایسے ثبوت تیار کر لئے تھے کہ
دنیا کی کوئی طاقت اسے پھانسی سے نہ بچا سکتی۔ بلکہ وہ فائل دیکھ کر تو
مجھے بھی یقین آ گیا تھا کہ رشید ہی قاتل ہے..... عمران نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کو شک کس بات پر پڑا تھا..... بلیک زرو نے کہا
”میں نے بے خیالی میں کیس بنانے کی بات کر دی تھی اور اس کا
جو رد عمل اس انسپکٹر عظمت پر ہوا۔ اس نے مجھے چونکا دیا تھا۔“ عمران

نے کہا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جب رشید بے گناہ تھا
تو پھر اس نے اعتراف جرم کیوں کر لیا وہ بھی مجسٹریٹ کے سامنے۔“
بلیک زرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”یہ کام بھی انسپکٹر عظمت کی ہنرمندی کا نتیجہ تھا۔ اس نے رشید کو
بجھایا تھا کہ اگر وہ اعتراف جرم کر لے تو وہ اسے پھانسی سے بچالے گا۔
اسے چند سال قید ہوگی اور پھر اپیل عدالت اسے بری کر دے گی۔
رشید سادہ سادہ سماعت ذہن کا نوجوان ہے۔ زندگی میں پہلی بار اس کے
ساتھ یہ سب کچھ ہوا۔ اس لئے اس نے انسپکٹر عظمت کی بات کو سچ سمجھ
لیا تھا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اس انسپکٹر عظمت کا کیا ہوا۔ صرف معطل کیا گیا ہے۔ یا۔“
بلیک زرو نے کہا۔

”اے نوکری سے درخواست کر دیا گیا ہے اور میرے خیال میں یہ اس
کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔ افضل کا کہیں پتہ نہیں چلنا جانے اس کے
ساتھ کیا ہوا۔ البتہ رفیق کے قتل کا مقدمہ اس کے خلاف درج کر لیا
گیا ہے۔ جیسے ہی وہ سامنے آیا اگر قاتل ہو جائے گا..... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سردار جلال کا کیا ہوا..... بلیک زرو نے پوچھا۔

”وہ منشیات کا سمگلر ہے۔ ویسے بہت بڑا جاگیر دار ہے۔ اس لئے
میں نے سرپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس کی ٹپ دے دی ہے۔ وہ خود ہی

چونک پڑا۔

”مزید کیا تفصیلات ملی ہوں“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

”سر۔ تفصیلات کے مطابق اسلحے کی یہ بھاری کھیپ دراصل سابقہ دو سیاہی کی کسی مسلم ریاست میں بھجوائی جا رہی ہے تاکہ وہاں حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرائی جاسکے۔ صرف استاہی معلوم ہو سکا ہے“ فارمیک نے کہا۔

”مزید تفصیلات معلوم کرو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن صرف استاہی معلوم ہو سکا ہے کہ یہ اسلحہ پاکیشیا میں کسی نئی پارٹی کے ذریعے سپلائی کیا جا رہا ہے اور اس پارٹی لیڈر کا نام سردار جلال ہے۔ میں استاہی معلوم ہو سکا ہے۔ کیونکہ کرسٹل بہت باوسائل اور انتہائی طاقتور تنظیم ہے۔ مزید تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سردار جلال۔ نئی پارٹی۔ کیا مطلب“..... عمران نے کہا۔

”بلیک زبرو نے جو لاؤڈر پر تمام گفتگو سن رہا تھا۔ سردار جلال کا نام سن کر چونک پڑا۔

”وہ اسلحے کی لائن میں تو نئی پارٹی ہے۔ ویسے وہ پرانی پارٹی ہے۔ لیکن اطلاعات کے مطابق یہ نئی پارٹی کو جو اسلحہ بھیجا جا رہا ہے۔ وہ بہت بڑی کھیپ ہے۔ تقریباً سو ٹرکوں کا لوڈ ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اس سے نمٹ لے گا“..... عمران نے کہا۔

”دلے عمران صاحب یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ کسی بے گناہ کو اس طرز کے کیس میں ملوث کر دیا جائے۔ یہ تو اس کا باپ کسی بہانے آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ بھی فارغ تھے۔ اس لئے آپ نے اس کیس پر کام کر لیا۔ اس طرح وہ بے گناہ بچ گیا نجانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو اپنی بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہوں گے“..... بلیک زبرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طریقے سے بے گناہ آدمی کی مدد ضرور کرتا ہے۔ بہر حال یہ ایک المیہ ہے“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

گریٹ لینڈ سے فارمیک بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ فارمیک کی آواز سنائی دی۔ تو عمران چونک پڑا۔

”کیس“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

”سر۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ جہاں کی ایک اسلحہ سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم کرسٹل جدید ترین اسلحے کی بھاری کھیپ پاکیشیا سمگل کر رہی ہے“..... دوسری طرف سے فارمیک نے کہا تو عمران

”ٹھیک ہے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ ضروری ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔“
”سوٹرکوں کا لوڈ۔ یہ تو بہت بڑی کھیپ ہوگی“..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہاں۔ اگر واقعی یہ اطلاع درست ہے تو پھر واقعی یہ بہت بڑی سپلائی ہے اور اب مجھے اس سردار جلال کو خود چیک کرنا پڑے گا۔“
عمران نے کہا۔
”اگر وہ سمگلر ہے تو پھر ٹائیگر لازماً جانتا ہوگا اس کے متعلق“۔
بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں وہ مجرم قسم کا سمگلر نہیں ہے۔ وہ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس لئے ٹائیگر اسے نہیں جانتا۔ لیکن ٹائیگر کو اس کے علاقے میں بھیجا جاسکتا ہے۔ وہ اس کے متعلق معلومات حاصل کر لے گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو۔ عمران کالنگ اور..... عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے کال دینی شروع کر دی۔

”ٹائیگر اینڈنگ اور..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر۔ عارف گڑھ میں ایک جاگیردار سردار جلال نام کا رہتا ہے وہ منشیات کا سمگلر ہے اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ اسٹے کی کسی بڑی کھیپ کی سمگلنگ میں بھی مصروف ہے۔ تم فوراً عارف گڑھ جاؤ اور اس کے بارے میں جو معلومات بھی سیر ہو سکیں۔ انہیں گلٹ کر کے مجھے تفصیلی رپورٹ دو۔ لیکن تم نے یہ کام فوری طور پر کرنا ہے اور..... عمران نے اہتمامی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس باس اور..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اور اینڈنگ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب۔ ہمیں اس کرسل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ وہاں سے واضح تفصیلات اس سپلائی کے بارے میں مل سکتی ہیں“..... بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح وقت ضائع ہوگا۔ پہلے ہم اس کھیپ کا بندوبست کر لیں۔ پھر اس کے بارے میں بھی سوچ لیا جائے گا۔“
عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”فارمیک کی کال آئے۔ تو مجھے مطلع کر دینا.....“ عمران نے بلیک زرو سے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک کوچھی کے سلسلے جا کر کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر لگی ہوئی کال ہیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر

بعد سانیڈ پھانک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

”اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔“ ملازم نے حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جہارے صاحب موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں پھانک کھولتا ہوں۔“ ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران سر ملاتا ہوا دوبارہ کار میں بیٹھا اور پھر بڑا پھانک کھلنے پر وہ کار کو پورچ میں لے گیا۔ جہاں پہلے سے ایک کار موجود تھی عمران نے کار روکی اور نیچے اترا آیا۔ ادھیڑ عمر ملازم پھانک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آگیا۔

”کیسے۔ تشریف رکھیں۔ میں صاحب کو آپ کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں۔“ ملازم نے کہا اور پھر وہ عمران کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ یہ کوٹھی امداد حسین حقانی کی تھی۔ حقانی کا تعلق انٹرنیشنل انٹی سمرنگنگ تنظیم سے رہا تھا۔ اس نے بڑی بھرپور زندگی گزاری تھی۔ اس کی ساری عمر ایکریسیا۔ یورپ اور گریٹ لینڈ میں گزری تھی اور اب ریٹائر ہونے کے بعد وہ کافی طویل عرصے سے واپس پاکیشیا میں سینٹل ہو گیا تھا۔ چونکہ اس کا تعلق اسلحہ کی سمرنگنگ روکنے والے شعبے سے رہا تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ حقانی سے اسے خاصی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں۔ حقانی اور عمران کے تعلقات اس وقت سے تھے جب حقانی پاکیشیا میں انٹی سمرنگنگ ڈویژن کا سربراہ تھا۔ پھر وہ انٹرنیشنل فورم میں شفٹ ہو گیا۔ لیکن اکثر ان کے درمیان

بمیں نہ کہیں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ لیکن چونکہ سمرنگنگ سیکرٹ سروس کے ذریعہ کار میں نہ آتی تھی۔ اس لئے ان کی یہ ملاقات بس مذاق تک ہی محدود رہا کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور حقانی اندر داخل ہوا۔ دو بوزھا ہونے کے باوجود خاصا طلم خیم آدمی تھا۔ ہجرے پر سر سنی تھی اور جسم میں بھی ابھی تک جان نظر آتی تھی۔

”ارے آپ زندہ ہیں۔ میں تو کئی بار یہ مصرعہ پڑھ چکا ہوں کہ حق مغفرت کرے۔ حقانی بڑا آزاد مرد تھا۔“ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”کدوں کے کوسے دھسور مرا نہیں کرتے۔“ حقانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جلو شکر ہے۔ آپ نے کچھ نہ کچھ تو تسلیم کر لیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حقانی بے اختیار تہمتہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے آپ کو دھسور یعنی جانور تسلیم کر لیا تھا۔

”یہ آج تم جہاں کیسے نظر آ رہے ہو۔ خیریت ہے۔ بڑا طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ ملاقات کو اور ویسے بھی تم جیسے مصروف آدمی کے لئے مجھ جیسے ریٹائرڈ فارغ آدمی کے لئے وقت نکالنا خاصی حد ان کن بات ہے۔ مصافحے کے بعد حقانی نے ہنستے ہوئے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم مشروب کی دو بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر آیا۔

"میں نے سوچا کہ آپ جیسا تجربہ کار آدمی مفت میں ضائع ہوا ہے۔ کیوں نہ اس سے بہتوں کا بھلا کیا جائے" عمران - مشروب کی بوتل ملازم کے ہاتھ سے لیٹے ہوئے کہا۔

"ارے واہ - اس کا مطلب ہے کہ ابھی میرے وجود کا کوئی فائدہ ہے۔ گڈ - یہ تو واقعی بڑی حوصلہ افزا بات ہے۔ ورنہ میں تو اگر سوچتا ہوں کہ میری یہ بے فائدہ سی زندگی اب کسی کے کام نہیں آسکتی حقیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گریٹ لینڈ کی اسلحہ سہگل کرنے والی کوئی تنظیم ہے کرسٹل - کیا آپ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں - کچھ کیا۔ بہت کچھ جانتا ہوں۔ بہت بڑی پارٹی اور طاقتور تنظیم ہے۔ کیوں - کیا ہوا اسے" حقیقی نے چونک کر پوچھا۔

"اور تو کچھ نہیں ہوا اسے - البتہ اس نے شہر کا رخ کر لیا ہے" - عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ حقیقی پہلے چند لمحے تو خاموش بیٹھا رہا اور پھر یک جہت کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

اوہ سمجھ گیا۔ تم نے اس محاورے کے متعلق کہا ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ کیا تم نے یہ کرسٹل کے بارے میں کہا ہے۔ پوری بات کھل کر کرو۔ تمہارا مطلب کرسٹل سے ہے اور شہر کا مطلب پاکیشیا ہے۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کرسٹل کا دستہ تو یہاں بھی طویل عرصے سے چل رہا ہو گا۔ حقیقی نے

سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں - بات تو ایسی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کرسٹل پاکیشیا کے راستے جدید اسلحے کی بہت بڑی کھیپ روسیہ کی کسی سابقہ مسلم بہت تک پہنچانا چاہتی ہے۔ تاکہ وہاں مسلم حکومت کے خلاف ہت کرائی جاسکے اور اس نے جہاں ایک منشیات کے سمگلر اور لیڈر سردار جلال کو اس سپلائی کا کام سونپا ہے۔ عمران نے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"سردار جلال۔ یہ واقعی نیا نام ہے اور کرسٹل کوئی بڑا کام کسی نئے ڈی سے ہرگز نہیں کراسکتی۔ وہ بہت بڑی تنظیم ہے اور انتہائی سہل" حقیقی نے کہا۔

اطلاعات کے مطابق سوٹرکوں کا مال ہے" عمران نے کہا۔

سوٹرکوں کا۔ اوہ۔ پھر تو یہ بہت بڑی کھیپ ہوئی۔ اتنی بڑی پپ کو اسلحے کی سہگلنگ کی زبان میں سپیشل سپلائی کہا جاتا ہے اور تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ نام صرف ڈانج دینے کے لئے استعمال یہ جا رہا ہے۔ سپیشل سپلائی کسی صورت میں کسی نئی پارٹی کے الے نہیں کی جاسکتی۔ یہ بات تو طے ہے" حقیقی نے با اعتماد جھج میں کہا اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"اس کرسٹل کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں وہ مجھے بتا دیجئے۔ عمران نے کہا۔

خفیہ اور پراسرار تنظیم ہے۔ اس کا دائرہ کار زیادہ تر یورپ اور

ایکریسیا تک ہے۔ وہاں یہ بے حد مستم ہے۔ اس کا بیڑہ کو اور ٹراؤ کے سر کردہ افراد کا آج تک سراغ نہیں لگایا جاسکا۔ عام دور کر اور کا ہاتھ آتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کا سبب آپ ہی کچھ ایسا ہے کہ پھیلیاں کبھی نہیں ہو سکیں۔ ویسے بھی سنا ہے کہ بڑی حکومتیں اگر اپنے مخصوص مقاصد کے لئے جب اسلحہ کہیں سلائی کا چاہتی ہیں تو وہ بھی کر سکتی ہیں سہارا لیتی ہیں۔ حقانی نے جو دیا۔

”یہ تو کوئی تفصیل نہ ہوئی۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”لیکن تم تو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو اور تم نے خود بتایا تھا کہ سٹھنگ اس کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور اس کے علاوہ اسلحہ پاکیشیا میں بھی سلائی نہیں کیا جا رہا۔ پھر تم اس معاملے میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو..... حقانی نے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ اگر یہ اسلحہ پکڑا جا سکے تو میں اسے مشکبا کے مجاہدوں تک پہنچا دوں۔ انہیں آج کل صحیح معنوں میں اس کی ضرورت ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو حقانی بے اختیار اچھل پڑا۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ واقعی جہادی تجویز تو انتہائی شاندار ہے۔ یقیناً اس سے مشکباری تخریک کو بے حد تقویت مل جائے گی۔ لیکن اصل مسئلہ تو اس کے پکڑے جانے کا ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ کر سکتا ہے منصوبہ بندی میں ماہر ہے۔ وہ ایسی

یہ منصوبہ بندی کرتی ہے کہ اس کا مال سلائی ہو جاتا ہے اور اس کی بچھے بھاگنے والے صرف ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ اب تم خود دیکھو۔ نہ ہینشل سلائی کسی نئی پارٹی کے حوالے نہیں کی جائے گی۔ لیکن اس کی اطلاع بھی درست ہوگی۔ انہوں نے یقیناً بظاہر ہی منصوبہ بندی کی ہوگی۔ لیکن ان کا اصل منصوبہ کچھ اور ہو گا اور اب تم اس جلال کے بچھے بھاگتے رہ جاؤ گے اور وہ اپنا کام خاموشی سے کر لیں گے..... حقانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن سو ٹرکوں کا مال نکالنا آسان کام بھی نہیں ہے۔ حقانی نے یہ واقعی بہت بڑی کھیل ہے اور اس نے بہر حال پورے شیشا کو کراس کرنا ہے۔ کہیں نہ کہیں وہ لازماً جیک کرنے جائیں..... عمران نے کہا۔

اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ یہ صرف اسلحہ پلاننگ ہے۔ اصل پلاننگ کچھ اور ہی ہوگی..... حقانی نے اس کا مطلب ہے کہ اس سردار جلال کے بچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ ہے..... عمران نے کہا۔

کیا تم اسے جانتے ہو..... حقانی نے چونک کر پوچھا۔
 ہاں اسٹا ملوم ہے کہ عارف گڑھ کا جاگیر دار ہے اور منشیات کی دکانوں میں ملوث ہے..... عمران نے جواب دیا۔

عارف گڑھ۔ اوہ۔ وہاں تو ایک آدمی سردار سلیم پوچرا اسلحہ

کے معاملے میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ وہ بھی عارف جاگیر دار تھا۔ مگر سردار جلال یہ نام میں نے تو پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔

اس کا مطلب ہے کہ اس سپلائی کو کور کرنے کے لئے کراہی خلاف براہ راست کام کرنا ہو گا سردار جلال کے پیچھے بھاگنے کا کوئی نہیں ہے..... عمران نے کہا۔

”وہ کوئی عام تنظیم نہیں ہے عمران کہ تم چند دنوں میں سرائح لگا لو گے اور وہ کام انتہائی برق رفتاری سے کرتے ہیں۔ تک تم سرائح لگاؤ گے وہ سپیشل سپلائی کے معاملے سے نمٹ سکیں گے۔ اس لئے تم اپنی توجہ اس سپلائی کی طرف کر دو۔ میں ایک ٹپ بتاتا ہوں۔ عام طور پر کرسٹل اسٹلٹ کی سپلائی کا سیمینٹس میں کرتی ہے۔ تم اگر اس ٹپ پر کام کرو۔ تو یقیناً اس سپلائی کا سیکھتے ہو.....“

حقتانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ میں کر لوں گا۔ آپ مجھے وہاں گرنٹ لینڈ میں اس کرسٹل سلسلے میں کوئی خاص ٹپ دیں.....“ عمران نے کہا۔

”وہاں کرا مفور ڈروڈ پر ایک کلب ہے۔ گرین ڈے کلب ہے۔ کلب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کرسٹل کی انڈر گرا سرگرمیوں کا گڑھ ہے۔ بس استاجاتا ہوں.....“ حقتانی نے کہا۔

”او۔ کے۔ شکر یہ۔ اب اجازت دیجئے.....“ عمران نے کہا۔

اپنے کپڑا ہوا۔ حقتانی اسے پورچ میں موجود کار تک جموز نے آیا اور

اب بعد عمران کی کار اس کو ٹیسی سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی۔ ن جا رہی تھی۔ حقتانی سے ملنے کے بعد اب اس نے سنجیدگی سے فیصلہ لیا تھا کہ وہ اس سپلائی کو نہ صرف پکڑے گا۔ بلکہ ایسے اختتامات بھی دے گا کہ یہ اسلحہ مشکبار مجاہد تنظیموں تک بھی پہنچ جائے۔ اس نے فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ اس اسلحے کا تعلق پاکیشیا سے نہ تھا اور نہ ہی پاکیشیا کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ اس لئے اس کے خیال کے مطابق یہ سچا اگر مشکباریوں تک پہنچ جائے تو یقیناً ان کے لئے ایک بہت بڑا نڈ ہو گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”ڈارسن - تم رپورٹ دو“..... آنے والے نے ڈارسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس - میں ولسن کے ساتھ پاکیشیا گیا تھا۔ سردار جلال سے ملاقات ہوئی ہے۔ سردار جلال اسی سلیم بوچر کا بیٹا ہے۔ جو اس سے پہلے ہمارے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ اہتیائی بااثر جاگیردار ہے اور اس کے اعلیٰ ترین حکام پر بھی مکمل ہولڈ ہے۔ میں نے دو ٹرک جنرل سپلائی کے تجرباتی طور پر اس کے ساتھ سرحد تک پہنچائے ہیں۔ تمام رلستے ان ٹرکوں کو چیک نہیں کیا گیا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ سپیشل سپلائی کے لئے سردار جلال پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ دس فیصد مالیت بطور محاذفہ طلب کر رہا ہے۔“ ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ولسن - چھاری کیا رپورٹ ہے“..... باس نے ولسن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”باس - میرا خیال ہے کہ سردار جلال سپیشل سپلائی کو آسانی سے کراس کر ادے گا۔ اس کے ہاتھ پاکیشیا میں بے حد لمبے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہم بات یہ ہے کہ وہ عام مجرم نہیں ہے۔ بلکہ بااثر جاگیردار ہے“..... ولسن نے جواب دیا۔

”راڈرک - تم رپورٹ دو“..... باس نے اس بار تیسرے آدمی راڈرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس - ہماری سپیشل سپلائی کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ

ایک بڑے سے کمرے کے درمیان ایک گول بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد پانچ کرسیاں تھیں جن میں سے چار کرسیوں پر چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے دو ڈارسن اور ولسن تھے۔ جب کہ تیسرا لمبے قد اور گنے سر کا ادھیڑ عمر آدمی تھا اور چوتھی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ قومیت کے لحاظ سے وہ چاروں ہی گریٹ لینڈ کے باشندے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور وہ چاروں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے دروازے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر جدید تراش کا تھری بیس سوٹ تھا۔ اس کا چہرہ بھاری تھا۔ مگر آنکھیں چہرے کے تناسب سے کافی چھوٹی تھیں۔ اس کے اندر آتے ہی چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بیٹھو“..... اس آدمی نے بھاری سے لہجے میں کہا اور خود بھی پانچویں کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی باقی چاروں بھی اپنی اپنی

سروس کو علم ہو چکا ہے اور سردار جلال کے متعلق بھی انہیں رپورٹ مل چکی ہے..... رازڈک نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ڈارسن اور ولسن کے ساتھ ساتھ باس بھی چونک پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو رازڈک“..... باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ میری اطلاع سو فیصد درست ہے“..... رازڈک نے جواب دیا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اسٹے کی سنگٹنگ سے کیا تعلق ہے۔ یہ کام تو ان کے دائرہ کار میں ہی نہیں آتا..... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بظاہر تو ایسا ہی ہے باس۔ میں تفصیل بتاتا ہوں۔ میرے آدمیوں نے سیکشن ون کے انچارج ڈیوک کی پرسنل سیکرٹری جو ناسی کو ایک کلب میں ایک اجنبی آدمی کے ساتھ بیٹھے اور گھل مل کر باتیں کرتے دیکھا۔ تو انہیں ان کے انداز پر شک پڑا۔ چنانچہ انہوں نے سپیشل کال کچر کے ذریعے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی۔ یہ گفتگو سپیشل سپلائی کے بارے میں ہی ہو رہی تھی۔ وہ اجنبی جسے جو ناسی فارمیک کہہ رہی تھی۔ کرید کرید کر سپیشل سپلائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور جو ناسی اسے بتا رہی تھی۔ اس پر مجھے فوری اطلاع دی گئی۔ تو میں نے ان دونوں کو اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ہدایت کی چنانچہ ایسا کیا گیا اور پھر میں نے ہیڈ کوارٹر میں

ن دونوں سے پوچھ گچھ کی۔ فارمیک انتہائی سخت جان آدمی ثابت ہوا۔ سین جدید مشین ایون۔ تھرنی۔ ایکس نے اس کے لاشعور کو چمک کر کے جو رپورٹ دی اس کے مطابق فارمیک ایک طویل عرصے سے پاکیشیا حکمران سروس کا گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ ہے۔ اس کے جو ناسی سے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں اور جو ناسی نے اسے ایک ملاقات کے دوران سپیشل سپلائی کے متعلق تفصیلات بتائیں۔ کیونکہ سپیشل سپلائی سیکشن ون کے تحت کی جا رہی ہے اور ڈیوک اس ساری پلاننگ کا ذمہ دار ہے۔ سچانچہ ڈیوک کی وجہ سے یہ پلاننگ اس کی پرسنل سیکرٹری جو ناسی تک پہنچی اور جو ناسی نے اس کے بارے میں فارمیک کو بتایا۔ فارمیک کے مطابق چونکہ اسٹھ کی یہ کھیپ بہت بڑی ہے۔ اس لئے اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو اس کی اطلاع دی تاکہ اس کھیپ کو وہاں پاکیشیا میں پکڑ لیا جائے۔ جو ناسی نے اسے بتایا تھا کہ یہ سپیشل سپلائی سردار جلال کے ذریعے کرائی جانے کی پلاننگ کی جا رہی ہے۔ جو ایک جاگرم وار اور منشیات کا سمگلر ہے۔ یہ ساری رپورٹ فارمیک نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچا دی۔ جہاں سے اسے اس بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم کے تحت وہ جو ناسی سے کلب میں ملا اور اسے ہماری رقم کا لالچہ دے کر اس نے مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی کہ اس پر شک ہوا اور وہ پکڑا گیا..... رازڈک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ اہتہائی طاقتور۔ فعال اور خطرناک تنظیم ہے۔ اسلحے کی بڑی کھیپ کا سن کر ہو سکتا ہے کہ وہ خود میدان میں اتر آئے۔..... باس نے اہتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
 "تو باس پلاننگ بدل دیں۔ اصل سپلائی ضرغام گروپ سے کرا دیں اور جعلی کارروائی سردار جلال کے ذریعے۔ اس طرح سپلائی درست طور پر ہو جائے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سردار جلال کے پیچھے ماری ماری پھرتی رہے گی جب کہ ضرغام گروپ کام کر دے گا۔" لڑا نے جواب دیا۔

"جہاں توجیز تو درست ہے۔ لیکن مجھے ایک اور خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس سردار جلال تک پہنچتی ہے۔ تو پھر ڈارسن اور ولسن بھی سلٹنے آجائیں گے اور ڈارسن اور ولسن دونوں کے سلٹنے آنے سے سیکرٹ سروس براہ راست کر سٹل کے خلاف بھی کام کر سکتی ہے۔ اس طرح ہم بے شمار مسائل میں بھنسن جائیں گے۔" باس نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ اس سردار جلال کا فوری طور پر خاتمہ کرنا چاہئے۔..... ڈارسن نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ دوسری صورت میں ہمیں ڈارسن اور ولسن دونوں کو ختم کرنا ہو گا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ اس لئے اب سردار جلال کا خاتمہ بھی ولسن کی ذمہ داری ہوگی۔ اسے فوری طور پر اور ہر قیمت پر ختم کر دیا جائے۔ تاکہ اس فارمیٹ کی دی ہوئی رپورٹ بے کار ہو جائے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اب سردار جلال کے ذریعے یہ سپلائی بھجوا خود کشی کے مترادف ہے یہ تو اچھا ہوا کہ فارمیٹ پکڑا گیا اور یہ بات سلٹنے آگئی۔ اس فارمیٹ اور جو ناسی کا کیا ہوا..... باس نے کہا۔
 "دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔..... راڈرک نے جواب دیا۔ تو باس نے اشدت میں سر ہلا دیا۔
 "باس کیا میں کچھ کہہ سکتی ہوں..... اچانک لڑکی نے کہا تو سب چونک کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگے۔

"یس لڑا۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو..... باس نے کہا۔

"باس۔ ہماری پالیسی شروع سے ہی یہی رہی ہے کہ ہم ڈیل یا ٹریڈ پلاننگ کیا کرتے ہیں۔ کیا اس بار بھی ایسا کیا جا رہا تھا۔" لڑکی نے کہا۔

"ہاں۔ پلاننگ یہ تھی کہ اصل سپلائی تو سردار جلال کے ذریعے کرا دی جائے۔ کیونکہ سردار جلال اسلحے کے حصدے میں غیر متعلق آدمی ہے جب کہ ظاہر یہ کیا جائے کہ سپلائی پاکیشیا کی ایک اور معروف پارٹی ضرغام گروپ کے ذریعے کرائی جا رہی ہے اور اسے باقاعدہ پالیسی دی جائے۔ اس طرح اگر ہماری کوئی مخالف پارٹی مخبری کرے گا تو ضرغام گروپ کی کرے گی اور اگر پولیس۔ انتہیلی جنس یا انٹی سمگلنگ سٹاف اس بارے میں کارروائی کرے گی تو ضرغام گروپ کے خلاف کرے گا۔ اس طرح سردار جلال اصل مال نکال کر لے جائے گا۔ لیکن اس بار اصل پارٹی ہی سلٹنے آگئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

اس کے بعد سپلائی کے بارے میں سوچا جائے گا۔" باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ولسن ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"باس۔ آپ یہ سپلائی میرے سیکشن کے ذمے لگا دیں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتی ہوں کہ سپلائی درست طور پر ہو جائے گی۔" لڑانے کہا۔
 "یہ بہت بڑی سپلائی ہے لڑا یہ درست ہے کہ تم نے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے دہلی سپلائرز میں کام کیا ہے۔ لیکن یہ سپلائی حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے بھجوائی جا رہی ہے اور اگر یہ پکڑی گئی تو ایک لحاظ سے ہماری تنظیم کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔"..... باس نے کہا۔

"باس۔ مجھے اس سپیشل سپلائی کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے۔ پاکیشیا میں کام کے دوران میرے ایک گروپ سے تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ یہ گروپ انتہائی اعلیٰ درجے کا کام کرتا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس گروپ کا انچارج اعلیٰ ترین حکومتی عہدے پر فائز ہے تمام سپلائی سرکاری گاڑیوں میں کی جا سکتی ہے۔ جنہیں چیک کرنے یا ان پر شک کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں ہو سکتا۔"..... لڑانے کہا۔

"اوہ۔ کون ہے اور کس طرح سرکاری ٹرانسپورٹ استعمال ہوگی تفصیل بتاؤ..... باس نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یہ آدمی جس کا نام مراد خان ہے۔ حکومت پاکیشیا کے سپلائی ڈویژن کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ پورے پاکیشیا میں ہر قسم کی سرکاری سپلائی خاص ٹرکوں سے کی جاتی ہے۔ جنہیں ایئر جنسی سپلائی

کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ٹرکوں کا بہت بڑا بیڑا ہے۔ تقریباً ایک ہزار بڑے بڑے ٹرک اس بیڑے میں شامل ہیں۔ مراد خان ان ٹرکوں کے ذریعے منشیات اور دوسری آئٹمز خفیہ طور پر سپلائی کرتا رہتا ہے۔ اگر اس سے بات کی جائے اور اسے معقول معاوضہ دیا جائے تو اس کے ٹرک بڑے اطمینان سے سپلائی ٹرانسفر کر سکتے ہیں اور کسی کو کانوں کان بھی اس کی خبر نہ ہو سکے گی۔ ویسے آپ ضرغام پارٹی کو کور دیں۔ جو بھی اس سپیشل سپلائی کے پیچھے ہو گا۔ وہ ضرغام گروپ کے پیچھے دھکے کھاتا پھرے گا اور ہمارا کام مکمل ہو جائے گا۔"..... لڑانے کہا تو باس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرائے۔

"اوہ۔ کیا مراد اس کے لئے تیار ہو جائے گا..... باس نے کہا۔

"اس کی دو کمزوریاں ہیں باس۔ دولت اور عورت اور یہ دونوں اسے مل جائیں تو وہ اپنے خلاف بھی کام کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ لڑا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تم فوراً مراد خان سے رابطہ قائم کرو اور مجھے پوری رپورٹ دو۔ میں اب جلد از جلد اس سپلائی سے چھٹکارا پالینا چاہتا ہوں۔"..... باس نے کہا۔

"اس سپیشل سپلائی کا مال اس وقت کہاں ہے باس..... لڑا نے پوچھا۔

"وہ ایک سیمنٹ سے لادے بحری جہاز میں خفیہ طور پر موجود ہے اور جہاز کو ہم نے پاکیشیا کے قریب کھلے سمندر میں جان بوجھ کر روکا

ہوا ہے۔ جیسے ہی تفصیلات ملے ہوں گی۔ بڑی بڑی لائونوں میں اسلحے کے کنٹینرز جہاز سے اتار کر ساحل تک پہنچائے جائیں گے۔" باس نے کہا۔
 "یہ وہاں تک پہنچانے کا کام کس کے ذمے ہے باس؟"..... لڑا نے پوچھا۔

"سیکشن ایون کے انچارج رابرٹ کے ذمے۔ اس نے سارے انتظامات کر لئے ہیں۔ اب وہ صرف سگنل کے انتظار میں ہے۔" باس نے جواب دیا۔

"اور جہاں یہ سہیلانی پہنچے گی..... لڑا نے کہا۔

"وہاں۔ ٹی۔ تھری کام کر رہی ہے۔"..... باس نے جواب دیا۔

"او۔ کے باس۔ آپ رابرٹ کو میرے متعلق احکامات دے دیں۔

میں پاکیشیا جا کر مراد سے بات کرتی ہوں اور جیسے ہی انتظامات ہوئے میں خود رابرٹ کو سگنل بھی دے دوں گی اور اس سے تفصیلات بھی ملے کر لوں گی۔ آپ کو بھی اطلاع مل جائے گی اور آپ ٹی۔ تھری کو الرٹ کر دیں مراد چند گھنٹوں میں یہ کام کر سکتا ہے۔ اس کام میں جتنی دیر ہوگی۔ اتنی ہی ہمارے لئے پریشانیوں بڑھ جائیں گی..... لڑا نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔" اگر تم اس قدر اعتماد سے بات کر رہی ہو۔ تو ٹھیک ہے میں یہ مشن باقاعدہ طور پر تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔ رابرٹ اور ٹی تھری تک احکامات پہنچ جائیں گے۔ وہ تمہارے تحت کام کریں گے۔ تم سپیشل ون فریکوئنسی پر ان سے ضرورت کے وقت بات کر سکو گی۔

"وڈ سپیشل سہیلانی ہوگا....." باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے کا مطلب یہی تھا کہ میننگ پرخواست کر دی گئی ہے۔ باس کے اٹھنے ہی ڈارسن۔ ڈرک اور لڑا تینوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ باس تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"گڈ شو لڑا۔ تمہارے اعتماد نے آج باس کو تمہاری بات ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن میری ایک درخواست ہے....." باس کے جانے کے بعد رادرک نے لڑا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کھل کر بات کریں۔ آپ ہم سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔" لڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی علی عمران ہے۔ بظاہر انتہائی مسخڑہ نوجوان نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے۔ تم نے اگر سپیشل سہیلانی کو اس سے بچایا تو پھر تم کامیاب ہو سکتی ہو۔ ورنہ نہیں۔" رادرک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میرے ذہن میں پوری پلاننگ موجود ہے۔" معلوم بھی نہ ہو سکے گا اور کام ہو جائے گا..... لڑا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رادرک نے سر ہلادیا اور پھر وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ فارمیگ تو کرسٹل کے خلاف کام کر رہا تھا“
..... عمران نے اہتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ نسکی نے اطلاع دی ہے کہ فارمیگ کی لاش ایک
پبلک پارک میں پڑی پولیس کو ملی ہے۔ اس کی اطلاع نسکی کو فوراً ہو
ئی تھی۔ کیونکہ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہی کام کرتا ہے۔ اس نے
ایش چیک کی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق فارمیگ کو ہلاک
کرنے سے پہلے اس پر غیر انسانی انداز میں بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔“
بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو نہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کرسٹل کے ہاتھ آ گیا تھا اور
کرسٹل کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف کام کر رہا ہے
اور تشدد سے قاصر ہو گیا ہے کہ انہوں نے اس سے مکمل پوچھ گچھ کرنے
کے بعد ہی اسے ہلاک کیا ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”یس باس“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”فارمیگ ہمارا اہتہائی قابل اعتماد ایجنٹ تھا۔ اس کی موت پر مجھے
دلی افسوس ہوا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے خاندان کے بارے میں
معلومات کراؤ اور انہیں بھرپور مالی امداد پہنچا دو اور نسکی کو ہدایات
دے دو کہ وہ ان لوگوں کو ٹریس کرے جن کے ہاتھوں فارمیگ
ہلاک ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی اسے ہدایات دے دی ہیں۔ لیکن اب اس
کرسٹل کے خلاف ہمیں میدان میں خود آنا چاہئے“..... بلیک زیرو

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک ضخیم کتاب کے مطالعے میں
مصروف تھا کہ پاس بڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
”یس۔ علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے مطالعے میں
مصروف ہونے کی وجہ سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور
کتاب پر جمی ہوئی تھیں۔
”ظاہر بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی
آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ کیا بات ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
”سر۔ ایک بری خبر ہے۔ گریٹ لینڈ میں ہمارے فارن ایجنٹ
فارمیگ کو ہلاک کر دیا گیا ہے فارن ایجنٹ نسکی نے اس کی ابھی
اطلاع دی ہے۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے
بے اختیار ہواٹ بھینچنے لگے۔

میں کہا۔ اسے حریت اس بات پر مہربی تھی کہ سردار جلال کے قتل کا امکان تو اس کے ذہن کے کسی دور دراز گوشے میں بھی نہ تھا۔

”باس۔ میں آپ کے حکم کے مطابق عارف گڑھ گیا۔ وہاں زیر زمین دنیا کے ایک آدمی کی مدد سے میں نے سردار جلال کے بارے میں

پوری معلومات حاصل کیں۔ ان معلومات کے مطابق سردار جلال کا باپ سردار سلیم جے سلیم بوچر بھی کہا جاتا تھا۔ جاگیر دار ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ کا بھی بہت بڑا سمگڑ تھا۔ سردار جلال اس کا اکلوتا بیٹا ہے اور باپ سے بھی دو قدم آگے رہتا ہے۔ اس کا باپ ایک

پیسینٹ میں ہلاک ہو گیا۔ تو اس نے باپ کی جگہ سنبھال لی۔ لیکن اس نے اعلیٰ کی بجائے نشیات کی سمگڑ شروع کر دی اور اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ اعلیٰ ترین حکام سے لے کر دارالحکومت کے عام

مجرموں تک اس کے گینگ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سردار جلال عارف گڑھ میں نہیں ہے بلکہ دارالحکومت گیا ہوا ہے۔ دارالحکومت کی نشاط کالونی میں اس کی محل

نا عظیم الشان کوٹھی ہے۔ جسے سردار ہاؤس کہا جاتا ہے۔ میں وہاں سے دارالحکومت آ گیا۔ تو وہاں صورت حال بدلی ہوئی تھی سردار جلال کی لاش کوٹھی میں موجود تھی اور وہاں پولیس اور حکومت کے اعلیٰ

حکام موجود تھے۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ سردار جلال ایک ریستوران سے باہر نکل رہا تھا کہ کسی نے اچانک اس پر فائر کھول دیا اور وہ وہیں موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ پولیس اور اعلیٰ حکام اسے سیاسی قتل قرار

نے کہا۔

”ضرور آئیں گے۔ فارمیٹ کو قتل کر کے انہوں نے اپنے تابو میں خود ہی آخری کھیل ٹھونک لی ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہم اس سپیشل سبائی کو پکڑیں گے۔ اس کے بعد یہ کام ہو گا۔“..... عمرار نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے بلیک زرو نے کہا اور عمرار نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کتاب اس نے پہلے ہی بند کر کے رکا دی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اب مجھے خود اس سردار جلال کے پیچھے جانا ہو گا۔“..... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھایا۔ سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔

”یس۔ علی عمران سپیکنگ۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”اوہ یس۔ تم نے اس سردار جلال کے بارے میں رپورٹ ہی نہیں دی“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”سردار جلال کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔ تو عمران بے اختیار صوفے سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کب“..... عمران نے حریت بھرے لہجے

"سیکرٹری سے بات کرو۔ میں پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔"
 عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پال بول رہا ہوں سیکرٹری فائیو سٹار آرگنائزیشن۔" چند
 محن کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔
 "پرنس آف ڈھپ فرام پاکیشیا۔ اکاونٹ نمبر ون تھری سپیشل۔"
 عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمائیے۔..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں
 جواب دیا گیا۔

"اسلحہ سہل کرنے والی تنظیم کرسٹل کے بارے میں معلومات
 باہئیں۔" عمران نے کہا۔

"کرسٹل بے حد وسیع تنظیم ہے۔ آپ کس شعبے کے بارے میں
 معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔..... دوسری طرف سے سیکرٹری
 نے پوچھا۔

"اس شعبے کے بارے میں جو پاکیشیا کو ذیل کرتا ہو۔.....
 عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ اس بارے میں ہمارے پاس کوئی معلومات موجود
 نہیں ہیں۔..... دوسری طرف سے سیکرٹری نے صاف جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"کوئی ایسی پارٹی بتادیں جو اس سلسلے میں درست معلومات مہیا

دے رہے ہیں۔ کیونکہ سردار جلال سیاست میں خاصا متحرک اور فعال
 رہتا تھا۔ الٹہ لباس میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں کہ اسے ایک
 پیشہ ور قاتل جیکب نے ہلاک کیا ہے۔ اس ریسٹوران کے ایک وی
 نے جو جیکب کو پہچانتا ہے۔ اسے گولی مارتا دیکھ لیا تھا۔ لیکن اس نے
 خوف کی وجہ سے پولیس کو کوئی بیان نہیں دیا۔..... لیکن میں نے
 اس سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے
 ہوئے کہا۔

"یہ جیکب کہاں ملے گا۔..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے
 پوچھا۔

"اسے تلاش کرنا پڑے گا۔" ٹائیگر نے کہا۔

"اسے فوری تلاش کرو اور پھر اسے اغوا کر کے رانا ہاوس لے آؤ اور
 مجھے اطلاع دو۔ یہ بے حد ضروری ہے۔" عمران نے کہا۔

"یس باس۔" ٹائیگر نے کہا اور عمران نے زسیور رکھ دیا۔ اس کی
 پیشانی پر ہنسلے سے موجود شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب
 وہ مکمل طور پر اندھیرے میں رہ گیا تھا۔

"سردار جلال کے قتل کا مطلب ہے کہ فارمیٹ واقعی کرسٹل کے
 ہاتھ چڑھ گیا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے زسیور
 اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ فائیو سٹار۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی

کر سکتی ہو..... عمران نے کہا۔

"یس۔ ایک پارٹی ایسی ہے۔ وہ کرسٹل کے بارے میں معلومات
ہمیا کر سکتی ہے۔ لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کالے گی..... دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ اس کے متعلق بتائیں..... عمران نے کہا۔

"جوزف سٹیل کارپوریشن بارجر روڈ پرفون کر کے اور وہاں کے منیجر
رائف سے بات کریں۔ اسے آپ فائیو سٹار کا حوالہ دیں۔ پھر آپ سے
کھل کر بات کرے گا۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں۔ اس کی معلومات
درست ہوں گی۔ لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کا مانگتا ہے۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سیکرٹری نے جوزف سٹیل
کارپوریشن کا نمبر بھی بتا دیا۔

"او۔ کے۔ شکریہ۔ آپ اسے فون کر دیں۔ میں دس منٹ بعد
فون کروں گا..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس
منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سیکرٹری کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔

"جوزف سٹیل کارپوریشن۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"منیجر رائف سے بات کرائیں۔ عمران نے گریٹ لینڈ کے مقامی
لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں..... دوسری طرف سے

پوچھا گیا۔

"میں پولیس کسٹرز آفس سے بات کر رہا ہوں..... عمران نے
جواب دیا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں
بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"رائف بول رہا ہوں۔ منیجر۔ بولنے والے کا لہجہ سٹاٹ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا ہوں۔ کیا آپ کا فون محفوظ ہے۔
عمران نے اس بار اس لہجے میں بات کی جس میں اس نے سیکرٹری فائیو
سٹار کارپوریشن سے بات کی تھی۔

"اوہ۔ اچھا۔ ایک منٹ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ اب کھل کر بات کریں۔ لائن سیف ہے..... رائف

کی آواز سنائی دی۔

"فائیو سٹار کارپوریشن کے سیکرٹری نے آپ کو فون کیا ہو گا۔"

عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے۔ کھل کر بتائیں..... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"کرسٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں..... عمران

نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ اسلحے کی سپلائی پاکستان میں کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں

درست اور حتمی معلومات چاہئیں۔ جس قسم کی بھی زیادہ سے زیادہ مل سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”معلومات تو مل سکتی ہیں۔ سیکرٹری نے آپ کے متعلق بتا دیا ہے کہ آپ اہتائی بااعتماد آدمی ہیں۔ لیکن معاوضہ آپ کو پیشگی دینا ہوگا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بالکل مل جائے گا۔ لیکن معلومات درست تفصیلی اور حتمی ہونی چاہئیں“..... عمران نے کہا۔

”رالف یا تو کام نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو اس کی کسی بات کو کبھی چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔“ رالف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔“ لیکن یہ سوچ کر معاوضہ بتانا کہ تمہارے علاوہ دوسری پارٹیاں بھی ہیں۔ تم سے بات صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ سیکرٹری نے تمہاری سفارش کی تھی..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن جو معلومات کرسل کے بارے میں میں مہیا کر سکتا ہوں وہ کوئی دوسری پارٹی کبھی بھی نہیں کر سکتی۔ سچاس ہزار ڈالر معاوضہ ہوگا اور وہ بھی پیشگی..... دوسری طرف سے رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔“ بولو کہاں بھجوا یا جائے معاوضہ اور کب معلومات مہیا کرو گے..... عمران نے کہا۔

”نقد رقم کمپنی میں ہی بھجوا دو۔ معلومات دو گھنٹوں کے اندر مل جائیں گی۔“ رالف نے کہا۔

”میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ اس لئے نقد نہیں بھیجی جاسکتی۔

البتہ بینک کے ذریعے نصف گھنٹے میں یہ کام ہو سکتا ہے۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دو.....“ عمران نے جواب دیا۔

”او۔ کے.....“ دوسری طرف سے رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک کی برانچ اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹوں بعد دوبارہ فون کروں گا۔“ عمران نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا اور واٹس منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”بلیک زبرو۔“ اکاؤنٹ نمبر اور برانچ نوٹ کر اور فوری طور پر اس

اکاؤنٹ میں سچاس ہزار ڈالر جمع کرانے کے احکامات دے دو.....“

عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ نوٹ کرائیں.....“ دوسری طرف سے بلیک زبرو نے

کہا اور عمران نے اسے رالف کی بتائی ہوئی تفصیلات لکھوا دیں اور

ساتھ ہی اسے بغیر اس کے پوچھے تفصیل بھی بتا دی کہ یہ رقم کیوں

بھجوائی جا رہی ہے۔

عمران صاحب۔ رقم وصول کرنے کے لئے انٹ شفٹ باتیں بھی

تو بتائی جاسکتی ہیں۔ بہر حال یہ نئی پارٹی ہے..... بلیک زبرو نے

اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔“ فائیو سٹار کارپوریشن اہتائی بااعتماد ادارہ ہے۔ اس کا

پھندے سے نجات دلائی ہے..... پروفیسر نے اپنے بیٹے سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو کچھ نہیں کیا پروفیسر صاحب۔ اس کی بے گناہی نے ہی سب کچھ کیا ہے۔ بہر حال مبارک ہو.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ واقعی عظیم انسان ہیں۔ میں جب بھی آپ کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے کئی بار احساس سا ہوتا ہے کہ جیسے آپ موجودہ دور کے انسان کی بجائے بچپن میں پڑھی ہوئی ان کہانیوں کا کردار ہیں۔ جہاں وہ فرشتہ صفت لوگ انتہائی بے غرضی سے دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ نے تو مجھے صرف فون کر کے مبارک باد دی اور بتایا کہ رشید کو عدالت نے بے گناہ قرار دیتے ہوئے بری کر دیا ہے۔ لیکن جب انسپکٹر جنرل پولیس جتنے بڑے افسر خود چل کر میرے گھر آئے اور انہوں نے مجھ سے معذرت کی کہ ان کے جھگے کی ایک کالی بھڑکی وجہ سے مجھے رشید اور دوسرے سارے گھرانے کو اس المناک واقعے سے دوچار ہونا پڑا ہے تو حقیقتاً میں بے حد حیران ہوا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور جب باتوں باتوں میں تپہ چلا کہ رشید کی بے گناہی ثابت ہونے کے نتیجے میں آپ کا ہاتھ ہے تو حقیقتاً شکر گزاری سے میری پلکیں بھٹکی گئیں اور میرا اللہ تعالیٰ پر یقین و اعتماد کچھ اور بڑھ گیا کہ اس کی یہ دنیا نیک اور شریف لوگوں سے بہر حال خالی نہیں ہے۔ رشید جب واپس آیا تو اس

سیکرٹری کسی غلط آدمی کی ٹیپ نہیں دے سکتا..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”اس وقت کون آگیا.....“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے.....“ عمران نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

”پروفیسر احسن رضا ہوں جناب.....“ دروازے کی دوسری طرف سے پروفیسر احسن رضا کی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔ باہر پروفیسر احسن رضا ایک دبلے پتلے لیکن سمارٹ جسم کے نوجوان کے ساتھ موجود تھا۔ لیکن پہلے کے اور اس بار کے پروفیسر میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ پہلے جو پروفیسر احسن رضا آیا تھا۔ وہ انتہائی شکستہ دل، ٹوٹا ہوا اور بکھرا ہوا سا لگ رہا تھا۔ لیکن اس بار اس کے چہرے پر شکستگی آنکھوں میں چمک اور انداز میں اعتماد نمایاں تھا۔

”تشریف لائیے.....“ عمران نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے ایک طرف بیٹھے ہوئے کہا۔

”آؤ بیٹے.....“ پروفیسر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔

”عمران صاحب۔ یہ میرا بیٹا رشید ہے۔ جسے آپ نے چھانسی کے

کی ذہنی کیفیت درست نہ تھی۔ پھر محلے دار۔ رشتے دار اور نجانے کون کون مبارک باد دینے لگا رہا۔ اس لئے مجھے آپ کے پاس آنے کی فرصت نہ مل سکی۔ اب رشید بھی ذہنی طور پر نارمل ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں۔ تاکہ یہ بھی اس ہستی کو دیکھ لے جو آج بھی گھپ اندھیرے میں تبدیل کی حیثیت رکھتی ہے..... پروفیسر احسن رضانے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ آپ واقعی پروفیسر ہیں۔ لیکن محترم میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ رشید بے گناہ تھا اگر قتل واقعی اس نے کیا ہوتا تو پھر یہ سب کچھ نہ ہو سکتا۔ بے گناہی بذات خود اتنی بڑی طاقت ہے کہ اسے لاکھ جھوٹ کی زنجیروں میں باندھ دیا جائے۔ وہ بہر حال اپنے آپ کو آزاد کرا لیتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اس کا احسان تو میں زندگی بھر نہ اتار سکوں گا۔ لیکن میں آپ سے خصوصی طور پر ملنا چاہتا تھا۔ اباجی نے جب مجھے بتایا ہے کہ آپ نے کس طرح آئی ہستی اور دوسرے اعلیٰ حکام سے مل کر اصل معاملات کو بے نقاب کیا ہے۔ تو مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ اس معاملے میں بھی کچھ کر سکتے ہیں اور اگر آپ نہ بھی کچھ کر سکتے تو کم از کم میرے دل پر موج دو جو تو اتر جائے گا..... رشید نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ دروازہ کھٹنے کی آواز سنائی دی اور رشید اور پروفیسر دونوں بے

اختیار چونک پڑے۔

”میرا ساسھی سلیمان ہوگا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اشبات میں سر ملادینے۔

”سلیمان..... عمران نے شاپنگ بیگز سے لڑے پھندے سلیمان کو اس وقت آواز دی جب وہ دروازے کے سلسٹے سے گزر رہا تھا۔

”جی صاحب..... سلیمان نے رک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے پروفیسر احسن رضا کو دیکھ کر سلام کیا۔

”پروفیسر صاحب آئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی بہتر..... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

”ہاں تو رشید تم دل کا بوجھ ہلکا کر رہے تھے..... عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ رشید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ پروفیسر کی وجہ سے عمران سنجیدہ تھا۔

”عمران صاحب جیل میں میرے ساتھ ایک ڈرائیور نذیر خان بھی تھا وہ ایک قتل کے سلسلے میں پکڑا گیا تھا۔ اسے نجانے مجھ سے کیوں ہمدردی ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں ان کے گینگ میں شامل ہو جاؤں تو میری رہائی کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے اور مجھے بے شمار سہولتیں بھی مل سکتی ہیں۔ اس پر میں نے اسے کہا کہ میں تو قتل کے الزام میں بند ہوں اور اب میں نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے اب میری رہائی کا کیا سکوپ رہ گیا ہے۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ ان کے

گینگ کا سربراہ بڑا سرکاری افسر ہے۔ اس کا نام مراد خان ہے۔ اس کے ہاتھ اس قدر لمبے ہیں کہ وہ دس قتل کرنے والے کو بھی صرف ایک فون پر رہائی دلا سکتا ہے مجھے یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ کوئی سرکاری افسر بھی مجرم ہو سکتا ہے۔ میں نے نذیر سے مزید تفصیلات پوچھیں تو اس نے بتایا کہ یہ بہت بڑا گروہ ہے اور سرکاری گاڑیوں میں منشیات اسلحہ اور اس قسم کی چیزیں سگنل کرتا ہے اور سرکاری گاڑیوں کی وجہ سے کہیں بھی جینگ نہیں ہوتی اور اگر کوئی اتفاق سے پکڑا بھی جائے تو پھر اس کا باس مراد خان چند روز میں ہی اسے رہا کر دیتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے واقعی قتل کیا ہے اور سب کے سامنے روز روشن میں کیا ہے۔ لیکن اسے یقین ہے کہ وہ رہا ہو جائے گا۔ لیکن میں نے کسی مجرم گینگ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا اور پھر کچھ روز بعد واقعی نذیر کے خلاف کیس واپس لے لیا گیا اور نذیر رہا ہو کر چلا گیا۔ جب بعد میں میری رہائی کے احکامات آئے تو میں یہی سمجھا تھا کہ نذیر نے اپنے باس سے کہہ کر یہ انتقام کر دیا ہو گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں ایک طالب علم ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی اعلیٰ ترین سرکاری افسر بھی مجرم یا مجرم گینگ کا سربراہ ہو سکتا ہے اور اگر ہے تو پھر وہ کسی بھی وقت ملک کے مفادات کے خلاف غدار بھی کر سکتا ہے۔ مجھے کئی بار اس بات کا خیال آیا کہ میں اس سلسلے میں اعلیٰ حکام کو خط لکھوں لیکن پھر میں خاموش ہو گیا کہ میرے پاس کوئی ثبوت تو نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں پھر کسی پریشانی میں پھنسن جاؤں۔ جب

آپ کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ آپ کی اعلیٰ حکام تک رسائی بھی ہے اور آپ اچھے انسان بھی ہیں تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں آپ کو یہ بات ضرور بتاؤں گا..... رشید نے جواب دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس نے جانے کی پیا لیاں اور بسکٹ کی پلیٹیں درمیانی میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

”تمہارا جذبہ واقعی قابل قدر ہے رشید۔ لیکن اس اعلیٰ افسر کے بارے میں مزید کیا تفصیلات ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کیونکہ رشید نے جس جذبے سے یہ بات کی تھی۔ عمران اس سے واقعی متاثر ہوا تھا اور اسے یقیناً خوش بھی ہوئی تھی کہ ملک کا نوجوان ملک سے کسی حد تک محبت کرتا ہے حالانکہ خود اس کے ساتھ اتنا بڑا سانحہ گذرا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ملک کے ساتھ اس کی محبت کا جذبہ کمزور نہیں ہوا۔“

”یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ اس نذیر سے میں نے پوچھا بھی تھا۔ لیکن وہ بھی صرف اتنا جانتا تھا کہ مراد خان کوئی بہت بڑا سرکاری افسر ہے اور اس کے انڈر سرکاری گاڑیوں کا بہت بڑا بیڑہ ہے اور بس۔ ویسے وہ بھی کسی سرکاری ٹرک کا ڈرائیور تھا.....“ رشید نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم بھی کر لوں گا اور اس کے خلاف ثبوت بھی حاصل کر لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ ایسا آدمی لازماً کیفر کردار تک پہنچے گا.....“ عمران نے کہا تو رشید کا چہرہ جو شدمسرت سے دکھ اٹھا۔

جانے پہننے کے بعد پروفیسر اور رشید عمران سے اجازت لے کر واپس

سکراتے ہوئے کہا اور اس بار دوسری طرف سے ٹانگی بے اختیار
بہنس پڑا۔

”یہ تو سدھانے والے کا کمال ہے جناب کہ ٹانگی بھی بولنے پر مجبور
ہو جاتے ہیں“..... دوسری طرف سے ٹانگی نے خوب صورت سا
جواب دیا اور عمران بھی بہنس پڑا۔ حالانکہ عام طور پر عمران ٹانگی کے
ساتھ گفتگو کرتے وقت سنجیدہ رہتا تھا۔ لیکن مسلسل سنجیدہ رہنے کے
بعد اب یہ اتفاق تھا کہ ٹانگی کی کال آگئی تھی۔

”بس بڑا بول نہ بولنا۔ باقی جو چاہے بولتے رہو“..... عمران نے
سکراتے ہوئے کہا اور ٹانگی ایک بار پھر بہنس پڑا۔

”باس۔ اس پیشہ ور قاتل جیکب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں
نے بڑی مشکل سے اس کا ٹھکانہ معلوم کیا تھا۔ لیکن جب میں وہاں
پہنچا تو وہ اپنے فلیٹ میں مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں گولیاں ماری
گئی ہیں۔ اس کے چہرے پر موت کے وقت ایسی حیرت تھی جیسے اسے
یقین نہ آیا ہو کہ اسے قتل کرنے والا ایسا بھی کر سکتا ہے۔ اس سے
میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کا قاتل اس کا کوئی قریبی دوست ہو گا
اور یقیناً وہ بھی کوئی پیشہ ور قاتل ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ
ایسے ہی لوگوں سے قریبی دوستی رکھتے ہیں۔ اب میں اسے تلاش کر رہا
ہوں۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دوں“..... ٹانگی نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اتنی دور تک جانے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی

چلے گئے تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے گھڑی دیکھی
اسے اوراصل دو گھنٹے گزرنے کا انتظار تھا۔ تاکہ وہ کرسٹل کے بار۔
میں معلومات حاصل کر سکے۔ لیکن ابھی تو بہت تھوڑا وقت گزرا تھا اور
پھر تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا۔
”علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) از فیڈ
نمبر ٹو ہنڈرڈ ٹنگ روڈ پربان خویش بول رہا ہوں“..... عمران کی
زبان جو نجانے کب کی کھل چکی تھی۔ آخر کار رواں ہو گئی۔ وہ چونکہ
دل سے استادوں کا احترام کرتا تھا۔ اس لئے نجانے اس نے کتنی مشکل
سے اپنے آپ پر کنٹرول رکھا تھا۔ ورنہ پروفیسر احسن رضا کے ساتھ
گفتگو میں بے شمار ایسے مواقع آئے تھے کہ عمران کی زبان کھلائی تھی
مگر چونکہ پروفیسر احسن رضا استاد بھی تھا اور پھر اس سے عمران کی بے
تکلفی بھی نہ تھی۔ اس لئے عمران جبر کر کے رہ گیا تھا۔

”ٹانگی بول رہا ہوں۔ باس“..... دوسری طرف سے ٹانگی کی آواز
سنائی دی۔

”کیا طلسم ہو شرابا میں بھی فون لگ گئے ہیں“..... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”طلسم ہو شرابا۔ میں سمجھا نہیں باس“..... دوسری طرف سے
ٹانگی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہہہہا ہماری دنیا میں تو ٹانگی دھاڑا کرتے ہیں۔ یہ بولنے والے
ٹانگی تو یقیناً طلسم ہو شرابا میں ہی پائے جاسکتے ہیں۔“ عمران نے

فائدہ بھی نہ ہوگا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کہیں باس"..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جوار دیا۔

"ہاں۔ تجوز دو اس چکر کو۔ اب اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ایک اور کام کرو۔ ایسے سمگلروں کی ٹوہ لگاؤ۔ جو اسلحہ و غمہ نرکوں کے ذریعے سمگل کرانے کا دھندہ کرتے ہوں اور خاص طور: جن کے تعلقات گریٹ لینڈ کے اسلحہ سمگلروں سے ہوں۔ گریٹ لینڈ میں اسلحہ سمگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم ہے جس کا نام کرشل ہے۔ وہ اسلحے کی ایک بہت بڑی کھیپ پاکیشیا میں سمگل کر رہی ہے۔ جیلے یہ کھیپ سردار جلال کے ذریعے سہانی کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر شاید انہیں سردار جلال سے کوئی خطرہ لاحق ہو گیا تو انہوں نے سردار جلال کو قتل کروایا اور اب وہ یقیناً کسی اور پارٹی سے بات کریں گے۔ ہمیں اب اس پارٹی کا سراغ لگانا ہے"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بیس باس"..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر دو گھنٹے گزارنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رائف سے رابطہ قائم کیا۔

"رقم پہنچ گئی ہے رائف"..... عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی اسی لیے میں کہا جس میں اس نے جیلے بات کی تھی۔

"بالکل پہنچ گئی ہے جناب"..... دوسری طرف سے رائف نے

لاب دیا۔

"معلومات کا کیا ہوا"..... عمران نے پوچھا۔

"پرنس۔ آپ اپنی رقم واپس منگوا سکتے ہیں"..... دوسری طرف سے رائف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا تم معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو"۔
لان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میرا خیال تھا کہ میں تفصیلی معلومات حاصل کر لوں گا۔ تین ایسا نہیں ہو سکا۔ صرف چند معلومات حاصل ہوئی ہیں اور وہ اس قدر معمولی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ آپ کے کام نہیں آسکتیں۔ میرا مس خبر ایکری بیجا گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی کئی ماہ بعد ہوگی۔ مجھے ن کے اس طرح جانے کا علم نہ تھا۔ اس لئے میں نے آپ سے حامی بھر تجھی"..... رائف نے کہا۔

"تم نے جس طرح کھلے دل سے رقم کی واپسی کی بات کی ہے۔ اس سے میرے دل میں تمہاری عزت بڑھ گئی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم رقم کولو۔ پھر کسی وقت تم سے کام پڑ سکتا ہے اور جو معلومات تم نے اصل کی ہیں وہی بتا دو"..... عمران نے کھلے دل سے کہا۔ اسے اتنی اس خود غرض دور میں رائف کی اصول پسندی پسند آئی تھی۔

"پرنس۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ سپیشل سہانی کی ذمہ داری جیلے ڈارسن اور ولسن کے ذریعے ہو رہی تھی جو کہ پاکیشیا کے لئے بی بھی کام کرتے رہتے تھے۔ لیکن پھر یہ ذمہ داری ان سے واپس لے

بے اختیار ہنس دیا۔

”اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اتنا کہہ دینا کہ عمران نے تلاش کرانا چاہتا ہے۔ وہ خود ہی وجہ سمجھ جائے گی۔“..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو تصویر کو کہا جائے۔ وہ ہر قیمت پر ڈھونڈھ نکالے گا اسے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر اس نے نزا کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

”صفدر کو ایئر پورٹ بمجھو دینا۔ تاکہ اگر یہ نزا اپنے اصل نام سے ٹریٹ لینڈ سے آتی ہے تو وہاں سے اس کا کلیو آسانی سے مل سکتا ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سپیشل سہائی تو واقعی سپیشل حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔“ عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

کر لڑا کے سپرد کر دی گئی ہے۔ لڑا بھی پاکیشیا میں کام کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کا فیئڈ اسٹیٹ کی بجائے جو اہرات کی سہنگنگ رہی ہے۔ یہ اب یہ سپیشل سہائی لڑا کے ڈسے ڈالی گئی ہے۔ بس اتنا معلوم ہو ہے۔“ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس لڑا کے بارے میں تفصیلات۔“ عمران نے پوچھا۔
”نوجوان۔ اتھائی تیز طرار اور فعال لڑکی ہے۔“ رالف نے جواب دیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے اس کا حلیہ بھی بتا دیا۔
”لڑا اب کہاں ہے۔ اس سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ شاید پاکیشیا جا چکی ہے۔ کیونکہ میں نے معلوم کر لیا ہے، گریٹ لینڈ میں نہیں ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔
”او۔ کے شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا یا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کیا دیتے۔

”ایکسٹو۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ ایک نوجوان لڑکی کا حلیہ نوٹ کرو اور جو لیا سے کہہ کر پوری ٹیم کو اس کی تلاش پر لگا دو۔“..... عمران نے کہا۔

”جو لیا سے کیا کہوں کہ آپ کس لئے تلاش کرانا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی شرارت بھری آواز سنائی دی اور عمران

خوب صورت انداز میں سجائے گئے کمرے میں جھومنے والی کرسی پر ایک مضبوط بدن کا ادھیڑ عمر آدمی جس کی کتیشیوں کے بال سفید ہو رہے تھے۔ انتہائی قیمتی سیلینگ گاؤن پہننے منہ میں پائپ دبانے ایک غیر ملکی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی موٹھیں جھومٹی تھیں۔ لیکن اس کے کنارے اوپر کواٹھے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کے چھوٹے اور باوقار چہرے پر نامعلوم سی سختی کا تاثر دیکھنے والوں کو نظر آنے لگ جاتا تھا اور وہ اس سے خواہ مخواہ ہی مرعوب ہو جایا کرتے تھے اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پائپ کو منہ سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

”صاحب۔ ایک خاتون تشریف لائی ہیں ملاقات کے لئے۔“ آنے والے نے جو گھبرایو ملازم تھا۔ اندر داخل ہو کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”خاتون۔“ ادھیڑ عمر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”جی صاحب۔ غیر ملکی ہیں۔“ ملازم نے جواب دیا۔
 ”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔“ ادھیڑ عمر نے سر ملاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسالہ اور پائپ ایک طرف چھپائی پر رکھے اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آج چونکہ دفتر سے چھٹی کاروز تھا۔ اس لئے وہ اس وقت گھر پر ہی موجود تھا۔ غیر ملکی خاتون کا سن کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔ وہ ڈریسنگ روم میں گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر ایک قیمتی سوٹ تھا۔ اس نے میز پر رکھا ہوا پائپ اور اس کے ساتھ موجو پاؤچ اٹھایا اور اس کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا نام مراد خان ہے۔“ ادھیڑ عمر نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی صوفے پر بیٹھی ہوئی ایک خوب صورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”تو تم نے بھی نہیں پہچانا مجھے۔“ لڑکی نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو مراد خان بے اختیار چونک پڑا۔
 ”یہ آواز۔ اوہ کہیں تم لڑا تو نہیں ہو۔“ مراد خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ اب تم نے درست پہچانا ہے۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مراد خان کی آنکھوں میں ایک ملت چمک ابر آئی۔
 ”خیریت۔ اس طرح شکل تبدیل کرنے کا کوئی خاص مقصد ہے۔“

مرادخان نے مصافحہ کرنے کے بعد صوفے پر بیٹھنے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے۔ ورنہ مجھے استارتدو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" لڑانے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکم کرو لڑا۔ جہارے لئے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔" مراد
خان نے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"کہتے تو تم ہمیشہ یہی ہو۔ لیکن بغیر معاوضہ لئے تم نے کام کرنا
سیکھا ہی نہیں ہے۔" لڑانے مسکراتے ہوئے کہا اور مرادخان بے
اختیار ہنس پڑا۔

"کاروباری مسئلہ علیحدہ ہے۔ ورنہ جہارے لئے تو جان تک حاضر
ہے۔" مرادخان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بار میں جہارے لئے بہت بڑا کام لے کر آئی ہوں۔ جہارے
تصور سے بھی بڑا۔" لڑانے مسکراتے ہوئے کہا تو مرادجو تک پڑا۔

"اوہ۔ کیا کوہ نور، میرا اسمگل کرانا ہے۔" مرادخان نے چونک کر
کہا تو لڑا ایک بار پھر بڑے مترنم انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس سے بھی بڑا۔" لڑانے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی۔ کچھ بتاؤ تو سہی۔ کیا کام ہے۔" مرادخان نے
دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ فطری طور پر دولت اس کی کمزوری تھی
اور لڑا سے اس کے کافی عرصے سے کاروباری تعلقات تھے۔ لڑا
جو اہرات کی سملگنگ کا دھندہ کرتی تھی اور مرادخان اس سملگنگ میں
اس کی مدد کرتا تھا اور لڑا اسے اس کا بھاری معاوضہ ادا کرتی تھی۔ یہی

وجہ تھی کہ جب لڑانے بڑے کام کا نام لیا تو مرادخان نے کوہ نور
میرے کی بات کی تھی۔

"سنو مرادخان۔ تم نے اب تک کسی کام کا زیادہ سے زیادہ کتنا
معاوضہ لیا ہے۔" لڑانے اچانک سخیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ خیریت۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔" مرادخان نے
حیران ہو کر کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی۔" لڑانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کام کی نوعیت پر منحصر ہے۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ ایک
کر ڈیٹک تو معاوضہ میں لے چکا ہوں۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو۔"

مرادخان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ جو کام میں جہارے لئے لے کر آئی ہوں۔ اس کا معاوضہ
پانچ کروڑ روپے ہے۔" لڑانے کہا تو مرادخان بے اختیار ایک
تھکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ پانچ کروڑ روپے معاوضہ۔ کیا مطلب
یہ ہے۔" اسٹا معاوضہ۔" مرادخان کی حالت واقعی غیر ہو رہی تھی۔

"اطمینان سے بیٹھو۔ اسٹا بڑا معاوضہ جو لوگ دیتے ہیں وہ کام بھی
اسٹا ہی بڑا لیتے ہیں۔ لیکن جہارے لئے یہ مشکل کام نہیں ہے۔ تم تو
مفت میں پانچ کروڑ روپے کما لو گے۔" لڑانے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"اوہ۔ واقعی تم نے مجھے اس بار حیران کر دیا ہے۔ بتاؤ جلدی کیا

کام ہے۔"..... مرادخان نے بے چین لہجے میں کہا۔

"کیا ہمہاں محفوظ ہیں۔"..... لڑانے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔ بالکل بے فکر ہو کر بات کرو۔ یہاں میری اجازت کے بغیر
 کوئی نہیں آئے گا۔"..... مرادخان نے کہا تو لڑانے اثبات میں سر ہلا
 دیا۔

"مرادخان۔ اسلحے کی ایک بڑی کھیپ ساحل سمندر سے پاکیشیا کے
 شمالی مغربی سرحدی قصبے تک پہنچانی ہے۔ عام ٹرکوں کے لحاظ سے یہ
 کھیپ ایک سو ٹرکوں کی ہے۔ جب کہ جہارے ادارے کے ٹرکوں
 کے لحاظ سے پچاس ساٹھ ٹرک کافی رہیں گے اور اتنے سے معمولی کام کا
 معاونہ پانچ کر دو روپے ہے جب کہ جہاں اسلحے کی سہولت کرنے والی
 بے شمار پارٹیاں ہیں جو یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک کر دو میں کر سکتی
 ہیں۔ لیکن میں نے صرف جہارے لئے یہ کام لیا ہے۔ بولو کیا خیال
 ہے۔"..... لڑانے کہا۔

"پچاس ساٹھ ٹرک۔ یہ تو کافی بڑی کھیپ ہے۔ کس کا مال ہے اور
 کہاں جانا ہے۔"..... مرادخان نے ہونٹ ہجرتے ہوئے کہا۔

"جہیں ہزار بار میں نے گھنایا ہے کہ ایسے دھندوں میں انکو ازری
 نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ جہیں آم کھانے سے مطلب ہونا چاہئے
 اور بس۔ ویسے یہ اسلحہ پاکیشیا میں نہیں رہنا۔ صرف یہاں سے کہ اس
 ہونا ہے اور بس۔"..... لڑانے جواب دیا۔

"ادھ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں اس لئے پریشان ہو رہا تھا کہ یہ بہت

بڑی کھیپ ہے۔ منزل پر پہنچنے کے بعد کسی بھی وقت چلائی گئی تو میں
 سلسلے آسکتا ہوں۔"..... مرادخان نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے
 ہوئے کہا۔

"بالکل بے فکر ہو۔ بس اسٹا ہونا چاہئے کہ یہ سارا کام انتہائی خفیہ
 طور پر ہونا چاہئے۔ کسی کو اس کی کانوں کان بھی خبر نہ ہو۔"..... لڑا
 نے کہا۔

"ہو جائے گا۔ تم بے فکر ہو اور رقم کی بات کر دو۔"..... مرادخان
 نے کہا۔

"اصول کے مطابق آدمی رقم پیشگی اور آدمی کام کے بعد۔ جہارا
 خفیہ اکاؤنٹ مجھے معلوم ہے اور مجھے یقین تھا کہ تم اس کام پر خوشی
 سے رضامند ہو جاؤ گے۔ اس لئے میں نے ڈھائی کر دو روپے جہارے
 اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیئے ہیں۔ تم فون کر کے تصدیق کر سکتے ہو
 اور باقی آدھے کا گارنڈ چیک۔ لیکن یہ اس وقت کیش ہو گا جب میں
 کام ہونے کی تصدیق کر دوں گی۔ لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا ہے۔ زیادہ
 سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں۔"..... لڑانے کہا۔

"ٹرکوں کو پاکیشیا کر اس کرنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں۔ تم
 گھنٹوں کی بات کر رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"..... مرادخان نے لڑا
 کے ہاتھ سے چیک لیتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر اس سفر کا آغاز ہو جانا
 چاہئے۔"..... لڑانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ یقیناً۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ کہاں سے مال لینا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“..... مرادخان نے چیک تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور لڑانے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خود وہاں ساحل پر جانا ہوگا۔“ مرادخان نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ میرے وہاں گئے بغیر کام نہیں ہو سکتا اور اس بار تم بھی میرے ساتھ چلو۔ کیونکہ یہ بہت بڑا کام ہے اور میں نہیں چاہتی کہ کسی قسم کی الجھن پیش آئے۔ میں اہتہائی بے وارغ طریقے سے کام کرنا چاہتی ہوں۔“..... لڑانے کہا۔

”نہیں۔ میں ڈرائیورز کے سامنے کبھی نہیں آیا۔ وہ لوگ صرف میرا نام جانتے ہیں اور بس۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ میرا نمبر تو سجاد بچ سے بھی زیادہ بااعتماد آدمی ہے۔ ویسے بھی میرا تو صرف حکم چلتا ہے۔ سارا کام تو سجاد ہی کرتا ہے۔“..... مرادخان نے کہا۔

”او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ جو بھی کرے۔ کام درست طور پر ہونا چاہئے اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے ٹرک کب وہاں پہنچیں گے۔ تاکہ میں اس لحاظ سے ساری کارروائی مکمل کر سکوں۔“..... لڑانے کہا۔

”ایک منٹ۔ میں معلوم کر لوں کہ اس وقت ٹرکوں کی کیا پوزیشن ہے۔“..... مرادخان نے کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے فون کا ریسورٹ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”گرین وڈ کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مرادخان بول رہا ہوں۔ سجاد سے بات کر دو۔“ مرادخان نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سجاد بول رہا ہوں باس..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”سجاد۔ مجھے فوری طور پر ساحل سمندر پر جو گوٹھ کے قریب ساتھ ٹرک چاہئیں۔ ہم نے وہاں سے اسٹھان ساتھ ٹرکوں میں لا کر شمال مغربی سرحد پر ایک پہاڑی قصبہ شہر آباد پہنچانا ہے۔ کام اہتہائی محفوظ انداز میں ہونا چاہئے۔ ڈرائیور سب گریڈ دن ہونے چاہئیں۔ بولو۔ کیا پوزیشن ہے۔“..... مرادخان نے کہا۔

”ہو جائے گا باس۔ آج کل ساحل سمندر سے گندم لوڈ کی جا رہی ہے اور یہ گندم بھی شمال مغربی سرحد تک پہنچائی جا رہی ہے۔ گذشتہ دو ماہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اس لئے تمام ٹرک اسی روٹ پر ہی کام کر رہے ہیں۔ ساتھ ٹرک ایک پھیرے میں اپنے کام کے لئے بھی لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔“ ٹرک وہیں ساحل سمندر پر ہی موجود ہیں۔“ سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ۔ پھر تو یہ کام اہتہائی آسانی سے ہو جائے گا۔ کسی خصوصی انتظامات کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔“..... مرادخان نے اہتہائی مسرت ہجرے لہجے میں کہا۔

Karwan-e-De
کرکری

”اس سیشن سلائی کا معاملہ روز بروز دلچسپ ہی جا رہا ہے۔“ بلیک زرو نے آپریشن روم میں بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ حالانکہ یہ اتنی بڑی کھیپ ہے کہ اسے آسانی سے چیک ہو جانا چاہئے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ لڑکا بھی ابھی تک کہیں نظر نہیں آئی۔ نہ ہی ایئر بورڈ پر اس کا سراغ مل سکا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اپنے ممبرز کو بڑی بڑی چیک پوسٹس پر تعینات کر دینا چاہئے۔ آخر یہ سیشن سلائی اتنی چیک پوسٹس سے ہی گزرے گی۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”جو لوگ اس قدر مستظم انداز میں کام کرتے ہیں وہ اتنی آسانی سے چیک بھی نہیں ہو سکتے اور ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے ایسے انتظامات کئے ہوں کہ ہم وہاں چیکنگ پوسٹس پر ہی پہرہ دیتے رہ جائیں اور مال اپنے ٹھکانے پر پہنچ بھی جائے۔ اس کے لئے کوئی ٹھوس

”میں باہمی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سجاد نے جواب دیا۔

”سجاد۔ اس چکر کا معاوضہ ہمارے لئے بھی اور ٹرک ڈرائیورز کے لئے بھی دگنا ہو گا اور تم نے اس بار خود سارے ریسٹے نگرانی کرنی ہے۔ سب کام بالکل او۔ کے ہونا چاہئے۔“ مراد خان نے کہا۔

”اوہ۔ شکر یہ باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ سیشن سلائی بالکل محفوظ طریقے سے ہو جائے گی۔“ سجاد نے کہا۔

”او۔ کے میں لڑکا جو ہمارے پاس بھیج رہا ہوں۔ باقی تفصیلات تم خود اس سے مل کر لینا۔ یہ کام لڑا لے کر آئی ہے۔ تم نے اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہو گا کسی قسم کا شکایت نہ ہو۔“ مراد خان نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ سادام لڑکا کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو گی۔“ سجاد نے جواب دیا اور مراد خان نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے تمام کام اس کے حسبِ مشا ہو گیا ہو۔

بات کا علم ہونا چاہئے"..... عمران نے کہا اور پھر اچانک وہ کسی خیال سے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ اوہ وری بیڑ۔ میرے ذہن سے ہی یہ بات نکل گئی تھی"۔ بات کرتے کرتے عمران نے بے اختیار چونک کر کہا۔

"کیا ہوا"..... بلیک زرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"..... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"پی۔ اے۔ نو سیکرٹری خارج ج۔"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"کمال ہے۔ استعا عرصہ ہو گیا۔ تمہیں ملازمت کرتے ہوئے ابھی تک ٹوٹی ہوئی ہو۔ اگر جمہاری ترقی کی یہی رفتار رہی تو دن تک پہنچنے پہنچنے تو تم دادا جان بن چکے ہو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔ نو اور ون کا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"..... پی اے نے عمران کی آواز پہچانتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب بھی فون کرو۔۔۔ یہی جواب دیتے ہو۔ پی۔ اے۔ نو"۔ کان ہی ترس گئے یہ سننے کے لئے پی۔ اے۔ ون"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے پی۔ اے بے اختیار اٹھ کھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو پی۔ اے۔ ون بنانا ناممکن ہے"..... پی۔ اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو جن کے تم فار ایور ٹو بنے ہوئے ہو ان سے ہی بات کر دو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی باوقار داز سنائی دی۔

"السلام علیکم درحمتہ اللہ وبرکاتہ میں علی عمران ولد عبدالرحمن عرض کر رہا ہوں"..... عمران نے اہتمامی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام درحمتہ اللہ وبرکاتہ خیریت ہے۔ آج یہ اس انداز کا سلام اور اس انداز کا تعارف"..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"در اصل آج کے سب لوگ بے حد کنجوس ہو گئے ہیں۔ دعا دینے میں بھی بھل کر رہتے ہیں۔ درجہ پہلے دور کے بزرگوں سے بات کی جائے

تو بات ہی دعا سے شروع کرتے تھے۔ مثلاً کسی بزرگ سے بات کی جائے بانے تو جواب میں فرماتے تھے صیبتے رہو۔ بھلو بھلو۔ اللہ ہر کام میں برکت دے۔ جہاں پیر وہاں خیر۔ مگر اب بات کی جائے تو بڑا دکھا سا

جواب ملتا ہے" سلطان بول رہا ہوں" اس لئے میں نے سوچا کہ کمرشل

اور بے پہلے خود بزرگوں کی سلامتی۔ ان کے لئے رحمت اور برکت کی دعا مانگی جائے۔ پھر شاید جواب میں وہ بھی مجبوراً دعا دے دیں۔

عمران کی زبان رواں ہو گئی اور سر سلطان کافی دیر تک ہنستے رہے۔

"ذہانت میں واقعی ہمارا کوئی جواب نہیں۔ ہر بار ایسی بات نکال لاتے ہو کہ آدمی شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ شاہ اس دور کے بزرگوں کو نوجوانوں سے زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کی خوبصورت بات بے اختیار ہنس دیا۔

"یعنی آپ چاہتے ہیں کہ اب نوجوان بزرگوں کو دعائیں دیں کہ اللہ آپ کی مستقل کھانسی کو دور کرے۔ بھلی ہوئی کر کو سیدھا کر دے۔ نقلی تیسپی کو اصلی بنادے اور آنکھوں پر موجود آتش شیشوں کی عینک کو کھڑا کر دے۔ رعبہ والے جسم کو سکون عطا کرے وغیرہ وغیرہ"..... عمران بھلا کب بچھے رہنے والا تھا اور سر سلطان اپنی عادت کے خلاف اونچی آواز میں قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"واقعی بزرگوں کو تو یہی دعائیں ہی دی جاسکتی ہیں۔ لیکن کیا تم نے صرف انہی دعاؤں کے لئے ہی فون کیا تھا یا کوئی اور بات بھی تھی سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کام۔ ارے ہاں۔ کام بھی تھا۔ کمال ہے۔ نجانے آپ کو فون کرنے تک تو کام یاد ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی آپ کی آواز کان تک پہنچتی ہے۔ ہوش دھواس کے ساتھ کام بھی دوسرے کان سے نکل کر فرار ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اب یاد آگیا ہے۔ مجبوری ہے۔ جلدی یاد کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ آپ نے پھر اپنی مصروفیت کی بات شروع کر دینی ہے اور مصروفیت چونکہ مؤنث ہے۔ اس لئے بزرگوں کی حد تک یہ سب سے

چسپ موضوع ہے"..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ "یا اللہ۔ کس بولنے والی مشین سے واسطہ پڑ گیا ہے کہ بریک نام کی کوئی چیز بھی نہیں ہے اس میں"..... دوسری طرف سے سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ "بریک فیول اگر ختم ہو جائے تو"..... عمران کی زبان دوبارہ اس ہونے لگی۔

ہیں۔ بس۔ سوری۔ مجھے ابھی تنخواہ ملنے میں بہت دن ہیں۔ اس لئے ایک فیول کا انتظار نہیں ہو سکتا"..... سر سلطان نے اس کی بات بیان میں ہی کٹتے ہوئے کہا۔

"کیا آئی آپ کو اتنے پیسے بھی نہیں دیتیں۔ جب خرچ کے طور پر کہ پ بریک فیول کی ایک بوتل ہی خرید سکیں۔ یا پھر ساری تنخواہ آئی زبان کی بریکیں ٹائٹ کروانے میں ہی خرچ ہو جاتی ہے۔" عمران حیرت بھرے لہجے میں کہا اور سر سلطان ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنسے۔

"خدا تم سے کچھ۔ تم بہر حال اب جلدی سے بتا دو کہ کیوں کال تھی میں اتنی دیر فارغ نہیں رہ سکتا"..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے

ایک سرکاری افسر ہیں نام ہے مراد۔ ان کے تحت سرکاری سپورٹ وغیرہ ہے۔ اس کے متعلق تفصیلات چاہئیں تمہیں۔ لیکن یہ ہے کہ اس تک اس انکو ابری کی بھنگ نہ پہنچے"..... اچانک

عمران نے سخیدہ لہجے میں کہا۔
 "سرکاری ٹرانسپورٹ۔ کیا مطلب۔ ہر محکمے میں ایسا افسر ہوتا ہے جس کے تحت اس محکمے کی ٹرانسپورٹ ہوتی ہے"..... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "تھکمانہ ٹرانسپورٹ کی بات نہیں کر رہا۔ ایسی ٹرانسپورٹ جس میں ٹرک شامل ہوں۔"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو سیکرٹری ٹرانسپورٹ سے بات کرنی ہوگی"..... سر سلطان نے کہا۔

"جس سے بھی کریں۔ لیکن مجھے جلد از جلد اس کے بارے میں معلومات چاہئیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"کس قسم کی معلومات"..... سر سلطان نے کہا۔
 "صرف اتنی معلومات کہ اس کا آفس کہاں ہے۔ پورا عہدہ کیا ہے اور وہ کب سے اس عہدے پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ عمران نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں"..... سر سلطان نے جواب دیا۔

"میں دانش منزل میں ہوں"..... عمران نے کہا اور پھر خدا کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اچانک آپ کو سرکاری ٹرانسپورٹ کا کیسے خیال آ گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے پروفیسر احسن رضا اور اس کے بیٹے رشپ

کی اچانک آمد اور رشید کی بتائی ہوئی بات بتادی۔

"اوہ۔ تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ اسٹے کی سپلائی کہیں اس مراد کے ذریعے نہ کی جا رہی ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ سرکاری ٹرانسپورٹ میں بے حد ضابطے ہوتے ہیں۔ بے شمار اندراجات بھی ہوتے ہیں اور باقاعدہ چیننگ بھی۔ پھر یہ مال کوئی ایک آدھ ڈبہ تو نہیں ہے کہ کسی بھی ٹرک میں رکھ کر وہ لے جائیں گے۔ یہ تو بقول آپ کے سببشل سپلائی ہے۔ سو ٹرکوں کا لوڈ ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں۔ وہ ایسے تمام ضابطوں کا بھی بندوبست کر لیتے ہیں۔ اندراجات بھی ہوتے رہتے ہیں اور کام بھی چلتا رہتا ہے۔ بہر حال یہ آئیڈیا ہے۔ اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے

"ان تیروں پر ہی گزارہ کرنا پڑے گا"..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر اس سے جھپٹے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔

اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں"..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"لیس"..... عمران نے کہا۔

"سر۔ خاور نے اطلاع دی ہے کہ ایک غیر ملکی لڑکی لڑا ایک روز

قبل گرین وڈ کلب کے مالک سجادوں سے ملنے آئی تھی۔ اسے یہ بات اتفاقاً ایک ویڑے سے معلوم ہوئی ہے۔ اس نے ویڑے کو جب لڑا کا نام اور حلیہ بتایا تو اس نے بتایا کہ اس لڑکی کا حلیہ تو قطعی مختلف تھا۔ لیکن اس کا نام لڑا تھا..... جو یانے کہا۔

”مگر لڑا تو عام سا نام ہے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
 ”ییس سر۔ میں نے بھی خادو سے یہی بات کی تھی۔ لیکن خادو نے بتایا ہے کہ یہ لڑکی لڑا جب کلب کے مالک سے ملی تو ان کے درمیان کسی سپیشل سہلائی کی بات ہو رہی تھی..... جو یانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے ایکسٹنڈ کے مخصوص سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید جوش کے تاثرات ابھرانے تھے اور سانسے کرسی پر بیٹھے ہوئے بلیک زرو کی حالت بھی عمران سے مختلف نہ تھی۔ کیونکہ سپیشل سہلائی کے الفاظ نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ خادو اصل لڑا تک پہنچ چکا ہے۔

”اس ویڑے نے اس لڑکی کو مالک کے دفتر پہنچایا اور پھر مالک کے کہنے پر وہ لڑا کے لئے شراب لے کر دوبارہ اس کے دفتر میں گیا تو اس کے کانوں میں سپیشل سہلائی کے الفاظ پڑے تھے..... جو یانے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خادو اب کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔
 ”وہ اسی کلب کے قریب موجود ہے۔ تاکہ اسے مزید ہدایات دی جا سکیں..... جو یانے جواب دیا۔
 ”کلب کا مالک سجادوں کلب میں موجود ہے یا نہیں..... عمران نے پوچھا۔

”نور۔ وہ اس وقت اس لڑکی لڑا کے ساتھ کلب سے گیا ہے اور پھر واپس نہیں لوٹا اور نہ ہی یہاں کسی کو علم ہے کہ وہ کہاں گیا ہے..... جو یانے جواب دیا۔

”خادو کو کہو کہ وہ وہیں رکے۔ میں عمران کو ٹریس کر کے اس کے پاس بھجواتا ہوں..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سہلائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔“
 عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”سر سلطان کا فون آنے تو تم انڈر کر لینا۔ میں اس سجادوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں۔“ عمران نے بلیک زرو سے کہا اور بڑی تیزی سے قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے گرین وڈ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کلب کے سانسے پہنچ گیا۔ اس نے کلب کے مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر کار روکی اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے خادو تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"سنا ہے۔ لڑکیوں کو نکلاش کرنے میں ماہر ہوتے جا رہے ہو۔ کوئی ہمارے لئے بھی نکلاش کر دو۔ دعائیں دیں گے....." عمران نے خاور کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار مسکرا دیا۔

"مس جو لیا سے پوچھنا پڑے گا۔ وہ ہماری پاس ہیں۔ نکلاش ایک تو کیا دس کر سکتا ہوں....." خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تو ہمیں نکلاش کرنا پڑ جائے گا....." عمران نے کہا اور خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"وہ ویز صاحب کہاں ہیں۔ جنہوں نے ہمیں اس قدر قیمتی معلومات مہیا کر دیں۔ میں بڑے اطمینان سے فلیٹ میں بستر پر پڑا سو رہا تھا کہ تمہارے چیف کا نادر شاہی حکم پہنچ گیا اور مجھے دوڑنا پڑا۔" عمران نے جان بوجھ کر کہا۔ تاکہ خاور سمجھ لے کہ چیف نے اسے اتنی جلدی کیسے ٹریس کر لیا۔

"میں بلاتا ہوں اسے۔" خاور نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کپڑاؤں گینٹ کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ادھیڑ عمر ویز کو ساتھ لے واپس آ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ..... اس ادھیڑ عمر ویز نے قریب آکر حیرت سے مگر انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو....." عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ ہمارے عمن ہیں جناب۔ آپ کو تو شاید یاد ہی نہ ہو۔ لیکن آپ کی وجہ سے میرے بیٹے کو بغیر سفارش کے نوکری مل گئی تھی اور

اب وہ سکھ کی زندگی گزار رہا ہے....." ویز نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ظاہر ہے۔ اس نے محنت کی ہوگی۔ اس لئے اسے نوکری بھی مل گئی ہوگی۔ اس میں میرا کیا احسان ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ اس نے شاندار نمبر لے لئے۔ لیکن انٹرویو میں اسے اس لئے مسترد کر دیا گیا کہ اس کے پاس سفارش نہ تھی جب کہ اس سے کہیں کم نمبر رکھنے والے ایک بااثر آدمی کے بیٹے کو منتخب کر لیا تھا۔ مجھے آج بھی یاد ہے۔ میں اس وقت ایک ہوٹل میں کام کرتا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے ہمت جمع کر کے آپ سے بات کی تھی۔ کیونکہ آپ سرٹنڈنٹ فیاض صاحب کے ساتھ آئے تھے اور وہیں مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں اور نوکری بھی ان کے محلے کی تھی اور پھر میرا بیٹا ملازم ہو گیا۔ ہم تو دن رات اٹھتے بیٹھتے آپ کو دعائیں دیتے رہتے ہیں۔ جناب میری بیوی تو اب تک ہر نماز کے بعد آپ کے لئے دعا مانگتی نہیں بھولی۔ کیونکہ اس لڑکے کے نوکر ہونے کے بعد ہی ہم اس کا قابل ہونے لگے تھے کہ اس کی طویل بیماری کا علاج کرا سکیں ورنہ وہ تو نجانے کب کی سسک سسک کر مر چکی ہوتی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ آپ کے ساتھی ہیں۔ میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ میں نے ان سے رقم لے لی....." ادھیڑ عمر ویز نے گھو گھیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یونیفارم کے بٹن

اچھا اب اس غیر ملکی لڑکی لڑا کے بارے میں مزید کوئی بات جو
 ہمیں پہلے یاد نہ رہی ہو۔" عمران نے کہا۔
 "نہیں صاحب۔ میں نے ان صاحب کو سب کچھ پہلے ہی بتا دیا ہے۔"
 رفیق نے جواب دیا۔
 "لڑا ٹیکسی پر آئی تھی۔ یا کسی برائے سٹ کار میں۔" عمران نے
 پوچھا۔

"اوہ ہاں جناب۔ یہ تو واقعی بتانا بھول گیا تھا۔ وہ سرکاری کار میں
 آئی تھی۔ کار میرے سامنے آکر رکی اور وہ صاحب اتر کر اندر آئیں اور
 انہوں نے مجھ سے ہی سجاد صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں ہی
 انہیں سجاد صاحب کے دفتر ساتھ جا کر چھوڑ آیا تھا۔" رفیق نے
 جواب دیا اور عمران سرکاری کار کا سن کر بے اختیار چونک پڑا۔
 "سرکاری کار۔ کیا مطلب۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں
 پوچھا۔

"جناب۔ اس کار پر سرخ رنگ کی نمبر پلیٹ تھی اور اس رنگ کی
 نمبر پلیٹ سرکاری کار کی ہوتی ہے۔" رفیق نے جواب دیا۔
 "نمبر۔ یا اس ٹھکے کا نام۔" عمران نے پوچھا۔
 "نہیں جناب۔ میں نے اس خیال سے تو دیکھا ہی نہ تھا کہ نمبر یا
 رکھنے ہیں۔ بس اتنا یاد ہے کہ نمبر پلیٹ کا رنگ سرخ تھا۔" رفیق
 نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے۔ لیکن ہم نے ہر قیمت پر سجاد کو تلاش کرنا ہے۔"

کھولنے شروع کر دیئے۔ شاید وہ اندرونی جیب سے وہ رقم نکالنا چاہتا تھا
 جو اس نے خاور سے لے کر اندرونی جیب میں رکھی ہوئی تھی۔
 "ارے ارے۔ رہنے دو۔ یہ میں نے اپنی خوشی سے دی تھی۔".....
 خاور نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روکنے ہوئے کہا۔
 "جہاں نام کیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔
 "رفیق۔"..... ویرنے جواب دیا۔

"تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو۔" عمران نے پوچھا۔
 "ابھی دو ماہ پہلے یہاں آیا ہوں سہاں اصل میں ہیڈ ویش کی جگہ خالی
 تھی اور پھر میرا گھر بھی یہاں سے قریب ہے۔ اس لئے میں نے یہاں
 سروس کر لی ہے۔"..... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "سجاد صاحب کہاں گئے ہیں۔ کچھ پتہ چل سکتا ہے۔" عمران نے
 کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ یہاں کسی سے بھی کوئی رابطہ نہیں رکھتے۔
 صرف اپنے دفتر آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔"..... رفیق نے جواب
 دیا۔
 "ان کی رہائش گاہ۔"..... عمران نے پوچھا۔
 "جی۔ اسی کلب میں ہی ان کی رہائش گاہ ہے۔ اکیلے آدمی ہیں۔ غیر
 شادی شدہ۔"..... رفیق نے جواب دیا۔

"ان کا حلیہ۔"..... عمران نے پوچھا تو رفیق نے
 تفصیل سے حلیہ اور قد و قامت کے بارے میں بتا دیا۔

کوئی ایسی جگہ - کوئی ایسا آدمی - کوئی ایسی ٹپ جس سے اس کا پتہ چلایا جاسکے..... عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ج - جناب - اگر آپ کسی کو نہ بتائیں تو - م - م - م - رفیق نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو اور سنیوہ ملک کے مفاد کا کام ہے - تم کوئی گناہ نہیں کر رہے - مجھے - ملک کی خدمت کر رہے ہو اور جہارا نام کبھی سلسلے نہیں آئے گا - یہ میرا وعدہ ہے..... عمران نے اس کی ہنگامٹ کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ جو گوٹھ کا نام لے رہے تھے - جب میں انہیں شراب دینے گیا تھا - جب میں واپس جا رہا تھا تو اس لڑکی نے کہا تھا کہ سپیشل سہلانی کا آغاز جو گوٹھ سے ہونا ہے اور جناب یہ بات میں جانتا ہوں کہ جو گوٹھ ساحل سمندر پر پھیروں کا چھوٹا سا گاؤں ہے - میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں - میرا باپ ماہی گیر تھا - مگر میں نے وہاں ساحل پر ہوٹل میں ڈیڑی شروع کر دی تھی اور پھر ساری عمر اس کام میں گزر گئی سہاں دار الحکومت میں ہمارے وہاں کے ملک صاحب نے ہوٹل ٹھیکے پر لیا تو وہ ہمیں بھی ساتھ لے آیا تھا اور جب سے ہم یہاں مستقل طور پر شفٹ ہو گئے..... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کہ یہ جو گوٹھ کس طرف ہے..... عمران نے کہا - تو رفیق نے جو گوٹھ کا محل وقوع تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔

- بس ٹھیک ہے - شکریہ اور سنیوہ میری طرف سے تحفہ ہے -

عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر زبردستی رفیق کی جیب میں ٹھونس دئے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے خاور سمیت اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"اب یہاں تو ان کی تلاش ہے کار ہے - میں جیب کو رپورٹ دے دیتا ہوں - پھر وہ جیسے مناسب سمجھے - تم بھی اب اپنے فلیٹ جا سکتے ہو..... عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے خاور سے کہا اور خاور سر ملاتا ہوا اسی طرف بڑھ گیا جس طرف سے وہ آیا تھا - شاید اس کی کار اس طرف موجود تھی -

"سرکاری کار - اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس سارے کھیل میں مراد کا ہاتھ شامل ہے..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس دانش منزل پہنچ گیا۔

"سر سلطان کی کال آئی ہے..... عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"نہیں - ابھی تو نہیں آئی - اس سجاد کا کچھ پتہ چلا..... بلیک زرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ اس لڑکی لڑا کے ساتھ ساحل سمندر پر واقع پھیروں کے ایک پرانے گاؤں جو گوٹھ گیا ہے - سپیشل سہلانی کے لئے - اس ویڑنے اس کے بارے میں سنا تھا - لیکن اہم بات جو معلوم ہوئی ہے کہ لڑاکب میں کسی سرکاری گاڑی میں آئی تھی اور ہمیں سے میرا خیال درست ثابت ہو رہا ہے کہ یہ سپیشل سہلانی

اس مراد کے سرکاری ٹرکوں کے ذریعے کی جا رہی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”واقعی یہ محفوظ ترین طریقہ ہے۔“..... بلیک زرو نے اجابت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے مجھے دوبارہ سر سلطان سے بات کرنی ہوگی۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کسی کے ذمے لگا دیا ہو اور خود اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے ہوں۔“ عمران نے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹنڈو..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔
”سلطان بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ ماشاء اللہ آپ کی عمر تو طویل ہے۔“..... عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

”یعنی وہی دعا دے رہے ہو..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔
”نہیں۔ ابھی آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ میں آپ کو فون کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا رہا تھا کہ آپ کی کال آگئی اور ایسی صورت میں دو قول اکثر دہرائے جاتے ہیں۔ ایک تو یہی کہ جس کا ذکر کیا جائے اور وہ آ جائے تو اس کی عمر طویل ہوتی ہے اور دوسرا قول ادب بزرگان کے خلاف ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ پہلے قول پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔“

عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”یہ تو جہاری مہربانی ہے۔ لیکن دوسرا قول کیا ہے۔ کم از کم بتا دو..... سر سلطان نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

”مگر آپ ناراض ہو گئے تو پھر تجھے تو ایسا کوئی قول نہیں آتا۔ جسے سنا کر آپ کو متاسکوں..... عمران نے کہا۔

”وعدہ رہا ناراض نہیں ہوں گا۔ تم بتاؤ تو یہی..... سر سلطان نے بچوں کی طرح اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”قول یہ ہے کہ جب بھی شیطان کو یاد کرو شیطان پہنچ جاتا ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”یہ قول تو جہارے لئے بنایا گیا ہوگا..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کی بات پر ہنس پڑا۔

”بس اس بات کا خیال رکھیے کہ شیطان کی عمر سب سے طویل ہے اس لئے قول بہر حال دونوں ہی ایک ہیں..... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”یعنی تم نے پہلے قول کے پروے میں دوسرا ہی سنایا تھا..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید اس وقت موڈ میں تھے۔

”اب کیا کیا جائے۔ ہمارے ادب و اخلاق کے ضابطوں میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ بزرگوں کے لئے الفاظ بھی علیحدہ منتخب کئے گئے ہیں..... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بدستور ہنستے رہے۔

ہنستے رہے۔

بات ہوگی۔ ورنہ اس کا حشر بھی سردار جلال جیسا ہو سکتا ہے اور ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ہاتھ خیر مارتے رہ جائیں گے۔ مجھے وہیں جو گوطہ جانا پڑے گا..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا نسیم کو ساتھ لے جائیں گے..... بلیک زیرو نے پوچھا۔"

"نہیں۔ یہ سیکرٹ سروس کا کسب نہیں ہے۔ اس لئے نائیگی۔"

جوزف اور جوانا سے کام لوں گا..... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اچھا سنو۔ میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ ٹرکوں والے محکمہ کو ایئر جنسی ٹرانسپورٹ ڈویژن کہا جاتا ہے اور اس کا ڈائریکٹر جنرل دل مراد خان نام کا افسر ہے۔ نیک نام افسر ہے۔ محکمے میں اس کی رپورٹ اچھی ہے۔ اس کا دفتر ڈیٹھان روڈ پر ہے اور اس کی رہائش گاہ آفسیر کالونی کی کو بھی نمبر ایک سو ایک بی بلاک ہے۔ اس کے علاوہ مراد نام کا اور کوئی افسر نہیں ہے..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"دل مراد خان۔ او۔ کے ٹھیک ہے۔ میں اس سے مل لوں گا۔"

عمران نے کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان نے خدا حافظ کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

"دل مراد خان۔ لیکن اگر وہ براہ راست ملوث ہے تو پھر ایک کلب کے مالک سجاد دل اس میں کیا رول ہو سکتا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ وہ یہ دھندہ پرائیویٹ طور پر کرتا ہو..... بلیک زیرو نے کہا۔"

"لیکن پرائیویٹ ٹرانسپورٹ اور سرکاری ٹرانسپورٹ میں تو فرق ہوتا ہے اور سرکاری ٹرانسپورٹ کو تو سرکاری آدمی ہی کنٹرول کرتے ہیں..... عمران نے کہا۔"

"آپ اس دل مراد خان سے کچھ اگھولیں۔ ساری باتیں سلنے آ جائیں گی۔ اب تو معاملہ صاف ہو چکا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔"

"نہیں۔ سپلائی پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو مشکوک کرنا غلط

جا رہی تھیں۔ نہ ہی انہیں روکا جا رہا تھا اور نہ ہی ان کی رفتار سست ہوتی تھی۔

”بڑی سخت چیلنگ ہو رہی ہے سجاد صاحب باقاعدہ مشینوں سے ہو رہی ہے۔“ لڑانے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گھبرائیں نہیں مسز لڑا سہاں پرائیویٹ گاڑیوں کی چیلنگ ہوتی ہے۔ سرکاری گاڑیاں اس چیلنگ سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی چیلنگ کے لئے چار کلو میٹر دور ایک اور چیک پوسٹ ہے۔“ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر..... لڑانے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
”بے فکر رہیں مس۔ سب او۔ کے ہو جائے گا.....“ سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی چیلنگ پوسٹ کو کراس کر گئی اور پھر جا کلو میٹر کے بعد واقعی ایک اور چیک پوسٹ آ گئی جہاں سرکاری ٹرکوں کی لائیں دونوں طرف موجود تھیں۔ لیکن ان کی تعداد پرائیویٹ ٹرکوں سے کم تھی۔ سجاد نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر لڑا کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں نوجوان بھی نیچے اتر آئے۔

”آئیے مس لڑا.....“ سجاد نے ایک طرف سینے ہوئے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں آگے بچھے چلتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس چیک پوسٹ پر بھی نیلی یونیفارم پہننے ہوئے کافی آفیسر چیلنگ میں مصروف تھے۔ دفتر میں

سیاہ رنگ کی بڑی سی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ لڑا تھی جب کہ عقبی سیٹ پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اب شہر کی حدود سے کچھ باہر آچکے تھے اور پھر چانگ ایک موڑ مڑتے ہی انہوں نے ایک چیک پوسٹ دیکھی۔ جس کے ساتھ ٹرکوں کی لائیں دونوں اطراف میں موجود تھیں۔ ٹرکوں کو سڑک سے ہٹ کر قطار میں کھرا کیا گیا تھا اور نیلے رنگ کی یونیفارمز میں بے شمار مسلح افراد ان ٹرکوں کی چیلنگ میں مصروف تھے۔ یہ انہی سہولتگ سٹاف کے آفیسرز اور جوان تھے جو ان ٹرکوں کی باقاعدہ سائنسی آلات سے چیلنگ کر رہے تھے جب کہ ٹرکوں کے علاوہ باقی تمام گاڑیاں بغیر رے اس چیک پوسٹ کو کراس کرتی ہوئی گزرتی چلی

”آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ تین نمبر والی ساری گاڑیاں پاس ہو جائیں گی۔“ آفسیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تراجمن چیک پوسٹ سے یہ گاڑیاں مغرب کی طرف مزعائیں گی۔ اس لئے تراجمن سے آگے آپ نے کوئی انتظام نہیں کرنا۔“ سجاد نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ جیسا آپ چاہیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ آفسیر نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ اب ہمیں اجازت۔“ سجاد نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”ارے۔ آپ کچھ پتیں گے نہیں۔“ آفسیر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں واپسی پر۔ ادھار رہی۔ آئیے مس لڑا۔“ سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر ملاتا ہوا باہر کی طرف مز گیا۔ لڑا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑی۔

”کیا یہی سارے رستے کو کنٹرول کرے گا۔“ لڑا نے دوبارہ کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ بے فکر رہیں۔ سب او۔ کے ہو جائے گا۔“ سجاد نے جواب دیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

”اب ہم نے کہاں جانا ہے۔“ لڑا نے کہا۔
 ”تراجمن وہاں ہم بیٹھ کر پورٹس لیں گے۔ وہاں ہمارا خاص اڈہ

ایک میز کے پیچھے ایک بڑی بڑی موٹوں والا آفسیر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے کانڈھے پر تین ستارے تھے۔

”ہیلو آفسیر۔“ سجاد نے دفتر میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”اوہ۔ سجاد صاحب آپ۔ آئیے آئیے۔“ آفسیر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ خان صاحب کی مہمان ہیں مس لڑا۔“ سجاد نے لڑا کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور آفسیر نے مسکراتے ہوئے لڑا کا استقبال کیا۔

”آپ کی آمد بتا رہی ہے کہ کوئی خاص سلسلہ ہے۔“ آفسیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چالیس گاڑیاں ہیں اور ہر ایک کے نمبر میں تین کا ہندسہ شامل ہے۔ خان صاحب کی خاص گاڑیاں ہیں۔“ سجاد نے کہا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے۔ خان صاحب کے تو ہم خادم ہیں۔“ آفسیر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”معاوضہ ڈیل ہو گا۔ لیکن شکایت کوئی نہ آئے۔“ باقی چیک پوسٹس پر بھی آپ نے گلبرنس کرانی ہے۔“ سجاد نے کہا۔

”اوہ گڈ۔ ضرور جناب۔ بے فکر رہیں۔ پہلے کبھی شکایت آئی ہے۔ آفسیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ خیال رکھیں۔ کیونکہ حالات نارمل نہیں ہے۔ اس لئے خصوصی طور پر مجھے آنا پڑا۔“ سجاد نے کہا۔

ہے۔" سجاد نے جواب دیا تو لڑا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تراجم تو بہت دور ہے۔ کیا ہم استا طویل سفر کار میں طے کریں گے..... لڑانے حیران ہو کر کہا۔

"ارے نہیں مس، ہمارے پاس پرائیویٹ ہیلی کاپٹر ہے۔ ہم اس میں جائیں گے....." سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑانے اطمینان بھرا سانس لیا اور تھوڑی دیر بعد سجاد نے کار ایک بائی روڈ پر موڑ دی۔ دونوں اطراف سے درختوں میں گھری ہوئی یہ سڑک کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ پھر ایک موڑ کھٹے ہی کار ایک پرانے سے زرعی فارم کی عمارت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے کار پھانک کے سلسلے جا کر روکی۔ فارم کا پھانک بند تھا۔ سجاد نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں بعد پھانک کھل گیا اور ایک نوجوان باہر آ گیا اس نے سجاد کو دیکھ کر بڑے موزبانہ انداز میں سلام کیا اور سجاد سر ملاتا ہوا کار آگے لے گیا۔ فارم کے وسیع و عریض لان میں ایک طرف ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس پر کسی سیاحتی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ کار رکتے ہی سجاد نیچے اترا تو لڑا ابھی نیچے اترا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے دونوں آدمی بھی نیچے اترا۔

"ہاشم۔ تم نے ہرچیک پوسٹ پر ساتھ رہنا ہے۔ اپنے آدمیوں کو پوری طرح ہوشیار رکھنا۔ اگر کوئی ایرجنسی ہو تو تم چلتے ہو کہ کیا کرنا ہے....." سجاد نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس....." اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ اب تم کار لے جاؤ....." سجاد نے کہا اور وہ دونوں سجاد کو سلام کر کے کار میں بیٹھے اور دوسرے لمحے کار تیزی سے ذرا سی آگے بڑھ کر مزئی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے کھلے پھانک کو کراس کرتی ہوئی سڑک پر پہنچی اور پھر موڑ کاٹ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"آپنے مس لڑا....." سجاد نے لڑا سے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ لڑا خاموشی سے اس کے پیچھے چلتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم نے ایرجنسی کا اشارہ کیا ہے اپنے آدمیوں سے اس کا کیا مطلب ہے....." لڑانے سجاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایرجنسی سے ہمارا مطلب صرف نگرانی ہوتا ہے۔ جینٹنگ تو اب ہو گی نہیں۔ لیکن بعض اوقات دوسری پارٹیاں رستے میں غلط حرکات کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مثلاً ڈرائیورز کو بے ہوش کر کے ان کی جگہ اپنے آدمی بٹھا دینا اور پھر ٹرک لے اڑنا اور اسے خالی کر دینا۔ اس طرح کے کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا طریقہ کار اس قدر محفوظ ہے کہ کبھی بھی ہمارا مال ضائع نہیں ہو سکا۔ اب آپ دیکھئے ہم نے اپنا مال لوڈ کرنے کے لئے صرف وہ ٹرک منتخب کئے ہیں۔ جن کے نمبرز میں تین کا ہندسہ آتا ہے۔ اب ہمارے ٹرک طویل کنوائے میں شامل ہوں گے۔ اکٹھے نہیں بلکہ آگے پیچھے ہوں گے چیک کرنے

دالوں کو تین کے ہندسے کا علم ہے۔ اس لئے جس ٹرک کے نمبر ۲۰ تین کا ہندسہ ہو گا اسے بغیر چیک کئے پاس کر دیا جائے گا جب کہ اس کے علاوہ ہر ٹرک کو وہ باقاعدہ چیک کریں گے۔ اس طرح کنواہ چلتا رہے گا اور آخر کار ٹھوٹا طریقے سے صحیح جگہ پہنچ جائے گا۔ سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ چیکنگ والے ہر ٹرک کو چیک کرتے ہیں؟“ لڑانے پوچھا۔
 ”نہیں مس۔ کنوائے میں سے جہد کو۔ جنہیں وہ چاہیں۔ سب کی چیکنگ تو ممکن ہی نہیں ہوتی“..... سجاد نے جواب دیا اور لڑانے اثبات میں سر ہلادیا۔

اور پھر کئی گھنٹوں کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ایک ویران سے پہاڑی علاقے کے درمیان ایک وادی میں موجود قدیم کھنڈرات میں اتر گیا لڑا بھی حیرت سے ان کھنڈرات کو دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک ایک طرف سے دو مسلح افراد نکل کر باہر آگئے۔

”آئیے مس۔ یہ ہمارا خفیہ سنٹر ہے۔ یہاں سے ہم کنوائے کو باقاعدہ چیک بھی کریں گے اور رپورٹس بھی لیتے رہیں گے۔“ سجاد نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور لڑا بھی سر ہلاتی ہوئی نیچے اتر آئی۔

”کیا پوزیشن ہے رستم؟“..... سجاد نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”او۔ کے باس؟“..... اس نوجوان نے جواب دیا۔

”مس صاحبہ کا مکہ تیار ہے؟“..... سجاد نے پوچھا۔

”میں باس؟“..... رستم نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ فی الحال شراب آپریشن روم میں پہنچا دو اور کھانے کی بھی تیاری کرو“..... سجاد نے اسے کہا اور پھر لڑا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے ایک خفیہ سرنگ سے ہوتے ہوئے وہ ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ بجلی کی ٹیوبیں بھی جل رہی تھیں اور کرسیاں اور میز بھی موجود تھیں۔

”کمال ہے۔ یہ تو پورا اڈہ ہے؟“..... لڑانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ یہ آپریشن روم ہے؟“..... سجاد نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد سکرین پر تقریباً دو سو سرکاری ٹرکوں کا ایک کنوائے سڑک پر چلتا ہوا دکھائی دینے لگا۔

”یہ دیکھئے۔ یہ کنوائے ہے جس میں ہمارے ٹرک موجود ہیں۔ یہ فرسٹ چیک پوسٹ کراس کر چکے ہیں؟“..... سجاد نے یکجہ ہٹ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیسے معلوم ہوا اور یہ کنوائے کہاں مشین پر کیسے نظر آ رہا

ہے۔ کیا ان پر کبیرے نصب ہیں..... لڑا واقعی یہ انتظامات دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔

”جی ہاں۔ ہر ٹرک پر ایسے آلات موجود ہیں جن کی وجہ سے وہ بہتر نظر آتے رہیں گے..... سجاد نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتی۔ اچانک مشین سے ایک سینی کی آواز سنائی دی۔ سجاد اٹھ کر تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی سائبر میں ہک سے لٹکا ہوا ریویو کمنڈر کو آن کیا اور واپس آ کر کرسی بیٹھ گیا۔ اس نے اس کا ایک بٹن دبایا۔ تو مشین سے نکلنے والی سینی کی آواز بند ہو گئی۔

”ہیلو ہیلو۔ ایچ کالنگ اور“..... بٹن دبتے ہی ایک آواز سنائی دی اور لڑا اس کے بولتے ہی پہچان گئی کہ یہ اسی نوجوان کی آواز ہے۔ جسے سجاد نے ہاشم کہہ کر پکارا تھا۔ اس لئے وہ ایچ کا کوڈ استعمال کر رہا تھا۔

”ہیس۔ ایس انڈنگ یو اور“..... سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فرسٹ چیک پوسٹ کلیر ہو چکی ہے باس اور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کوئی خاص بات اور“۔ سجاد نے پوچھا۔
”نو باس۔ آل از۔ او۔ کے اینڈ کلیر اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او۔ کے۔ پوری طرح محتاط رہنا اور اینڈ آل“۔ سجاد نے کہا اور لڑا نمبر آف کر کے اس نے اسے اپنے ساتھ ہی میز پر رکھ دیا۔ سکرین پر ٹرکوں کی قطار چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسی لمحے مسلح آدمی شراب کی دو بوتلیں اور دو جام اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے دو بوتلیں اور جام سے میز پر رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔ سجاد نے ایک بوتل کھولی اور دونوں جام بھرتے۔ اسی لمحے دوسرا مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی پیسٹ تھی۔ جس میں نکلین ایشیا تھیں۔ اس نے پیسٹ میز پر رکھی اور پھر واپس مڑ گیا۔

”لیجے مس لڑا“..... سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”شکر یہ“..... لڑا نے جواب دیا اور ایک جام اٹھایا۔ جب کہ دوسرا جام سجاد نے اٹھایا اور پھر وہ دونوں شراب سب کرنے میں مصروف ہو گئے۔

”ٹرانجن تک کل کتنی چیک پوسٹیں ہیں“..... لڑا نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”آٹھ ہیں“..... سجاد نے جواب دیا۔
”اور یہ کب ٹرانجن پہنچیں گے“..... لڑا نے پوچھا۔
”چار روز کا سفر ہے“..... سجاد نے جواب دیا۔
”چار روز۔ اوہ۔ تو کیا چار روز ہمیں یہاں رہنا پڑے گا“..... لڑا نے چونک کر کہا۔

”میں تو لازماً یہاں رہوں گا۔ کیونکہ یہ میری ڈیوٹی ہے۔ آپ کے

لئے علیحدہ کمرہ تیار کرادیا گیا ہے۔ اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو بے شک رہیں۔ چاہیں تو پہلی کاپڑ آپ کو واپس دارالحکومت پہنچا دے گا۔ اس میں ہمیشہ آنے جانے کا پیڑول فن رکھا جاتا ہے۔" سجاد نے جواب دیا۔

"اوہ۔ نہیں۔ چار روز میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے خان صاحب کی رہائش گاہ پہنچادیں۔ میں جو تھے روز پھر آ جاؤں گی۔" لڑانے کہا۔

"ان کی کوٹھی پر تو جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا آپ کو۔ کیونکہ وہ تو ملک سے باہر جا چکے ہیں اور ان کی واپسی چار پانچ روز بعد ہوگی۔" سجاد نے جواب دیا۔

"ملک سے باہر۔ کیا مطلب"..... لڑانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس کا اصول ہے کہ جب بھی مال کی سپلائی ہوتی ہے۔ تو وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر چلے جاتے ہیں اور اب بھی ایسا ہی ہوا ہوگا....." سجاد نے جواب دیا۔

"ادہ دری بیڈ۔ مجھ سے تو انہوں نے ذکر ہی نہیں کیا تھا۔" لڑانے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ ان کا اصول ہے۔ اس طرح وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہتے ہیں"..... سجاد نے جواب دیا۔

"پھر اب میں کہاں جا کر رہوں"..... لڑانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہیں تو میرے کلب میں رہ سکتی ہیں۔ وہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ چاہیں تو یہاں رہیں یہاں بھی آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ یہ آپ کی اپنی مرضی پر منحصر ہے"..... سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں تو مجھے حالات کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ جب کہ یہاں کم از کم حالات کا تو ساتھ ساتھ علم ہوتا رہے گا۔ او۔ کے۔ پھر میں یہیں رہوں گی"..... لڑانے کہا اور سجاد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چھرنا ہوئل کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں لوگ لوہے کی کرسیوں پر بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے۔ لیکن یہ سب بوڑھے لوگ تھے اور اس بستی کے ہی رہنے والے تھے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر چونک پڑے۔ اور اپنی باتیں چھوڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

”جانو کہاں ملے گا“..... عمران نے ہوئل میں داخل ہو کر چائے بنانے والے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جانو سردار صاحب“۔ لڑکے نے ٹھہرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں جو گونڈ کا سردار“..... عمران نے کہا۔

”جی وہ لہنے گھر میں ہو گا کتاب۔ آپ بیٹھیں میں بلاتا ہوں۔“

ایک بوڑھے نے کرسی سے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

”ہاں بلا لاؤ“..... عمران نے کہا اور بجائے آگے بڑھ کر کرسی پر

بیٹھنے کے وہ واپس مڑ کر باہر کھڑے لپٹے ساتھیوں کے پاس آگیا۔ وہ

بوڑھا بستی کے اندر کہیں غائب ہو چکا تھا۔ اور پھر اس کی واپسی کافی دیر

بعد ہوئی تو اس کے ساتھ ایک بہت موٹا سا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ بالکل

گول منول۔ یوں لگتا تھا جیسے آدمی کی بجائے گول منول ستون چلا آ رہا

ہو۔

”سلام صاحب۔ میرا نام جانو ہے۔ سرکار حکم“..... اس موٹے

نے قریب آ کر ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید ذرا سستیز چلنے کی وجہ سے

اس کا سانس چڑھ گیا تھا۔ اور وہ ہانپتے لگ گیا تھا۔

”اکبر کو جانتے ہو۔ پھلی والا اکبر“..... عمران نے مسکراتے

کردوزر جیب خاصی تیز رفتاری سے ریٹیلے ساحل پر دوڑتی ہوئی شمال کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جب کہ سائڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی طرف جو انا موجود تھا۔

”یہ جو گونڈ تو باس پھیروں کی بستی ہے۔ کیا یہ پھیرے ان پھروں سے ملے ہوئے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”سب تو ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ الٹے چند کالی پھیریں تو ہر جگہ

ہوتی ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے

طویل سفر کے بعد انہیں پھیروں کی مخصوص بستی کے آثار نظر آنے لگے

گئے جو تکہ دن کا وقت تھا اس لئے بستی میں صرف چند افراد ہی نظر آ رہے

تھے۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے جیب بستی کے قریب جا کر روک دی

اور پھر عمران جیب سے اترایا۔ ٹائیگر اور جو انا بھی جیب سے اترے۔

”آؤ میرے ساتھ“..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک

ہوئے کہا۔

"جج - جج سستی۔ بالکل جانتا ہوں جناب۔ وہ تو ہمارا بڑا سردار ہے جناب اسی کے سر پر تو ہم لوگ سہاں رہتے ہیں۔ سرکار....." جانو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس نے ہمیں بھیجا ہے ایک ضروری کام ہے۔ کہیں علیحدگی میں بات ہو سکتی ہے....." عمران نے کہا۔

"اوه جناب۔ آئیے۔ سرکار۔ ادھر ڈیرہ ہے۔ سرکار آئیے....." جانو نے کہا۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ مرکز واپس ہستی کی طرف چل پڑا۔
"نائیگر۔ تم میرے ساتھ آؤ....." عمران نے نائیگر سے کہا اور جانو کے پیچھے چل پڑا۔ نائیگر سر ملاتا ہوا عمران کے پیچھے چل پڑا۔ جبکہ جو انا دوس جیب کے پاس ہی رک گیا تھا۔ ہستی کی انتہائی تنگ اور غلیظ سی گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک بڑے احاطے میں پہنچ گئے۔ جس کے ایک طرف اونچا چبوترہ بنا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے اوپر چھپر تھا۔ اور چبوترے پر دس بارہ اچھی قسم کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"یہ بیٹھیں جناب۔ اور میرے لائق جو خدمت ہو وہ بتائیں۔" جانو نے ہانپتے ہوئے چبوترے پر چڑھ کر کہا۔

"تم بیٹھو اور ہماری بات غور سے سنو....." عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور جانو خاموشی سے ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ نائیگر بھی عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"جانو۔ ہم تمہارے سامنے دو صورتیں رکھ رہے ہیں۔ ایک تو یہ

کہ تم ہم سے ہماری رقم کما لو۔ حالانکہ اکبر نے ہمیں خاص طور پر منع کیا تھا کہ اس کا نام لینے کے بعد ہم تمہیں کوئی رقم نہ دیں لیکن تم اچھے آدمی لگتے ہو اور اچھے لوگوں کی مدد کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں....." عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ جانو کی تیز نظریں گڈی پر جم سی گئیں۔

"اور دوسری صورت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں کم از کم سو دو سو گولیاں اتار دی جائیں....." عمران نے جھٹلے رک کر کہا تو جانو بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ خود تو کم اچھلا لہذا اس کے جسم کا گوشت ضرور کافی در تک تھر تھراتا رہا۔ اس کے ہچرے پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جناب۔ سرکار۔ ہم تو غریب لوگ ہیں۔ ہم تو ہمیشہ خدمت کرتے آئے ہیں۔ اور اکبر سرکار تو ہمارا سردار ہے۔ جناب ہماری ساری پھلی وہی خریدتا ہے۔ جناب۔ اور سب ماہی گیریوں کو اس نے بڑی بڑی رقمیں دے رکھی ہیں۔ ہم تو اس کے غلام ہیں جناب ہم اس کے حکم سے کیسے سرتابی کر سکتے ہیں....." جانو نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ رقم کما لو اور جو کچھ پوچھوں۔ سچ بتا دو....." عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی پوچھیں سرکار۔ میں جو جانتا ہوں وہ صاف صاف بتا دوں گا۔"

جانو نے کہا۔

”یہاں سے بچاؤ کے ساتھ ٹرک لوڈ کرانے گئے ہیں ان کے بارے میں تفصیلات بتاؤ“..... عمران نے کہا تو اس بار جانو بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ یک وقت زرد پڑ گیا۔

”آپ۔ آپ“..... جانو کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے سارا خون کسی نے ایک لمحے میں چھوڑ لیا ہو۔

”گھبراؤ نہیں۔ ہم سرکاری آدمی نہیں ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو جانو نے اتنا لبا سانس چھوڑا کہ ایک لمحے کے لئے یوں سوس ہوا جیسے کسی بہت بڑے غبارے میں اچانک سوراخ ہو گیا ہو۔ اور ہوا تیز سینی بجاتی ہوئی مسلسل نکلتی چلی جا رہی ہو۔

”جناب۔ ہم انتہائی غریب لوگ ہیں۔ آپ ہم پر رحم کریں جناب“..... ایک فٹ جانو نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو آئے ہیں اور اگر تم نے ہمیں بچاؤ بتایا تو پھر پولیس آئے گی اور تمہارے ساتھ تمہاری بستی کا ہر آدمی جیل بھیج جائے گا اور پولیس کو تم جانتے ہو کہ کس طرح معلومات حاصل کرتی ہے ان ٹرکوں میں اسلحہ لوڈ کرایا گیا تھا اور اسلحہ حکومت کے خلاف ہی استعمال ہوتا ہے“..... عمران کے لہجے میں طنز تھا۔

”اسلحہ“..... جانو کی آنکھیں خوف سے پھیلنے لگیں۔

”ہاں اسلحہ۔ اس لئے اپنے آپ کو بھی اور اپنی بستی کو بھی بچالو۔ یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے“..... عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر ہمیں تو کہا گیا تھا کہ ان بڑے بڑے ڈبوں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں“..... جانو نے کہا۔

اور اس بار عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ جانو کے اس جواب سے یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ ٹرک واقعی لوڈ ہوئے ہیں اور جانو اس بارے میں جانتا ہے۔

”انہوں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے بہر حال یہ لورم۔ اب بتاؤ۔ کہ کتنے ٹرک تھے اور کہاں سے لوڈ ہوئے۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹوں کی گلدی جانو کی طرف اچھلتے ہوئے کہا اور جانو نے جلدی سے گلدی چھپٹ لی اور اسے اپنی واسٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

”سرکار۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہمارے پاس گھٹاکا عبداللہ آیا تھا۔ وہ گھٹاکا بڑا افسر ہے اس نے ہمیں بتایا کہ لوڈنگ کے لئے آدمی چاہئیں۔ اعتماد والے۔ مال لوڈ کرانا ہے۔ پچھلے بھی ہم یہ کام کرتے رہتے ہیں سرتانچہ ہم نے آدمی بھیج دیئے۔ میں خود ساتھ نہیں گیا تھا۔ میں رحمت کو بلاتا ہوں۔ وہ گیا تھا۔ وہ آپ کو تفصیل بتائے گا“..... جانو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیچ کر کسی کو آواز دی۔ دوسرے لمحے ایک دہلا پٹلا نوجوان بڑے احاطے میں داخل ہوا۔

”رحمت کو بلاؤ۔ فوراً“..... جانو نے اسی طرح بیچ کر کہا۔ اور وہ نوجوان اسی تیز رفتاری سے واپس چلا گیا جس تیز رفتاری سے آیا تھا۔

”یہ لوڈنگ یہاں بستی کے قریب ہوئی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اوہ نہیں صاحب سہاں تو ساحل بے حد اتھلا ہے سہاں تو بڑی بڑی لائیں ساحل تک پہنچ ہی نہیں سکتیں سہاں سے آگے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قدرتی بڑی سی کھاڑی ہے وہاں بڑے سے بڑا جہاز بھی کنارے لگ سکتا ہے یہ سارے دھندے وہیں ہوتے ہیں۔ ہم اسے جو گوٹھ گھاٹ کہتے ہیں اور وہاں تو تقریباً ہر روز ایسا ہوتا رہتا ہے: جانو نے کہا۔

”کوئٹہ گاؤں وغیرہ جینکنگ نہیں کرتے..... عمران نے پوچھا۔
”سب کرتے ہیں لیکن سب دھندے سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں صاحب اور بس..... جانو نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینٹنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ایک مضبوط جسم کا نوجوان احاطے میں داخل ہوا اور جبروترے کے قریب آکر رک گیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا۔

”ادھر آؤ رحمت..... جانو نے کہا اور رحمت اوپر آگیا۔
”یہ سٹو..... جانو نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔ تو رحمت قدرے حیرت بھرے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ان صاحب کو اکبر سردار نے بھیجا ہے کل زات کی لوڈنگ کے متعلق تفصیل انہیں بتاؤ اور سنو سب سچ بتانا ہے..... جانو نے اسی طرح تھکمانہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب۔ پوچھیں..... رحمت نے عمران کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

”کتنے ٹرک لوڈ ہونے تھے..... عمران نے پوچھا۔

”جی جی صاحب ٹرک تھے۔ بڑے سرکاری لال رنگ والے۔ رحمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا لوڈ ہوا تھا ان پر..... عمران نے پوچھا۔

”سر بڑے بڑے کنٹینرز تھے..... رحمت نے جواب دیا۔

”تم پڑھے لکھے لگتے ہو..... عمران نے پوچھا۔

”جی صاحب۔ یہ دس جماعتیں پڑھا ہوا ہے صاحب..... جانو نے اس طرح فخریہ لہجے میں کہا۔ صیبر رحمت کا دس جماعتیں پڑھ جانا کوئی عیر الحقول کارنامہ ہو اور عمران مسکرا دیا اس نے اس بنا پر رحمت کے پڑھے لکھے ہونے کا اندازہ لگایا تھا کہ رحمت نے لفظ کنٹینرز کو صحیح تلفظ سے ادا کیا تھا۔

”لوڈنگ کے لئے وہاں تم لوگوں کے علاوہ کتنے آدمی تھے۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ایک غیر ملکی عورت تھی اور باقی مقامی لوگ تھے صاحب وہ لوگ تقریباً چھ تھے۔ ایک ان میں بڑے صاحب تھے ان کا نام سجاد تھا۔ سب انہیں سجاد صاحب کہہ رہے تھے اور اس عورت کو مس لڑا..... رحمت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس غیر ملکی عورت کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ..... عمران نے کہا تو رحمت نے واقعی اس قدر تفصیل سے حلیہ بتانا شروع کر دیا کہ

عمران بے اختیار ہنس دیا۔

”کمال ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تم نے تو اسے سانسے بٹھا کر سالوں تک غور سے دیکھا ہو“..... عمران نے کہا تو رحمت نے بے اختیار شرملا کر منہ نیچے کر لیا۔

”صاحب۔ رحمت ابھی کنوارہ ہے“..... جانو نے کہا تو عمران ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”اچھا۔ اب سوچ کر میرے سوال کا جواب دینا۔ ان ٹرکوں پر کوئی خاص نشان۔ کوئی ایسی نشانی جو ان ٹرکوں میں سے ہر ایک پر ہو۔ کوئی نشان۔ کوئی لکھا ہوا لفظ کوئی اور ایسی بات۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”جی نہیں۔ عام سے سرکاری ٹرک تھے۔ ان پر تو کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ البتہ بڑی بڑی سرخ نمبر والی پلیٹیں تھیں اور بس“..... رحمت نے ہنسنے لگے خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔
 ”کس وقت ان کی روانگی ہوئی ہے اور کس راستے سے۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی جی چار بجے لوڈنگ کے بعد وہ روانہ ہو گئے تھے۔ گھاٹ سے مشرق کی طرف ایک راستہ جاتا ہے جو چکر کاٹ کر اس بڑی سڑک سے مل جاتا ہے جو دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک سے جا ملتا ہے۔“ رحمت نے جواب دیا۔

”سبوال اور مس لڑاکار میں تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ سیاہ رنگ کی بڑی سی کار تھی۔“ رحمت نے جواب دیا۔

”کیا اس پر بھی سرخ رنگ کی نمبر پلیٹ تھی۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ عام نمبر پلیٹ تھی“..... رحمت نے جواب دیا۔

”ان ٹرکوں کے ڈرائیور تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ صاحب“..... رحمت نے کہا۔

”ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”جی صاحب۔ کئی کو پہچانتا ہوں اکثر وہ ادھر آتے رہتے ہیں۔“

رحمت نے جواب دیا۔

”کسی ایسے ڈرائیور کا کلیہ بتا دو جسے دور سے پہچانا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”جی۔ ایک ڈرائیور ہے۔ الفت خان۔ اس کی بڑی بڑی موٹھیں

ہیں جنہوں نے دو بل کھائے ہوئے ہیں۔ دور سے ہی نظر آ جاتا ہے۔“

رحمت نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت“..... عمران نے

اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ٹائیکر کے ساتھ ساتھ جانور اور رحمت

بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور پھر جانور اور رحمت عمران اور ٹائیکر کو چھوڑنے جیب تک آئے

اور سلام کر کے واپس چلے گئے۔ ٹائیکر ایک بار پھر ڈرائیونگ سیٹ پر

بٹھ گیا۔

”باس۔ اب کیا کرنا ہے۔ وہ کنوائے یقیناً ابھی روڈ پر ہی ہو گا۔“

ٹائیکر نے جیب موڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور جس جگہ اس نے پہنچنا ہے وہاں تک اسے یقیناً چار در لگ جائیں گے اور میں نے تفصیلات معلوم کر لی ہیں سرکاری گاڑیوں کی چیکنگ کے لئے علیحدہ چیک پوسٹس قائم ہیں اور اس وقت بمج تقریباً دو سو سرکاری گاڑیوں کا کوائف گندم لادے دار حکومت سے باہر رواں دواں ہے انہیں چیک کر کے ان میں سے اسلحہ کے چالیر ٹرک علیحدہ کئے جاسکتے ہیں صرف اعلیٰ حکام کو ایک فون کرنے سے اسلحے کی یہ بڑی کیفیٹ پرکڑی جاسکتی ہے اور سپیشل سپلائی کو ناکام بنا جاسکتا ہے لیکن..... عمران بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

”لیکن۔ کیا باس..... ٹانگیر نے چونک کر پوچھا۔

”میری دلی خواہش یہ ہے کہ جدید ترین اسلحے کی یہ بڑی کیفیٹ مشکاریوں تک پہنچ جائے..... عمران نے جواب دیا۔

”تو اس میں کیا چیز مانع ہے۔ اسلحہ حکومت ضبط کر کے مشکاری پہنچا دے..... ٹانگیر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرایا۔

”تم ٹانگیر ہو۔ تمہارا کام صرف چیرنا پھاننا ہے۔ عالمی سیاست اور اس کی نزاکتوں کو تم نہیں سمجھ سکتے پوری دنیا کو معلوم ہے کہ مشکاری اپنی آزادی کی تحریک خود لڑ رہے ہیں اور چونکہ جب پاکستانی اور کافرستان وجود میں آئے تھے تو قانونی طور پر یہ بات طے کی گئی تھی کہ ریاست کے عوام فیصلہ خود کریں گے کہ وہ پاکستانیوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا کافرستان کے ساتھ۔ پچنانچہ ریاستوں نے یہ فیصلہ کیا۔ اللہ مشکاری میں فیصلہ جہد و جہات اور غداری کی وجہ

سے نہ ہو سکا حالانکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور وہ پاکستانیوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتے تھے۔ پچنانچہ وہاں جنگ چھوڑ گئی اور پھر یہ طے ہوا کہ اقوام متحدہ کے تحت مشکاری میں آزادانہ رائے شماری ہوگی اور مشکاری خود جو فیصلہ کریں اسے حتمی سمجھا جائے گا لیکن کافرستان نے آج تک آزادانہ رائے شماری نہیں ہونے دی اب مشکاریوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور انہوں نے کافرستان کی اس چیرہ دستی اور آزادانہ رائے شماری سے انہیں جبراً روکنے کے خلاف تحریک چلا رکھی ہے لیکن کافرستان بھی پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ کہ یہ تحریک مشکاریوں کی اپنی نہیں ہے بلکہ پاکستانیوں کے گوریلے وہاں لڑ رہے ہیں لیکن آج تک اس کا وہ کوئی ثبوت اقوام متحدہ یا دوسرے عالمی اداروں اور ملکوں کے سامنے پیش نہیں کر سکا اور اب آہستہ آہستہ پوری دنیا پر واضح ہوتا جا رہا ہے کہ یہ جنگ مشکاری خود اپنی بقا کے لئے لڑ رہے ہیں اب تم سوچو اگر اسلحے کی یہ کیفیٹ پہلے حکومت پاکستانیوں کے گوریلے اور پھر اسے مشکاری بھجوائے تو کیا اس سے وہاں ہونے والی تحریک آزادی کو فائدہ پہنچے گا یا نقصان کیا اس طرح حکومت کافرستان کے ہاتھ یہ واضح ثبوت نہیں آجائے گا کہ یہ تحریک مشکاری نہیں چلا رہے۔ بلکہ پاکستانیوں چلا رہا ہے..... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ باس۔ واقعی اب آپ کی بات میری سمجھ میں آئی ہے۔ آئی۔

ایم۔ سوری۔ مجھے واقعی اس قدر نازک بین الاقوامی حالات کا ادراک نہ تھا لیکن پھر آپ کی یہ خواہش کس طرح پوری ہوگی..... ٹانگیر

نے کہا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ لڑا سے رابطہ ہو جائے اور اسے اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اس اسلحے کی کھوپ کو ان سرحدوں تک پہنچا دے جہاں سے مشکباری قاعدین اسے وصول کر لیں"..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور فکسڈ فریکوئنسی کا محدود دائرہ عمل کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ مخصوص آواز اس میں سے آ رہی تھی عمران نے ایک مین پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جوزف کالنگ اور..... جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ پرنس انڈنگ یو اور..... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ تین کاریں ٹرکوں کے ساتھ آگے پیچھے ہو کر چل رہی ہیں ان میں تقریباً بارہ افراد موجود ہیں اور سب مسلح ہیں اور..... جوزف نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو۔ اور..... عمران نے

پوچھا۔

"پہلی چیک پوسٹ سے آگے اونچے درخت پر موجود ہوں سبھاں سے پورا کنوائے صاف دکھائی دے رہا ہے اور..... جوزف نے

جواب دیا۔

"گڈ۔ یہ تم نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے کہ جہاں دارالحکومت میں ہی جنگل والا ایڈیا استعمال کیا ہے کوئی ایسی کار ہے

جو مسلسل پیچھے رہ رہی ہو۔ آگے نہ جا رہی ہو۔ یا سب کاریں آگے پیچھے

ہو رہی ہیں۔ اور..... عمران نے کہا۔

"سفید رنگ کی ایک کار مسلسل کنوائے سے پیچھے چل رہی ہے اس میں تین افراد موجود ہیں۔ اور..... جوزف نے جواب دیا۔

"فرسٹ چیک پوسٹ پر کیا ہوا۔ اور..... عمران نے پوچھا۔

"کنوائے وہاں کافی درتک رکا رہا۔ تین چار مختلف ٹرکوں کو چیک کیا گیا اور پھر سب کو کلیر کر دیا گیا۔ ویسے ایک بڑی سی مشین سے باہر سے سارے ٹرکوں کو چیک کیا گیا تھا لیکن اندر سے تین چار ٹرکوں کو ہی چیک کیا گیا ہے۔ اور..... جوزف نے جواب دیا۔

"تم کنوائے کو چیک کرتے رہو۔ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ دارالحکومت سے باہر پہنچ کر ہم تم سے دوبارہ رابطہ کریں گے۔ اور بند آں..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ال لیا۔

"اب تیزی سے رانا پاؤس چلو۔ وہاں سے ہم نے کار بھی لینی ہے اور ایک اپ کا سامان اور ضروری اسلحہ بھی۔ اور پھر جا کر اس کنوائے کو نیک کرنا ہے..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر نے سر ملاتے ہوئے جیب

راقتار بڑھادی۔

روشن تھی اور اس پر ٹرکوں کا کنوائے جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
 "کیا یہ ٹرک مسلسل چل رہے ہیں کیا انہوں نے اب تک آرام

نہیں کیا"..... لڑانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "دو بار ایک ایک گھنٹے کے لئے آرام بھی کر چکے ہیں"..... سجادول
 نے جواب دیا اور لڑانے اشبات میں سر ہلادیا۔
 "اب کیا پوزیشن ہے۔ کہاں تک پہنچنے ہیں یہ لوگ"..... لڑانے
 با۔

"ابھی تو منزل بہت دور ہے۔ ابھی تو صرف تین چیک پوسٹیں
 رہیں ہوئی ہیں"..... سجادول نے جواب دیا۔

"میں جھف باس کو کال کر لوں۔ وہ پریشان ہوں گے۔ کیا یہاں
 نگ ریج ٹرانسمیٹر ہوگا یا مجھے اپنے سامان سے نکالنا ہوگا"..... لڑانے
 ا۔

"جی ہاں یہاں موجود ہے۔ آپ فریکوئنسی بتائیں۔ میں ایڈجسٹ کر
 تا ہوں"..... سجادول نے کرسی سے اٹھ کر دوسری بند مشین کی
 بٹ بڑھتے ہوئے کہا۔

لڑانے فریکوئنسی بتائی تو سجادول نے مشین کو آپریٹ کر کے اس پر
 کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر مشین کے ساتھ ہک میں
 ہوا ایک مائیک جس کے ساتھ لچھے دار تار بھی منسلک تھی لاکر لڑا
 دے دیا۔

"بٹن دبا کر کال دے دیں"..... سجادول نے کہا اور لڑانے

لڑا آپریشن روم میں داخل ہوئی تو اس نے سجادول کو اسی طرح
 کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔
 "ارے تم سوئے نہیں رات بھر"..... لڑانے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

"میں نے یہاں کرسی پر ہی وقفے وقفے سے سو کر نیند پوری کر لی
 ہے"..... سجادول نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی بہترین آدمی ہو اس قدر فرض شناسی ہی دراصل
 کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ میں مرادخان سے تمہاری تعریف ضرور
 کروں گی"..... لڑانے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ مس لڑا۔ بہر حال ڈیوٹی از ڈیوٹی"..... سجادول نے
 جواب دیتے ہوئے کہا اور لڑا بھی اشبات میں سر ہلاتی ہوئی اس کی کرسی
 کے ساتھ رکھی ہوئی دوسری کرسی بیٹھ گئی۔ مشین پر موجود سکرین

نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے مائیک لیا۔ اور اسے واپس مشین کے ساتھ ہک کر کے اس نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔
مشین آف کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پریشن روم سے باہر نکل گیا۔
بعد لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل اور دو جام موجود تھے۔

”میرے آدمی ناشتہ تیار کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا جب تک ناشتہ تیار ہو کیوں نہ شراب کا ایک دور ہو جائے۔“ سجاد نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور لڑا مسکرا دی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ شراب پینے میں مصروف ہو چکے تھے۔ لیکن پھر اچانک مشین میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں ابھریں تو وہ دونوں چونک پڑے۔ سجاد نے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام میز پر رکھا اور ساتھ چٹائی پر موجود ریوٹ کنٹرول بنالہ اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔ ایچ کالنگ اورور۔“ مشین سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔
”ہیس۔ ایس انڈنگک یو اورور۔“ سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ایک پرابلم پیش آرہی ہے اورور۔“ دوسری طرف سے ہاشم نے کہا تو سجاد کے ساتھ ساتھ لڑا بھی چونک پڑی۔
”پرابلم۔ کیسی پرابلم۔ اورور۔“ سجاد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ ایک سپیشل ٹرک کا ڈرائیور بیمار ہو گیا ہے۔ ٹرک اس

اہیات میں سرملاتے ہوئے مائیک کا بٹن دیا۔
”ہیلو ہیلو۔ لڑا کالنگ اورور۔“ لڑا نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”ہیس چیف انڈنگک یو اورور۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”باس۔ سپیشل سہائی مشن کامیابی سے جاری ہے۔ جلد ہی میں آپ کو فائل خوشخبری سناؤں گی۔ اورور۔“ لڑا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پوری تفصیل سے رپورٹ دو اورور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور جواب میں لڑا نے مراد خان سے ملنے سے لے کر اب تک کی ساری صورتحال تفصیل سے بتاوی۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سہائی دو تین روز تک نارگٹ پربھیج جائے گی کسی قسم کا کوئی پرابلم تو سلسلے نہیں آیا اورور۔“
باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نومر۔ آل اڑ۔ او۔ کے۔ کسی کو شبہ تک نہیں ہو سکا۔ ویسے بھی مراد خان اور اس کے اسسٹنٹ سجاد کے انتظامات انتہائی فول پروف ہیں اور ایڈنائل۔“ لڑا نے سجاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور سجاد مسکرا دیا۔

”او۔ کے۔ وٹش یو گڈ لک اورور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور لڑا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مائیک کا بٹن آف کر دیا۔ سجاد

وقت سینڈ ڈرائیور چلا رہا ہے۔ لیکن وہ نیا آدمی ہے اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نیا آدمی۔ پھر اور..... سجاد نے ایسے لہجے میں جواب دیا جسے ہاشم کی بات اس کی سمجھ نہ آئی ہو۔

”باس آپ کو معلوم ہے کہ سپیشل ٹرک میں خصوصی آلات نصب ہوتے ہیں جو چیک پوسٹ پر آن کرنے پڑتے ہیں تاکہ اسلحہ مشین ہینگ سے اوپن نہ ہو سکے۔ اور نیا آدمی ظاہر ہے ان آلات کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اس لئے اگلی چیک پوسٹ پر اسلحہ اوپن ہو سکتا ہے..... ہاشم نے کہا۔

”اوہ۔ پھر۔۔۔ یہ تو غلط کام ہے۔ اگر ایک ٹرک سلسلے آیا تو پھر بات پھیل جائے گی اور۔۔۔“ سجاد نے اس بار پریشان سے لہجے میں کہا۔

”میں نے سوچا ہے باس کہ اس نئے ڈرائیور کو اگلی چیک پوسٹ سے پہلے اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچا دوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ ڈرائیور لوگ ایک دوسرے سے کس حد تک واقف ہوتے ہیں۔ انہیں ڈراسا بھی شکی پڑ گیا تو معاملات بے حد خراب ہو سکتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ دارالحکومت سے ایک اپنا خاص ڈرائیور طلب کر لیا جائے اور اصل ڈرائیور کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ کو واپس بھیج کر دوسرا ڈرائیور شامل کر دیا جائے تو بات بن جائے گی اور..... ہاشم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”اصل ڈرائیور کیا ہوش میں نہیں ہے۔ اور.....“ سجاد نے

نوٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہوش میں تو ہے۔ لیکن اس کے پیٹ میں شدید درد ہے۔ وہ اوپر سین میں جا کر لینا ہوا ہے۔ اور..... ہاشم نے جواب دیا۔

”لیکن اس کے لئے تو کونائے کو روکنا پڑے گا۔“ سجاد نے کہا۔

”چوتھی چیک پوسٹ سے پہلے آرام کرنے والا اڈہ آنے گا وہاں نوائے رک جائے گا اور.....“ ہاشم نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں ہیڈ کو اور ٹرکال کر کے وہاں سے دوسرا ڈرائیور اس ڈے پر پہنچنے کا کہہ دیتا ہوں۔ اور اینڈ آل.....“ سجاد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کا پہلے والا پریس شدہ بین دوبارہ پریس کر کے دو اور نمبر پریس کر دیئے اور چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ سجاد نے وہی پہلے والا بین پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو..... ایس کالنگ اور.....“ سجاد نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس۔ ہیڈ کو اور ٹرانڈنگ یو اور.....“ ٹرانسمیٹر سے اس بار ایک مختلف آواز سنائی دی۔

”جابر ایک سپیشل ڈرائیور بیمار ہو گیا ہے اور اب سپیشل ٹرک اس کا اسسٹنٹ چلا رہا ہے تمہیں رپورٹ ملی ہے۔ اور.....“ سجاد نے تیز لہجے میں کہا۔

”نو باس۔ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی اور.....“ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

”تم کونائے انچارج کو کال کر کے اس سے رپورٹ لو۔ لیکن اسے خود ڈرائیور کی بیماری کے بارے میں کچھ نہ کہنا۔ بلکہ اس سے اس طرح بات کرنا کہ وہ خود تمہیں اس ڈرائیور کی بیماری کے بارے میں بتانے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے بعد تم نے فوری طور پر سرکاری ہسپتال کا پٹر کے ذریعے دوسرے اسپیشل ڈرائیور کو وہاں بھجوانا ہے اور اس بیمار ڈرائیور کے ساتھ ساتھ اس کے اسسٹنٹ کو بھی واپس بلوالینا۔ سمجھ گئے ہو۔ اور“..... سجاد نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں سارے انتظامات کر لوں گا۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمام انتظامات کر کے مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اور اینڈ آف“..... سجاد نے کہا اور پھر اس نے بن دبا کر ابط آف کیا اور ایک بار پھر دوسرے مختلف بین دبانے شروع کر دیے۔ اور ایک بار پھر اس نے بین دبا دیے۔

”یس۔ ایچ اینڈنگ۔ اور“..... دوسری طرف سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔

”ہیڈ کوارٹر کو میں نے آڈر ڈے دیے ہیں۔ جاہر انتظامات کرے گا۔ تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف نگرانی کرنی ہے۔ اور“..... سجاد نے تیز آواز میں کہا۔

”یس سر اور“..... دوسری طرف سے ہاشم نے جواب دیا۔

”جب انتظامات مکمل ہو جائیں تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے اور اینڈ آف“..... سجاد نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”واقعی اتنے طویل سفر کے دوران کوئی ڈرائیور اچانک بیمار بھی ہو سکتا ہے مجھے تو اس پہلو کا خیال تک نہ تھا“..... لڑانے کہا۔

”عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ڈرائیور لوگ خاصے سخت جان ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے اس لئے ہیڈ کوارٹر اس سلسلے میں متبادل انتظامات رکھتا ہے۔ تاکہ سپلائی میں رکاوٹ پیدا نہ ہو“..... سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا خصوصی ڈرائیورز کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ خصوصی طور پر نہیں رکھے جاتے“..... لڑانے کہا۔

”نہیں۔ کم سے کم افراد کو ایچ کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی وقت راز نہ کھل سکے“..... سجاد نے جواب دیا اور لڑانے اشبات میں سر ہلایا۔

گی۔ اپنے باس کو کال کر کے مشن کے بارے میں رپورٹ دے گی اور اگر یہ کال کچھ ہو گئی تو میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔..... عمران نے جواب دیا اور نائیکر نے اشیات میں سر ملادیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے رانا ہاؤس سے روآنگی سے پہلے جوزف کو کال کر کے اس سے کونائے کی پوزیشن معلوم کر لی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اسی تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے تو زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹوں بعد وہ کونائے تک پہنچ جائیں گے۔

”باس۔ میرا خیال ہے۔ آپ کے ذہن میں ابھی تک اس سپیشل سپلائی کو ہائی جیک کرنے کی کوئی واضح پلاننگ نہیں آئی۔“ تھوڑی دیر بعد نائیکر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”تمہیں یہ کیسے خیال آیا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے جس طرح کال کچھ کرنے کی بات کی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ آپ باس کی آواز سننے کے بعد لڑا کو باس کی آواز میں ہم دے کر سپیشل سپلائی کی منزل تبدیل کرنے کا آرڈر دیں گے اس لئے آپ لڑا اور اس کے باس دونوں کی کال سننے کے لئے اس قدر بے مین ہیں.....“ نائیکر نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”بگڈ۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہارا ذہن اب صحیح خطوط پر سوچنے لگا ہے۔ تم نے واقعی درست اندازہ لگایا ہے.....“ عمران نے کہا۔

کار دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر حسب سابق نائیکر تھا جب کہ سائڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر جو انا تھا عمران نے اپنے گھنٹوں پر ایک چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا تھا جس پر ایک بلب جل رہا تھا اس نے یہ ڈبہ خاص طور پر رانا ہاؤس سے ساتھ لیا تھا۔

”یہ کال کچر ہے ناں باس.....“ نائیکر نے ڈبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”صرف کال کچر ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے کال کا منبع بھی معلوم کیا جاسکتا ہے میں نے اسے خاص طور پر تیار کرایا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو کیا آپ کو کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتظار ہے۔“ نائیکر نے کہا۔

”ہاں میرا خیال ہے کہ وہ لازماً کسی نہ کسی وقت جہاں بھی ہو

"لیکن باس میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ منصوبہ قابل عمل نہیں۔
ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے کمال ہے۔ تعریف کرنے کا یہی فائدہ ہوا ہے کہ تم نے ہر
راست چاند ماری شروع کر دی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
"باس۔ میری بات تو سن لیں..... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ
سے لہجے میں کہا۔

"سنئے میں تو کوئی عرج نہیں ہے لیکن سننے کے بعد کیا ہوتا ہے اس
پر تم اصرار نہ کرنا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ لڑا کو کوئی آڑ دے بھی دیں۔ تب بھی لڑا تو
آسانی سے بات نہیں مانے گی۔ وہ لازمًا خود اپنے باس کو کال کرے گا
کیونکہ یہ فیصلہ اچانک ہو گا اور ایک لحاظ سے سب منصوبہ الٹ جانے
گا۔ اس لئے اتنی آسانی سے لڑا کو مطمئن نہ ہو سکے گا جتنی آسانی سے آپ
سمجھ رہے ہیں..... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ہجرے پر سنجیدگی کے
تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"مطلب ہے اب جہاں اشافتی کارڈ بناوا ہی لینا چاہئے.....
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر حیرت سے عمران
کو دیکھنے لگا۔

"شافتی کارڈ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس..... ٹائیگر واقعی
عمران کے اس فقرے کا مطلب نہ سمجھ سکتا تھا۔

"میں تو سمجھ گیا ہوں کہ تم اب بالغ ہو چکے ہو۔ میرا مطلب ہے

بہ طور پر ہی ہے۔ اور شافتی کارڈ اسی کا بتنا ہے جو بالغ ہو جاتا ہے۔"
ان نے جواب دیا تو ٹائیگر کے چہرے پر ایک ہمت شرمندگی کے
ثرات نمودار ہوئے۔

"آئی۔ ایم۔ سوری باس۔ میں نے تو..... ٹائیگر نے شرمندہ
لہجے میں کہا۔

"میں نے طرز نہیں کیا ٹائیگر۔ اس لئے شرمندہ ہونے کی ضرورت
میں ہے۔ تم نے واقعی درست بات کی ہے میری پلاننگ واقعی
سیاتی طور پر غلط تھی۔ لڑا واقعی اس اچانک اور غیر متوقع فیصلے کو
بھی آسانی سے تسلیم نہیں کر سکتی۔ اس لئے اب کچھ اور سوچنا پڑے گا۔"
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر
سرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"میرا خیال ہے باس کہ ہم اس کنوائے کو کسی دیران جگہ پر روک
ان میں سے اسلحے کے چالیں ٹرک علیحدہ کر لیں اور پھر ان کے
ریپورز کو مجبور کر کے انہیں اپنی مرضی کے روٹ پر لے جائیں۔"
..... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں ان اسلحہ سہگل کرنے والوں کے طریقہ کار کا علم
ہیں ہے۔ یہ اسلحہ پکڑے جانے کی صورت میں تمام اسلحہ تباہ کر دیتے
ہیں۔ یہ اسلحے کا نقصان تو اٹھالیتے ہیں۔ لیکن اسلحہ کسی غلط پارٹی تک
ہیں پہنچنے دیتے۔ میں تمہوڑے بہت اسلحہ کی بات نہیں کر رہا۔ اسلحہ
ماہری کھپ کی بات کر رہا ہوں۔ یقیناً ان ٹرکوں میں ایسے آلات

نصب ہوں گے کہ ایک لمحے میں سارے کے سارے ٹرک بھگ سے اڑ جائیں گے اس طرح اسلحہ تو تباہ ہو جاتا ہے لیکن اسلحہ سمگل کرنے والے سرغنہ بیخ جاتے ہیں..... عمران نے جواب دیا۔
"تو پھر باس....." نائیگر نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ذرا کونائے تک تو پہنچ جائیں پھر صورتحال دیکھ کر کوئی پلاننگ بھی کر لیں گے ابھی اتنی جلدی بھی کیا ہے....." عمران نے جواب دیا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً چھ گھنٹے کے تیز سفر کے بعد وہ سرکاری گاڑیوں کے اس کونائے تک پہنچ گئے ٹرکوں کی ایک طویل قطار اپنی مخصوص رفتار سے سڑک پر چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"گاڑا آگے لے جاؤ....." ان کا آرام کرنے کا اڈہ آگے دس کلومیٹر بعد ہے۔ وہاں ہم نے پہنچنا ہے....." عمران نے کہا اور نائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ان کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی عمران خاموش بیٹھان ٹرکوں کو دیکھتا رہا اور کچھ دیر بعد ان کی کار اس کونائے کو کراس کر کے آگے نکل گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سڑک سے کافی ہٹ کر ایک وسیع و عریض میدان میں بیٹے ہوئے ایک ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔

"تم دونوں بھی ساتھ آؤ گے....." عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی عمارت میں داخل ہو گیا۔
"تیغہ کہاں ہو گا....." عمران نے ہوٹل کے برآمدے میں موجود

ایک نوجوان سے پوچھا۔

"واسطی صاحب۔ وہ تو ابھی چھٹی کر کے گھر گئے ہیں یہاں سے ایک کلومیٹر ان کا گھر ہے....." نوجوان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کچی سڑک کی طرف اشارہ کر دیا جو ہوٹل کے قریب سے گزرتی ہوئی اس کے عقبی طرف جا رہی تھی۔

"آؤ بیچر سے مل لیں....." عمران نے کہا اور وہاں اپنی کار کی طرف سڑ گیا۔ چند لمحوں بعد کار اسی کچی سڑک پر چلتی ہوئی ہوٹل کے عقبی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچ گئے۔ جہاں دس بارہ کچے گھروں میں ایک پختہ اور نو تعمیر شدہ گھر بھی تھا۔ گاؤں کے آدمی سے پوچھنے پر انہیں معلوم ہوا کہ یہی پختہ گھر ہی ہوٹل کے بیچر واسطی کا ہے۔ نائیگر نے اس پختہ گھر کے کھلے احاطے میں جا کر کار روک دی اور پھر وہ جیسے ہی نیچے اترا ایک آدمی عمارت کے برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا۔

"جی صاحب....." اس نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"بیچر صاحب سے ملنا ہے۔ ہم دارالحکومت سے آئے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا جناب۔ آئیے....." اس آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لے کر برآمدے کے کونے میں بیٹے ہوئے ایک بڑے

نے کہا۔

”جی ہاں۔ وزارت ٹرانسپورٹ کے تحت قائم کیا گیا ہے اور جہاں صرف سرکاری گاڑیاں رکتی ہیں جہاں سروس سٹیشن بھی ہے پٹرول پمپ بھی اور ہوٹل بھی۔ تاکہ ڈرائیورز کو ہر طرح کی سہولت مہیا کی جاسکے۔“ واسطی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود آپ کو علم نہیں ہے کہ اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے ہیں جن کی خصوصی نگہداشت کرنی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ لیکن کیوں۔ کیا ہے ان ٹرکوں میں۔ مجھے تو ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔“ واسطی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھلے بھی کبھی ایسی ہدایت نہیں دی گئی۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ پہلی بار یہ بات کر رہے ہیں کہ کوئی خصوصی ٹرک بھی ہوتے ہیں جہاں سے تو روزانہ سرکاری کنوائے گزرتے رہتے ہیں۔“ واسطی نے جواب دیا۔

”ان ٹرکوں کے اندر چند ٹرک ایسے ہوتے ہیں جن سے دل مراد خان صاحب کو خصوصی دلچسپی ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں دل مراد خان صاحب کو۔“ عمران نے ایک اور پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ہمارے ٹکے کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ اتھارٹی شریف۔ ایماندار اور بااصول افسر ہیں۔ اس ٹکے کی سادگی بھی ان کی وجہ سے ہی قائم ہے۔“ واسطی نے جواب دیا۔

سے کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں کرسیاں اور صوف موجود تھا۔

”یہ بیٹھیں جناب۔ میں انہیں اطلاع کرتا ہوں۔“ اس آدمی نے جو شاید میئنجر کا ملازم تھا انہیں صوفے اور کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ایک اڈھیڑ عمر آدمی کمرے میں داخل ہوا شکل و صورت اور انداز سے وہ ایک عام سا کاروباری آدمی نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام واسطی ہے جناب۔“ آنے والے نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام عمران ہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہمیں آپ سے ایک اہم کام ہے۔“ عمران نے اٹھ کر اپنا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”جی فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ میئنجر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سجاد صاحب نے آپ کو ان ٹرکوں کے بارے میں تو بتا دیا ہو گا جن کی جہاں خصوصی حفاظت کرنی ہے۔“ عمران نے کہا تو واسطی بے اختیار چونک پڑا۔

”سجاد صاحب۔ وہ کون ہیں۔“ واسطی نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچنے کیونکہ واسطی کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

”یہ اڈھ جس کے آپ میئنجر ہیں۔ سرکاری نہیں ہے۔“ عمران

”کیا کتوائے میں سے کوئی ایسا ڈرائیور آپ بتا سکتے ہیں جس کا تعلق براہ راست دل مرادخان سے ہو؟..... عمران نے کہا۔

”براہ راست تعلق تو کسی ڈرائیور کا اتنے بڑے افسر سے ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ ایک بار مجھے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے خود انٹرویو لے کر ڈرائیورز کی ایک کمیٹی ملازم رکھی ہے حالانکہ عام طور پر ڈرائیوروں کو ملازمت دینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی قائم ہے لیکن آپ کس کتوائے کی بات کر رہے ہیں؟..... واسطی نے کہا۔

”وہ کتوائے جو اس وقت تک ہوٹل پہنچ چکا ہو گا۔ دارالحکومت سے آ رہا ہے تقریباً سو ٹرکوں کا کتوائے ہے؟..... عمران نے جواب دیا۔

”میں تو یہاں ہوں جناب۔ اب مجھے کیا معلوم کہ ان سو ٹرکوں پر کون کون سے ڈرائیور ہیں؟..... واسطی نے کہا۔

”یہاں فون موجود ہے۔ کیا آپ ہوٹل فون کر کے وہاں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور کیا آپ کسی ایسے ڈرائیور کو یہاں بلا سکتے ہیں جو براہ راست جبری کیا گیا ہو؟..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیں؟..... واسطی نے کہا اور عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اسے کھول کر واسطی کے سامنے رکھ دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ سپیشل پولیس کے ڈی آئی جی صاحب۔ اوہ۔ اوہ ویری سوری جناب۔ آپ تو بہت بڑے افسر ہیں آپ کے حکم کی تعمیل تو مجھ پر فرض ہے جناب؟..... واسطی نے کارڈ دیکھتے ہی بری طرف

ٹھکانے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شکریہ؟..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

”میں معلوم کرتا ہوں جناب۔ اور جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی روں گا؟..... واسطی نے موڈ بانڈ لہجے میں کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

”واسطی بول رہا ہوں طاہر؟..... واسطی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

”ییس سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”دارالحکومت کی طرف سے کوئی کتوائے آیا ہے؟..... واسطی نے کہا۔

”ییس سر۔ ابھی چند لمحے پہلے پہنچا ہے۔ بلکہ پہنچ رہا ہے۔ بہت بڑا کتوائے ہے؟..... طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان میں سپیشل گریڈ والے ڈرائیورز بھی ہیں؟..... واسطی نے پوچھا۔

”جی ہاں کئی نظر آئے ہیں۔ کیوں؟..... طاہر نے کہا۔

”الف خان ڈرائیور بھی ہے؟..... واسطی نے پوچھا۔

”ابھی تک تو مجھے نظر نہیں آیا۔ اگر آپ کہیں تو میں پوچھ لوں کسی سے۔ طاہر نے جواب دیا۔

”ہاں۔ فون ہونڈ رکھو اور معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔..... واسطی

نے کہا۔

”بہت اچھا جناب طاہر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔“

”یہ الف خان کیا کوئی خاص آدمی ہے عمران نے کہا۔“

”ہاں یہ اس گروپ کا سرکردہ آدمی ہے اور سنا جاتا ہے کہ سارے گروپ اس نے سلیکٹ کرایا تھا۔ اسے ہم سب سپیشل گریڈ گروپ کہتے ہیں کیونکہ ان کی تعیناتی سپیشل گریڈ میں ہوتی ہے واسطی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔“

”ہیلو ہیلو چند لمحوں بعد طاہر کی آواز سنائی دی۔“

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے واسطی نے پوچھا۔“

”جناب الف خان کنوائے میں شامل ہے اس کا ٹرک ابھی پہنچا ہے! طاہر نے جواب دیا۔“

”تم ایسا کرو کہ الف خان کو ساتھ لے کر فوری طور پر جہاں میرے مکان پر پہنچ جاؤ۔ اس سے مجھے ایک اچھائی ضروری اور فوری کام ہے۔ لیکن سنو اسے اکیلے ساتھ لے آنا واسطی نے کہا۔“

”جی ٹھیک ہے میں لے آتا ہوں اسے دوسری طرف سے کہا گیا اور واسطی نے رسیور رکھ دیا۔“

”وہ آ رہا ہے جناب۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے واسطی نے رسیور رکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔“

”نہیں ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ اس لئے فی الحال کچھ نہیں۔ آپ اس الف

خان کو جہاں لے آئیں۔ طاہر کو واپس بھجوا دیں اور الف خان کو جہاں

تک ہمارے متعلق کچھ بتائے بغیر لے آئیں عمران نے کہا۔“

”ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ حکم کریں۔“ واسطی نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا اور چند لمحوں بعد ہی واپس آ گیا۔“

”میں نے ملازم سے کہہ دیا ہے وہ طاہر کو واپس بھیج کر الف خان کو لے آئے گا۔ ورنہ وہ الف خان لازماً مجھ سے پہلے پوچھنے کی کوشش کرے گا کہ میں نے اسے جہاں کیوں بلوایا ہے کیونکہ اس سے پہلے میں نے کبھی اسے جہاں نہیں بلوایا تھا واسطی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا اور

ایک لمبا جڑکا اور مضبوط جسم کا آدمی اندر داخل ہوا اس کے جسم پر سرکاری یونیفارم تھی اندر داخل ہوتے ہی وہ جھنجھک کر رک گیا۔“

”آؤ الف خان یہ سپیشل پولیس کے ڈی آئی جی صاحب ہیں۔ عامر

خان اور جناب یہ الف خان ہے واسطی نے کہا۔“

”مگر۔ مگر۔ میں۔ میں“ الف خان نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔“

”بیٹھ جاؤ الف خان عمران نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ تو الف خان واسطی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر تذبذب کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔“

”سجاول کہاں ہے عمران نے الف خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پچانک کہا تو الف خان بے اختیار چونک پڑا۔“

- تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہی درست ہے۔
 یکن پھر سجاد نے جو گوٹھ سے جو اسلحہ لوڈ کر لیا تھا وہ کہاں گیا ہے۔"
 عمران نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا وہ واقعی ذہنی طور پر لٹھ گیا تھا کیونکہ
 الف خان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔
 "مجھے کیا معلوم جناب میں تو کسی سجاد کو جانتا تک نہیں۔"
 الف خان نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔
 "جو انام باہر جاؤ۔ میں نے جتداہم باتیں کرنی ہیں اور مجھے تنہائی
 چاہئے۔"..... عمران نے جو انام سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "میں ماسٹر..... جو انام نے اس طرح سر ملاتے ہوئے کہا جیسے وہ
 عمران کا اشارہ سمجھ گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر تیز قدم اٹھاتا
 کرے سے باہر نکل گیا۔

"الف خان۔ اسلحہ سرکاری ٹرکوں میں لوڈ ہوا ہے اس کا حتمی
 ثبوت ہمارے پاس موجود ہے اور وہ ٹرک اس کنوائے میں شامل تھے
 اب تم کہہ رہے ہو کہ اس کنوائے میں کوئی ایسا ٹرک موجود نہیں ہے
 جس پر اسلحہ لوڈ ہو تو پھر تم بتاؤ گے کہ وہ ٹرک کہاں گئے ہیں۔" عمران
 کا لہجہ سخت تھا۔

"آپ جناب خواہ مخواہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ میں تو ایک معمولی
 سا ڈرائیور ہوں مجھے کیا معلوم کہ کون سجاد ہے اور کس نے اسلحہ
 لوڈ کر لیا ہے۔ اور اسلحہ کہاں ہے۔ پیراہ کنوائے اڈے پر موجود ہے۔
 سارے ڈرائیور بھی موجود ہیں۔ آپ سپیشل پولیس کے بڑے افسر

"ج۔ ج۔ اول۔ لک۔ لک۔ کون۔ سجاد۔ میں تو کسی
 سجاد کو نہیں جانتا۔" الف خان نے بے اختیار اچھلے ہوئے کہا۔
 "دیکھو الف خان۔ تم سرکاری ملازم ہو۔ اور تم اچھی طرح جانتے
 ہو کہ سرکاری آدمی جب غلط کام کرے تو اس کو سزا بھی ذیل ملتی ہے۔
 سپیشل پولیس کو معلوم ہے کہ اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے
 ہیں جن میں انتہائی جدید اسلحہ لدا ہوا ہے اور جو سہل کیا جا رہا ہے اور
 تم ان ٹرکوں میں سے ایک کے ڈرائیور ہو۔ یہ تمہارے لئے آخری
 موقع ہے کہ تم اپنی جان بچا سکتے ہو۔ ورنہ....." عمران نے انتہائی
 سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریو الوور نکال
 لیا اور اس کے ریو الوور نکلتے ہی ٹائیکر اور جو انام کے ہاتھوں میں بھی
 ریو الوور نظر آنے لگ گئے۔

"جی۔ جی۔ یہ۔ یہ۔ سہلنگ۔ یہ اسلحہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"
 واسطی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔
 "آپ خاموش رہیں۔ ورنہ....." عمران نے غزاتے ہوئے کہا اور
 واسطی بے اختیار سہم کر رہ گیا۔

"آپ کو غلط اطلاع ملی ہے جناب ایسی کوئی بات نہیں کنوائے
 کے ہر ٹرک میں گندم لوڈ ہے آپ بے شک ایک ایک ٹرک کھلوا کر
 چیک کر سکتے ہیں۔ راستے میں تین چیک پوسٹس ہم نے کر اس کی ہیں
 وہاں مشینوں سے چینینگ ہوتی ہے اگر اسلحہ ہوتا تو اب تک پکڑا نہ جا
 چکا ہوتا۔" اس بار الف خان نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

ہیں آپ کا ہاتھ کون روک سکتا ہے جا کر سارے ٹرک اوپن کر کے جس طرح چاہے تلاش کر لیجئے۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔..... الف خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے ہماری اطلاع غلط ہے۔..... عمران نے کہا۔
 ”اس کنوائے کی حد تک تو غلط ہے جناب۔ باقی میں کچھ نہیں جانتا الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے پھر مجھے سوچنا پڑے گا۔..... عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

”مجھے اجازت ہے۔..... الف خان نے قدرے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھہرو۔ مجھے سوچنے دو۔..... عمران نے کہا اور الف خان کندھے اچکا کر رہ گیا۔ تموڑی رز بعد دروازہ کھلا اور جو انا ندر داخل ہوا۔

”مسٹر واسطی۔ آپ بھی جو انا کے ساتھ باہر جائیں۔ میں نے الف خان سے ضروری بات کرنی ہے۔..... عمران نے واسطی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی اچھا۔..... واسطی نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ تو جو انا بھی اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔

”ہاں تو الف خان۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ جو کچھ سچ ہے و

بادو۔..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جناب۔ مم۔ مم۔ میں کچھ کہ رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔۔۔ الف خان نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران بازو پھیل کر سی تیزی سے گھوما اور الف خان جھنجھٹا ہوا اچھل کر نیچے لڑ پر جا گرا۔ عمران کا زور دار تھم پوری قوت سے اس کے ہجرے پر تھا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا پیر رکھا اور اسے موڑ دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا الف خان ایک جھٹکنے سے واپس گرا۔ اس کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا اور جسم تنے مڑنے لگ گیا۔ حلق سے فرخراہٹ آوازیں نکلنے لگیں اور آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

”بولو۔ کہاں ہے اسلحہ۔..... عمران نے پیر کو واپس موڑتے نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور الف خان کی حالت جس قدر تیزی سے بد ہوئی تھی اسی قدر تیزی سے سنبھلنے بھی لگ گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ خدا کے لیے پیر ہٹالو۔ مم۔ مم۔ میری روح کچلی جا رہی ہے۔ مم۔ میں مرجاؤں گا۔ پیر ہٹاؤ۔ یہ کیسیا عذاب ہے۔..... الف خان نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔

”بولو۔ جو پوچھ رہا ہوں۔ وہ بتاؤ۔ ورنہ۔..... عمران نے خزا تے لے کہا اور پیر کو ذرا سا دو بارہ موڑ دیا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ وہ۔ وہ۔ ٹرک اس کنوائے میں نہیں ہے۔ وہ خصوصی رستے پر گئے ہیں۔ ان میں نہیں ہیں۔ میں سچ کہہ رہا

”یہ۔۔۔ تم نے کیا کیا تھا۔۔۔ مم۔ مم۔ میں تو۔۔۔۔۔ الف خان نے کہا۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر جھٹکا ہوا صوفے پر ہی پہلو کے بل گر گیا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوم گیا تھا۔

”جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔۔۔ کھجے۔۔۔۔۔ عمران نے استہائی سر دلچھے میں کہا اور بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے الف خان کو دوبارہ سیدھا بٹھا دیا۔ تمہرا اس قدر پر قوت تھا کہ الف خان جیسے مضبوط اور توانا آدمی کی ناک سے خون کے قطرے پینچنے لگے تھے۔

”اسلحے کے چالیں ٹرک اس کنوائے میں شامل نہیں ہیں۔ الیبت چالیں ٹرکوں میں گندم کے اندر دھماکہ خیز مادہ موجود ہے۔ اسلحہ جن ٹرکوں میں لا دیا گیا تھا۔ وہ دارالحکومت میں رک گئے تھے۔۔۔۔۔ الف خان نے جواب دیا۔

”دھماکہ خیز مادہ۔ کیا مطلب اور اگر اس کنوائے میں اسلحہ نہیں ہے۔ تو پھر اس کے حفاظتی انتظامات کیوں اس انداز میں کئے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”بڑے صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ کسی اور پارٹی کو فروخت کر دیا جائے اور چالیں ٹرکوں میں دھماکہ خیز مادہ لوڈ کر دیا جائے۔ ترانجن کے بعد جب یہ چالیں ٹرک کنوائے سے علیحدہ ہو جائیں۔ تو پھر انہیں رستے میں تباہ کر دیا جائے اور پارٹی سے کہا جائے گا کہ ان کے اسلحے میں ایسا بارود موجود تھا۔ جس کی وجہ سے ٹرک تباہ ہو گئے۔ اس طرح اسلحہ انہیں مفت ہاتھ آجائے گا اور

ہوں۔ وہ یہاں نہیں ہیں وہ۔ وہ۔ وہ۔ علیحدہ ہیں۔۔۔۔۔ الف خان نے رک رک کر کہا اور عمران کے چہرے پر استہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھاؤ، ٹائیگر اور اس کا کوٹ عقب سے نیچے کر دو۔۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور پیر کو اس کی گردن سے ہٹا کر اور عمران کا پیر پستے ہی الف خان نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ ٹائیگر نے تھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھینچ کر صوفے پر لا بٹھایا اور پھر اس سے پہلے کہ الف خان سنبھلنے سے اس نے اس کا کوٹ نیچے کر دیا اور اب الف خان بے بس ہو چکا تھا۔ لیکن الف خان کی طرف سے کوئی فوری رد عمل سلسلے نہ آسکا۔ کیونکہ وہ ابھی تک پہلی والی کیفیت سے لٹکنے میں مصروف تھا۔ وہ مسلسل لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

”ہاں۔ اب تفصیل سے بتاؤ۔ ورنہ اس بار تمہارا حشر پیلے سے خراب ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے پانی دیں۔ پانی۔ میرا سینہ پھٹتا جا رہا ہے۔“ الف خان نے ہٹکاتے ہوئے کہا۔

”پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے۔“ عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی بات درست ثابت ہوئی۔ الف خان چند لمحوں بعد ہی نارمل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرائے تھے۔

ن کے نیچے تہہ خانے میں آپریشن روم ہے۔ کنوانے وہاں لگی ہوئی شینوں پر باقاعدہ چیک بھی ہوتا رہتا ہے اور ان کے آدمی بھی پورٹیں دیتے رہتے ہیں۔ پارٹی بھی ساتھ ہوگی۔ اس طرح کل کو لٹی یہ نہ کہہ سکے گی کہ انتظامات درست نہ ہوئے تھے۔ الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جن ٹرکوں میں دھماکہ خیز مادہ ہے۔ ان کی نشانی کیا ہے۔“
ران نے پوچھا۔

”ان سب کے رجسٹریشن نمبروں میں تین کا ہندسہ آتا ہے۔ بس ن نشانی ہے۔“ الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”لیکن رستے میں تو باقاعدہ مشین چیکنگ کی گئی تھی۔ پھر دھماکہ زیادہ کیوں ٹریس نہیں ہو سکا۔“ عمران نے کہا۔

”جب ان ٹرکوں میں خصوصی آلات نصب ہیں۔ چیک پوسٹ پر ن آلات کو ڈیٹا یور آن کر دیتے ہیں۔ ویسے بھی چیکنگ سٹاف کے سے افسر کو باقاعدہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ تاکہ چیکنگ صرف رسمی ہو ول کر چیکنگ نہ کی جاسکے۔“ الف خان نے جواب دیتے ہوئے اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ الف خان کچھ کہتا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور گولی نے الف خان کی کھوپڑی کو کئی حصوں میں سیم کر دیا۔

”یہ تو بہت بڑا گینگ ہے اور باقاعدہ سرکاری سطح پر خوف ناک

سرکاری رپورٹ میں بھی لکھا جائے گا کہ تخریب کاروں نے ٹرکوں پر بم مار کر انہیں تباہ کر دیا ہے۔“ الف خان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بڑے صاحب سے تمہارا مقصد دل مراد خان ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہی ہمارے بڑے صاحب ہیں۔“ الف خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ سنور کہاں ہے۔ جس میں یہ اسلحہ رکھا گیا ہے۔“ عمران نے ہونٹ ہنپتے ہوئے پوچھا اور الف خان نے اس سنور کا حدود اربعہ اور اس کی تفصیل بتادی۔

”مراد خان اس وقت کہاں ہوگا۔“ عمران نے پوچھا۔
”وہ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں۔ جب بھی کوئی بڑا کام ہوتا ہے وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر چلے جاتے ہیں۔ جب انہیں کام کے مکمل ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے۔ اس وقت وہ واپس آتے ہیں۔“ الف خان نے جواب دیا۔

”سجادول کہاں بیٹھ کر کنوانے کو کنٹرول کرتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”آپریشن روم میں۔“ الف خان نے جواب دیا۔
”آپریشن روم۔ وہ کہاں ہے۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
”کھاناری کی پہاڑیوں میں ایک ویران قلعے کے کھنڈرات ہیں۔“

سمگلنگ ہو رہی ہے۔" عمران نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔
 "میں باس اور نجانے کب سے یہ مکروہ دھندہ ہو رہا ہے۔" ناٹنگ
 نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا اور عمران نے مزید بڑے ٹیلی فون
 رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنا
 دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ سرکاری سطح پر سمگلنگ کا ایک بہ
 بڑے ریکٹ کا سراغ لگایا گیا ہے..... عمران نے مودبانہ لہجے میں
 اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک ہونے والی تمام پیش رفت
 تفصیلات بتا دیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اب اس وقت وہ کہا
 سے فون کر رہا ہے۔

"لیکن سمگلنگ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔
 لئے تم مجھ سے کیا چاہتے ہو..... ساری تفصیل سننے کے بعد دوسر
 طرف سے اہتائی سرد لہجے میں کہا گیا۔

"جناب۔ مجھے معلوم ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے
 آپ اس دل مراد خان کی گرفتاری کے احکامات دے دیں۔ اعلیٰ طا
 اسے گرفتار نہیں کریں گے اور وہ صاف بچ جائے گا..... عمران۔
 کہا۔

"لیکن اس کے خلاف ثبوت کون مہیا کرے گا۔ بقول جہارے
 سرکاری دورے پر ہے اور سجادول جولیڈر انچارج ہے وہ پرائیویٹ تو

ہے۔ باقی رہے وہ ڈرائیور جو دھماکا خیز مواد لے کر جا رہے ہیں تو ان
 کا ٹرک کے اندر بھرے ہوئے مال سے آگاہی قانوناً ضروری نہیں ہوتی
 اور نہ ہی ان کے آنے پر لہجے بڑے افسر کوئی الزام ثابت ہو سکتا ہے۔
 دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں خود کچھ کرتا ہوں..... عمران نے منہ
 بناتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس
 نے رسیور رکھ دیا۔

"چیف نے اس قدر تفصیل سننے کے باوجود بھی آپ کی بات پر
 اعتماد نہیں کیا..... ناٹنگ نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "وہ بھی تو سرکاری آدمی ہے اور سب سرکاری آدمیوں کی نفسیات
 ایک ہی ہوتی ہیں۔ مجھے پھلے ہی معلوم تھا کہ اس نے یہی جواب دینا
 ہے۔ لیکن میں نے فون اس لئے کیا تھا۔ تاکہ کل کو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ
 اسے اس کاروائی سے آگاہ نہیں کیا گیا..... عمران نے جواب دیا اور
 ناٹنگ نے اثبات میں سر ملادیا۔

"اب اس واسطی اور اس لاش کا کیا کرنا ہے۔ اگر یہ الف خان
 واپس نہ گیا تو مسد خراب ہو جائے گا..... ناٹنگ نے کہا۔
 "ابھی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اب ہم آزاد ہو چکے ہیں..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر
 ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سپیشل فورس۔ ہیڈ کوارٹر..... رابطہ قائم ہوتے ہی

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کمانڈر اسلم خان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"ہو لڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسلم خان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"بولنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑی بڑی موٹھیں بھی توہل رہی ہوں گی یا انہیں موم لگا کر سخت کر لیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ تم ہی ہو۔ ورنہ جب پی۔ اے نے بتایا کہ کوئی علی عمران بات کرنا چاہتا ہے۔ تو مجھے یقین ہی نہ آیا تھا"..... دوسری طرف سے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سچ پوچھو تو پھلی ملاقات میں تمہاری موٹھوں کا وہ خوف ناک رقص دیکھا تھا کہ ابھی تک رات کو نیند میں ڈر کر اٹھ بیٹھتا ہوں"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسلم خان بے اختیار ہنسنے مار کر ہنس پڑا۔

"سواری۔ تمہارے کہنے سے تو میں موٹھیں کنوانے سے رہا۔" اسلم خان نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ کنواؤ۔ بس ذرا موم وغیرہ لگا لیا کرو۔

تاکہ جب تم بولو تو یہ تو محسوس نہ ہو کہ دو کالی چوہلیں مباحسا ڈانس کر رہی ہیں"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اسلم خان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا کوشش کروں گا کہ تمہارے سامنے کم سے کم بولوں۔ بہر حال بتاؤ۔ کہاں سے بول رہے ہو"..... اسلم خان نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"زر جام قصبے سے تقریباً بیس میل پھلے بڑی شاہراہ پر سڑک سے ہٹ کر ایک ہوٹل سا بنا ہوا ہے۔ جہاں سرکاری ٹرک رکھتے ہیں۔ اس ہوٹل سے تقریباً ایک کلومیٹر نیچے ایک جمونا سا گاؤں ہے۔ اس میں اس ہوٹل کے نیچر واسطی کا مکان ہے۔ اس مکان سے بول رہا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ کوئی خاص جگہ ہے۔ کیا بات ہے۔ مجھے بتاؤ۔ بڑے عرصے سے ترقی رکی ہوئی ہے۔ پھلے بھی تم نے ایک بار ایسے ہی اچانک اطلاع دی تھی اور مجھے فوراً ترقی مل گئی تھی۔" اسلم خان نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے اس ترقی کے بعد کوئی دعوت وغیرہ تو کی ہی نہیں۔ ساری ترقی خود ہی مفہم کر گئے"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وعدہ رہا پکا وعدہ۔ ایک نہیں دو دعوتیں دوں گا۔" اسلم خان نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اس ہوٹل کے سامنے اس وقت ایک سو سرکاری ٹرکوں کا

جی۔ وہ ان ٹرکوں کے خصوصی ڈرائیورز کا سرخندہ ہے اور شیجر واسطی
اس کا ملازم بے ہوش ہوگا۔ یہ دونوں بے گناہ ہیں۔ کچھ گئے ہو۔
ران نے کہا۔

”بانکل سمجھ گیا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ ان کا بال بھی بیکانہ ہوگا۔
دسری طرف سے اسلم خان نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ دعوت یاد رکھنا۔ خدا حافظ“..... عمران نے
سکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آؤ ٹائیگر اب نکل جائیں۔ اب سپیشل فورس خود ہی سب کچھ
سنجھال لے گی“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور تیزی سے بیرونی
دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کنوائے موجود ہے اور اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے ہیں جن میں
دھماکہ خیز مادہ موجود ہے اور ٹرکوں کے اندر ایسے آلات نصب ہیں۔
جن سے جیکنگ مشین کو بھی بے اثر کیا جا سکتا ہے اور کھانا پانی
پہاڑیوں کے اندر ایک ویران قلعہ ہے۔ جس کے نیچے تہہ خانوں میں
باقاعدہ آپریشن روم بنا ہوا ہے۔ مشینیں فٹ ہیں اور وہاں
ادارہ حکومت کے ایک کلب کا مالک سجاد اس سارے کنوائے کو
کنٹرول کر رہا ہے اور اس کے آدمی تین کاروں میں اس کنوائے کے
آگے پیچھے مسلح حالت میں چل رہے ہیں۔..... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”مگر۔ مگر۔ مقصد..... اسلم خان نے انتہائی بے چین سے لہجے
میں کہا۔

”مقصد تخریب کاری۔ ان چالیس ٹرکوں کو کسی بھی وقت تباہ
کیا جا سکتا ہے اور تخریب کاری روکنے کے لئے ہی تو حکومت جمہاری ان
بڑی بڑی موٹوں کی طوعاً و کرہاً پرورش کر رہی ہے“..... عمران نے
جواب دیا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اب میں سمجھا۔ چالیس سرکاری ٹرکوں کی تباہی۔ پھر
توپور کنوائے ہی تباہ ہو جائے گا۔ دوسری بیڈ۔ بہت بڑی واردات ہے
میں ابھی اس کا بندوبست کرتا ہوں“..... اسلم خان نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”اس واسطی کے مکان میں ایک ڈرائیور زائف خان کی لاش موجود

217
احاطے میں داخل ہو کر رک گئی۔ جیپ رکھتے ہی وہ دونوں نیچے اترے تو برآمدے میں موجود ایک پہاڑی نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”سردار افضل آپ اور یہاں اس وقت“ آنے والے نے قریب آ کر اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایک اہم کام تھا۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں.....“ سردار افضل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں سردار۔ گڑبڑ کسی۔ آل اڑ۔ او۔ کے۔ مجھے تو حیرت آپ کے اس طرح بغیر اطلاع آنے پر ہو رہی ہے۔“ نوجوان نے جواب دیا۔

”آؤ۔ اندر چل کر بات کرتے ہیں.....“ سردار افضل نے کہا اور پھر وہ تینوں عمارت کے اندر ایک کمرے میں پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”شیردل۔ سپیشل ٹرانسمیٹر مجھے دو.....“ سردار افضل نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیپ ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر سردار افضل کے ہاتھ میں دے دیا۔ سردار افضل نے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بین دبا دیا اور ٹرانسمیٹر پر موجود ایک چھوٹا سا بلب یک تھت جلنے بجھنے لگا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ایس۔ اے کالنگ اوور.....“ سردار افضل نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

جیپ اہتائی دشوار گزار پہاڑی رستے پر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد کا نوجوان تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر ایک چہرے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چوڑے چہرے پر سیاہ واڈھی اسے اور بھی زیادہ بادکار اور وجہہ بنا رہی تھی۔

”سردار عمران صاحب نے آخر کیوں آپ کو راگنی بلوایا ہو گا۔“ ڈرائیور نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تو وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہو گا.....“ نوجوان نے جواب دیا اور ڈرائیور خاموش ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا تو ایک چھوٹی سی پہاڑی بستی سامنے نظر آنے لگ گئی۔ جیپ کارخ اس بستی کی طرف ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد جیپ بستی کے کنارے پر موجود ایک ہنستہ مکان کے

میں سے دو آدمی نیچے اترے۔ دونوں نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا اور
ہمے مہرے سے بھی مقامی ہی لگ رہے تھے۔ جیب پر نمبر پلیٹ بھی
قائم ہی تھی۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے برآمدے کی طرف
بھاگے۔

خوش آمدید جناب۔ میرا نام افضل ہے۔ افضل نے آگے
بٹھے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔
علی عمران ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو
نفل جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے گلے سے لگ گیا۔

ارے ارے۔ میری پسلیاں مقامی نہیں ہیں۔ میرا مطلب بہاڑی
ٹوں کی طرح مضبوط نہیں ہیں۔ شہری اور نرم و نازک سی ہیں۔
ان نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار افضل بے اختیار ہنس کر بیچھے
ٹ گیا۔

آپ سے ملاقات کا تو میں ہمیشہ خواب دیکھتا رہا ہوں۔ کاش میں
آپ کا اصل چہرہ دیکھ سکتا افضل خان نے کہا۔

کیا ضرورت ہے۔ رات کو خواب میں ڈرتے رہو گے۔ یہ ٹائیگر
ہے۔ میرا ساتھی اور ٹائیگر یہ سردار افضل ہے۔ مشکباز تحریک آزادی
کا ایک نڈر مجاہد عمران نے اپنے ساتھی کا تعارف سردار افضل
سے اور سردار افضل کا اپنے ساتھی سے کراتے ہوئے کہا۔

یہ میرا ساتھی ہے شیردل افضل نے اپنے ساتھی کا تعارف
دیا اور شیردل نے آگے بڑھ کر عمران اور ٹائیگر دونوں سے بڑے

میں۔ پرنس اسٹڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے اور دوسری
طرف سے ایک مدغم سی آواز سنائی دی۔
پوائنٹ تھری سے کال کر رہا ہوں اور سردار افضل نے
جواب دیا۔

کوئی پرابلم اور دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
نہیں۔ کوئی پرابلم نہیں ہے۔ آل اڈ۔ او۔ کے اور سردار
افضل نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں اور دوسری طرف سے کہا گیا اور
سردار افضل نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

رحمت چائے کا بندوبست کرو۔ بہت اہم مہمان آرہے ہیں۔ اور
شیردل آؤ ہم باہر چھانک پران کا استقبال کریں گے۔ سردار افضل
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور شیردل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

کون سے مہمان ہیں سردار رحمت نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

جب آجائیں گے تو تعارف کرا دوں گا سردار افضل نے
کہا اور رحمت خاموشی سے سر ملاتا ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا۔
سردار افضل شیردل کے ساتھ عمارت کے برآمدے میں آ کر رک گیا۔
جب کہ رحمت کسی اور کمرے میں چلا گیا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد
ایک جیب پھانگ کے اندر داخل ہوئی اور تیزی سے عمارت کے
سلٹنہ کھڑی ہوئی سردار افضل کی جیب کے قریب آ کر رک گئی اور پھر

اہرین تک جدید اسلحے کی ایک بڑی کھیپ پہنچائی جائے۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو کیا حکومت پاکیشیا نے ہماری درخواست منظور کر رہی ہے۔ اوہ۔ اس سے تو ہماری تحریک میں یقیناً نئی جان پڑ جائے گی۔“
 سردار افضل نے اہتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”نہیں۔ اس اسلحے کا حکومت پاکیشیا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور حکومت پاکیشیا بین الاقوامی قوانین کا احترام کرتی ہے اور ویسے بھی اگر حکومت مجاہدین کو سرکاری طور پر اسلحہ سپلائی کرے تو اس سے بین الاقوامی سطح پر مجاہدین کی تحریک کو نقصان ہی پہنچے گا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”مگر۔ پھر..... سردار افضل نے حیران ہو کر کہا۔

”حکومت گریٹ لینڈ نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے جدید اسلحے کی

ایک بڑی کھیپ روسیہ کی ایک سابقہ مسلم ریاست میں بغاوت کرنے اور وہاں فسادات کرانے کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ کے ذریعے سہولت کروائی۔ مجھے اطلاعات مل گئیں۔ چونکہ اس اسلحے کا تعلق حکومت پاکیشیا سے نہ تھا اور نہ حکومت پاکیشیا کو ایسے اسلحے کی اس کھیپ کے حاصل کر لینے سے کوئی فرق پڑتا تھا۔ اس لئے سیکرٹروس کے چیف نے فیصلہ کیا کہ جو اسلحہ گریٹ لینڈ کی حکومت نے ایک مسلم ریاست کے خلاف سپلائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس اسلحے کو مشکبار کی تحریک آزادی میں کام آنا چاہئے۔ اسلحہ چونکہ گریٹ

پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

”آئیے۔ اندر بیٹھتے ہیں۔ آپ کی کال ملتے ہی میں فوراً روانہ ہوں گا۔“
 سردار افضل نے کہا اور عمران نے اہتہائی میں سر ہلا دیا۔ تھوڑے دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سردار افضل اور شیردل بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے رحمت اندر داخل ہوا۔ تو سردار افضل نے اس کا تعارف کرایا۔ اس نے بھی عمران اور ٹائیگر سے بڑے پرجوش انداز میں ہاتھ ملایا۔
 ”میں جانے لے آؤں..... رحمت نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس چلا گیا۔

”سردار افضل۔ مشکبار میں تحریک کی کیا پوزیشن ہے.....“

عمران نے سردار افضل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تحریک پورے جوش و جذبے سے جاری ہے عمران صاحب اور جیسے جیسے کافرستانی فوج مظالم ڈھا رہی ہے۔ ویسے ویسے تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں کہیں سے بھی اسلحہ نہیں مل رہا۔ ہمیں کافرستانی فوج سے چھینے ہوئے اسلحے سے ہی کام چلانا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس کی تعداد کس قدر محدود ہوگی۔ لیکن پھر بھی ہمارے حوصلے بلند ہیں..... سردار افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسی لئے تمہیں یہاں بلوایا تھا سردار افضل کہ تم ہی مجاہدین کو اسلحہ سپلائی کرتے ہو اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ذریعے

لیڈ کا بنا ہوا ہے اور پاکیشیا ایسا اسلحہ استعمال نہیں کرتا۔ اس۔ اسلحے کی مجاہدین کے پاس موجودگی سے حکومت پاکیشیا پر کو حرف نہیں آنے گا۔ جب کہ مجاہدین کو اس اسلحے کے حصول سے۔ حد تقویت ملے گی اور چونکہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں سمگلنگ نہیں آتی۔ اس لئے چیف نے مجھے کہہ دیا کہ میں اپنے طور پر اس اسلحے مشکبار پہنچانے کا بندوبست کروں سہتا چہ میں نے اس سمگلر کو پ تو پاکیشیائی سپیشل فورس کو اطلاع دے کر پکڑا دیا۔ لیکن اسلحہ نے پہلے ہی علیحدہ کر لیا تھا سہتا چہ اسلحہ سپیشل فورس کے ہاتھ نہ لگ سکا۔ پھر اس اسلحے کو دارالحکومت سے یہاں تک پہنچانے کے خصوصہ انتظامات کئے گئے اور اس کے بعد میں نے تم سے رابطہ قائم کیا۔ تا یہ اسلحہ جہارے حوالے کر دیا جائے۔“ عمران نے تفصیل بتا۔ ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ مشکباریوں کے عظیم محسن ہیں جناب۔“ سردار افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ مشکباری دراصل پاکیشیا ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم مشکبار کی تحریک آزادی کی جس طرح بھی ہو سکے مدد کریں۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ اسلحہ کہاں شور کیا جائے۔ جہاں سے تم اسے مشکبار آسانی سے پہن سکو۔“ عمران نے کہا۔

”کتنی اسلحہ ہے جناب..... سردار افضل نے کہا۔

”ساتھ ٹرک ہیں..... عمران نے کہا تو سردار افضل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جہرے پر ایسے تاثرات تھے۔ جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”س۔ س۔ ساتھ ٹرک۔ اتنی بڑی تعداد۔ اوہ۔ اوہ۔ اس قدر بڑی کھیپ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا..... سردار افضل نے رک رک کر کہا۔

”الہینان سے بیٹھ جاؤ۔ یہ بڑی طاقتیں مسلم دشمنی کی خاطر ساتھ ٹرک تو کیا ساتھ ہزار ٹرک بھی بھجوا سکتی ہیں اور یہ اسلحہ ایک مسلم ریاست میں بغاوت کرانے کے لئے بھجوا جا رہا تھا اور اس لحاظ سے یہ ایک معمولی مقدار ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔۔۔ آپ کے لئے معمولی مقدار ہوگی۔ عمران صاحب۔ لیکن مشکباریوں کے لئے تو یہ غیر معمولی کھیپ ہے۔ یہ تو بہت بڑا تحفہ ہے مشکباریوں کے لئے۔“ سردار افضل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ سپیشل سپلائی ہے اور میں نے بڑی جدوجہد سے ساتھ ٹرکوں کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ تاکہ کافرستانی بھجنٹوں کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ اس وقت یہ ٹرک یہاں سے کچھ دور ایک خفیہ جگہ پر موجود ہیں۔ لیکن ظاہر ہے۔ راگلی سے آگے یہ نہیں جا سکیں گے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کیا طریقہ اختیار کرو گے۔ کیونکہ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسلحے کی یہ کھیپ کافرستانی فوج کے ہاتھ لگ جائے اور وہ انہا سے مشکباریوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دے۔“ عمران نے

اہتائی سخیدہ لچے میں کہا۔

”اوہ نہیں عمران صاحب۔ ہمارے پاس اب ایسے ذرائع موجود ہیں کہ اسلحہ بحفاظت مشکبار مجاہدین کے بڑے سنور تک پہنچ جائے گا ہمارے پاس یہاں سے کچھ دور ایک ایسا سنور موجود ہے۔ جہاں اس اسلحے کو سنور کیا جاسکتا ہے اور پھر وہاں سے اسے مخصوص ذرائع کی مدد سے مشکبار پہنچایا جاسکتا ہے۔ اب آپ سے کیا چھپانا۔ بہادرستان کی کچھ خاص تنظیمیں ہمیں اسلحہ سپلائی کرتی ہیں۔ گو اس کی مقدار خاصی کم ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال جو کچھ وہ اپنے طور پر کر سکتی ہیں۔ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ سردار افضل نے جواب دیا۔ اسی لمحے رحمت اندر داخل ہوا اور اس نے چائے اور ساتھ ہی بسکٹ کی دو پلیٹیں ان کے سامنے رکھ دیں۔

”رحمت۔ جا کر رشید کو بلا لاؤ۔ لیکن خیال رکھنا۔ کسی کو اس کے یہاں آنے کا پتہ نہ چل سکے۔“ سردار افضل نے رحمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی۔ بہت اچھا جناب۔۔۔۔۔ رحمت نے کہا اور تیزی سے واپس مز گیا۔

”رشید ہی اس خفیہ سنور کا انچارج ہے۔ اسی بستی میں رہتا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں اور اسلحہ سنور کرا دیتے ہیں۔۔۔۔۔ سردار افضل نے کہا۔

”نہیں۔ تم دونوں کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم

صرف رشید کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہم نے اسی لئے مقامی میک اپ کئے ہوئے ہیں۔ جب کہ تم مقامی میک اپ میں نہیں ہو۔ احتیاط ضروری ہے۔۔۔۔۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”جیسے آپ حکم فرمائیں۔ پھر آپ کا ہم یہاں انتظار کریں۔۔۔۔۔“ سردار افضل نے کہا۔

”نہیں۔ اسلحہ سنور کرا کر ہم ٹرکوں کے ساتھ واپس چلے جائیں گے۔ تم اپنے انتظامات میں لگ جاؤ۔ لیکن بس خیال رکھنا کہ یہ اسلحہ بہر صورت میں مجاہدین تک پہنچنا چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ ایسا یہی ہوگا۔ مجھے پوری طرح احساس ہے کہ اس اسلحے کو حاصل کرنے اور یہاں تک لے آنے میں آپ کو کس قدر سخت کرنی پڑی ہوگی۔۔۔۔۔ سردار افضل نے کہا۔

”سخت اس وقت ہی بار آور ثابت ہوگی۔ جب یہ اسلحہ صحیح ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران سردار افضل سے تحریک آزادی کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کافی در بعد دروازہ کھلا اور رحمت کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سردار افضل کو سلام کیا۔

”یہ رشید ہے جناب۔۔۔۔۔ سردار افضل نے رشید کا تعارف عمران سے کراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جب رشید کو جدید اسلحے سے لوڈ ساتھ ٹرکوں کے بارے میں بتایا تو رشید کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس

سے پہلے سردار افضل کی ہوئی تھی۔ عمران نے اس سے سٹور کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اڈے کے۔ سردار افضل۔ اب اجازت۔ وکٹری فار مجاہدین“۔
 عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”وکٹری فار مجاہدین“..... سردار افضل کے ساتھ ساتھ شیردل رشید اور رستم نے کہا۔ ان سب کے چہرے جوش و جذبے سے تھمے اٹھے تھے۔

”آؤ رشید“..... عمران نے رشید سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سردار افضل شیردل اور رحمت کے ساتھ ان کے پیچھے چلتا ہوا باہر آ گیا اور جب عمران اور ٹائیگر رشید کو اپنے ساتھ جیب میں بٹھا کر واپس چلے گئے۔ تو سردار افضل نے ایک طویل سانس لیا۔

”عمران صاحب عظیم ہیں۔ عظیم مجاہد“..... سردار افضل نے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور واپس کرے کی طرف مڑ گیا۔

”میں نے تو سنا تھا کہ یہ بے حد مزاحیہ آدمی ہیں۔ لیکن یہ تو بے ہنجیہ ہیں“..... شیردل نے کہا اور سردار افضل بے اختیار ہنس پڑا۔

”کبھی پھر ملاقات ہوئی اور حالات سازگار ہوئے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنے سنجیدہ ہیں“..... سردار افضل نے ہنسے ہوئے کہا اور شیردل بھی ہنس دیا۔

کار تیز رفتاری سے لینڈ آفسیر ڈکالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا۔ جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر جوانا موجود تھا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں گریٹ لینڈ باشندوں کے میک اپ میں تھے۔ جبکہ جوانا اپنے اصل چہرے میں تھا۔

”جیسے ہی مراد خان سے ملاقات ہو۔ تم نے ایکس۔ ڈی۔ ٹی۔ آن کر دینا ہے“..... عمران نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ماسٹر“..... جوانا نے جواب دیا۔

”باس۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اس سے باقاعدہ اعتراف جرم کرایا جائے۔ اسے انکار کے رانا ہاؤس لے چلتے ہیں۔ دو تھپڑوں کے بعد خود ہی سب کچھ اگل دے گا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا اگل دے گا“..... عمران نے کہا۔

بیل کا بن نصب تھا اور دل مرادخان کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔
عمران نے کال بیل کا بن پر بس کر دیا۔

چند لمحوں بعد سائینڈ پھانگ کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔ جس کا لباس بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

"صاحب سے کہو۔ گریٹ لینڈ سے کر مثل کے آدمی آئے ہیں۔"
عمران نے ایک برہن لہجے میں مقامی زبان بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بس سر۔ میں پھانگ کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں۔"
ملازم نے جواب دیا اور تیزی سے واپس سائینڈ پھانگ میں چلا گیا۔
عمران مڑ کر دو بارہ سائینڈ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

"کیا آپ نے اسے فون کیا تھا۔" ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"ہاں۔ اس لئے شاید اس نے ملازم کو ہدایات دے رکھی تھیں۔"
عمران نے اشیات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانگ

کھل گیا اور ٹائیگر کار اندر لے گیا پورچ میں ایک سرکاری کار موجود
تھی اور چار باوردی مسلح سپاہی بھی موجود تھے۔ کار روک کر عمران اور
اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔ ملازم پھانگ بند کر کے واپس آگیا۔

"آئیے جتاب..... ملازم نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور
عمران نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ برآمدے سے گزر کر

ایک انتہائی جدید اور شاندار انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ
گئے۔ ملازم انہیں وہاں پہنچا کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا

سہی کہ وہی اس سرگھنگ گروپ کا چیف ہے۔" ٹائیگر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے اعتراف کے بعد کیا ہوگا....." عمران نے اسی طرح
سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اسے گولی ماری جانے گی۔" ٹائیگر نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔
تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گولی مارنے کے لئے اعتراف جرم کرنا ضروری ہے کیا....."
عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو کیا۔ آپ اس پر مقدمہ چلوانا چاہتے ہیں۔ مطلب ہے باقاعدہ
قانونی کارروائی۔ لیکن اس طرح تو اس کے بیچ نکلنے کا سکوپ بن جائے

گا۔ اس کے پاس بے پناہ دولت بھی ہوگی اور وہ بااثر آدمی بھی ہے۔"
ٹائیگر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں نے اس سے چند ضروری
معلومات حاصل کرنی ہیں اور ان معلومات کے لئے ہمارا اس میک

اپ میں جانا ضروری ہے....." عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے
اشیات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار لینڈ آفسیر زکالونی میں داخل ہو

کر بی بلاک کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر بی بلاک کی کوٹھی نمبر ایک
مونتانوے کے بندگیٹ کے سامنے جا کر روک گئی۔

"تم اندر ہی رہو گے....." عمران نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے
ہوئے ٹائیگر سے کہا اور پھر وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا جس پر کال

اور ایک مضبوط بدن کا اوصاف عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی کنٹیوں پر بالی سفید تھے۔ جسم پر اہتہائی قیمتی تراش کا تھری بیس سوٹ تھا۔ اس کی موٹھیں گوجھونی تھیں۔ لیکن ان کے کنارے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کے چوڑے اور بادقار چہرے پر نامعلوم سی سختی کا تاثر نمایاں معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پانسپ اور غیر ملکی پاؤچ تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”میرا نام مراد خان ہے۔“ آنے والے نے بڑے بادقار سے لہجے میں کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے چارلس اور یہ ہے جو انا“ عمران نے اپنا اور لپٹے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ اور رسمی جملوں کے بعد وہ آٹھنے سائے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ مراد خان ٹانگ پر ٹانگ چرما کر اس طرح اکڑ کر بیٹھا تھا۔ جیسے وہ کسی بہت بڑی سلطنت کا فاتح ہو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ملاقات کا وقت دے کر اس نے ان پر احسان کیا ہو اور بیٹھے ہی اس نے پانسپ کو منہ سے لگایا۔ اہتہائی قیمتی غیر ملکی لائٹس اس نے اسے سلگایا اور پھر ایک لمبا کش لینے کے بعد وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا۔ ”جی فرمائیے۔ کیسے آنا ہوا“ مراد خان نے بڑے سنجیدہ اور بادقار لہجے میں کہا۔

”فون پر آپ سے بات ہوئی تھی۔ ہم اسی سلسلے میں آئے ہیں۔“

عمران نے کہا۔

”دیکھیئے۔ وہ سرکاری فون تھا اور میں اس وقت اہتہائی اہم دفتری کاموں میں لگھا ہوا تھا۔ اس لئے میرے پاس تفصیل سے بات کرنے کا وقت ہی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے ان صاحب کو جو لپٹے آپ کو کسی سرکاری تنظیم کا چیف بتا رہے تھے۔ یہی کہا تھا کہ وہ میری رہائش گاہ پر آجائیں۔ پھر میں بات سن سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ کرسٹل کا حوالہ دے کر میرے آدمی آئیں گے اور اس لئے میں نے کوٹھی آتے ہی لپٹے ملازم سے کہہ دیا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں گے آپ کو اندر بٹھایا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے۔ اب آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ آپ کا تعلق کس سرکاری تنظیم سے ہے۔ یہ کرسٹل کیا ہے اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں“ مراد خان نے بڑے بادقار لہجے میں کہا۔

”لڑانے آپ کے خفیہ اکاؤنٹ میں ڈھائی کروڑ روپے جمع کرانے تھے۔ وہ بھی واپس کر دیں اور اسلحہ کی وہ کھیپ جو آپ نے چھپے ہی مرحلے میں سنور کرائی تھی وہ بھی واپس کر دیں۔ تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ دوسری صورت میں ہمارے پاس آپ کے لئے اب بھی ایک آفر موجود ہے کہ آپ اس رقم میں وہی اسلحہ اب بھی سپلائی کر دیں۔ لیکن گارنٹی کے ساتھ۔ تو آپ سے کچھ واپس نہ لیا جائے گا۔“ عمران نے اہتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کون لڑا۔ کیسا اسلحہ اور کیسی رقم۔“

مرادخان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا آدمی سجادول۔ ہیڈ کوارٹر انچارج جابر۔ آپ کے خاص آدمی ہاشم اور ان کے ساتھی۔ آپ کے گروپ کے ڈرائیور اور لڑا سب سپیشل فورس کی تحویل میں ہیں۔ ان سب نے حکومت کو پوری تفصیلات مہیا کر دی ہیں اور ان تفصیلات کے مطابق آپ نے شروع سے ہی اسلحہ کی کھپ ڈارا حکومت میں لپٹے کسی غفیہ سنور میں رکھ دی تھی اور کنوانے کے ساتھ جو چالیس بڑے ٹرک تھے۔ ان میں صرف آتش گیر مادہ تھا اور آپ کی پلاننگ یہ تھی کہ آپ ان ٹرکوں کو ترائجن کے بعد اندر موجود آتش گیر مادے سے تباہ کر دیں گے۔ جب کہ آپ کا آدمی سجادول لڑا کو ساتھ لے کر باقاعدہ کنٹرول روم میں بیٹھا رہا۔ تاکہ اس کو یہی تاثر دیا جاسکے کہ آپ سپلائی کر رہے ہیں اور جب یہ چالیس ٹرک تباہ ہو جاتے تو آپ کہتے کہ تخریب کاروں نے سارا اسلحہ تباہ کر دیا ہے۔ اس طرح آپ وہ رقم بھی مفہم کر جاتے اور اسلحہ بھی۔ لیکن سپیشل فورس کے اچانک کنوانے پر جھاپے کی وجہ سے آپ کی یہ ساری سکیم ناکام رہی۔ لڑا کو ہم نے پولیس کی تحویل سے نکال لیا ہے۔ لیکن آپ کے کسی آدمی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ آپ نے وہ اسلحہ دارا حکومت میں کہاں چھپایا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ حکومت آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرتی ہے یا نہیں۔ یا آپ کے خلاف اسے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ ہمیں تو اپنا اسلحہ اور اپنی رقم چھپنے اور بس..... عمران کا لہجہ یلخت خشک ہو گیا۔

”آپ اس وقت ایک بڑے سرکاری افسر کی رہائش گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ باہر مسلح گارڈ موجود ہے۔ جو میرے ایک اشارے پر آپ کو حراست میں لے سکتی ہے۔ اس لئے آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ خاموشی سے واپس چلے جائیں..... مرادخان نے استہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سوچ لیں مرادخان صاحب۔ یہ آپ کے پاس آخری موقع ہے۔ ورنہ جو تنظیمیں اربوں پونڈ کا کاروبار کر سکتی ہیں۔ ان کے لئے کسی بھی پیشہ ور قاتل کو چند ہزار روپے دے کر آپ کی عزت اور آپ کی جان لے لینا مستند نہیں ہوا کرتا۔ ہمارا باس اب بھی آپ پر اعتماد کرنے کے لئے تیار ہے۔ ورنہ آپ اس اسلحے سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں گے اور نہ اس دولت سے..... عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے پاس وہ اسلحہ نہیں ہے۔ میں کہاں سے اسلحہ لے کر آؤں۔ وہ نجانے کس پارٹی نے اڑایا ہے۔ وہاں میرے آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ٹرکوں میں بھر کر اسلحہ لے جایا گیا ہے۔ میں ملک سے باہر تھا۔ اب واپس آیا ہوں۔ یہ رپورٹ ملی ہے میں وہ اسلحہ سپلائی بھی نہیں کر سکتا۔ میں نے وہ اسلحہ صرف اس لئے روک لیا تھا کہ مجھے لڑانے بتایا تھا کہ کچھ اور پارٹیاں بھی اسلحے کے بیچھے ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ میں اسے علیحدہ سپیشل سپلائی بنا کر نارگٹ پر پہنچا دوں گا لیکن سارا سیٹ اپ ہی الٹ ہو گیا۔“ مرادخان نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“..... مرادخان نے چونک کر پوچھا۔

”اے اس لئے گولی مار دی گئی تھی کہ اس کی بابت حکومت کو علم دیا گیا تھا اور آپ سے اس لئے بات چیت ہوئی تھی کہ آپ خود حکومت کے آدمی ہیں۔ لیکن سردار جلال کے پاس تو اس کے لپنے بے شمار مسلح محافظ تھے۔ جب کہ آپ چار سرکاری سپاہیوں کا رعب ہمیں دے رہے ہیں۔ آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ آپ کی یہ پوری کوشھی آپ سمیت بیٹوں سے اڑائی جا سکتی ہے۔ آپ کا پورا خاندان موت کے ٹھاٹھ اتارا جا سکتا ہے۔ آپ کو آپ کے دفتر میں ہی گولی ماری جا سکتی ہے۔ اگر ہم نے ایسا کرنا ہوتا تو ہمیں آپ سے ملنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ان میں سے کوئی بھی کام چھیننے فون کرنے سے بھی ہو سکتا تھا۔ ہم آپ کے پاس کرڈوں ڈالر کا اسلحہ نقصان کرنے کے باوجود ایک آفر لے کر آئے ہیں کہ اب بھی آپ اپنی اور اپنے خاندان کی جان بچا سکتے ہیں۔ آپ کو موقع دینا چاہتے ہیں اور آپ اللہ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔“ عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری۔ دراصل مجھے ایسا لہجے سننے کی طویل عرصے سے عادت نہیں رہی۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں آپ کے اسلحے کی دوسری کھپ سہلائی کرنے پر تیار ہوں.....“ مرادخان نے کہا۔

”لیکن پہلے آپ بتائیں گے کہ کس طرح۔ آپ کا پہلا سیٹ اپ تو ختم ہو چکا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میرا ایک سیٹ اپ نہیں ہے۔ کئی سیٹ اپ ہیں۔ اس کی آپ

”ہمارا بھی یہی خیال تھا۔ بہر حال اب بھی ایک آفر موجود ہے کہ ہم آپ کو اتنی ہی تعداد میں مزید اسلحہ سہلائی کر دیتے ہیں۔ لیکن اب آپ کو مزید تحفظ نہیں ہو سکے گی۔ آپ اسی تحفظ میں سے سہلائی کرادیں۔ ایسے کاموں میں نفع و نقصان تو ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے لئے سہلائی کی اہمیت ہے اسلحے کی نہیں.....“ عمران نے کہا تو مرادخان کے چہرے پر یک وقت رونق سی آگئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں تیار ہوں اور اس بار گارنٹی سے کام ہوگا.....“ مرادخان نے تیز لہجے میں کہا۔

”گارنٹی سے کام تو چھلے بھی ہوا تھا۔ لیکن بہت بڑی کھپ پکڑی گئی مگر اس سہلائی کے لئے اب آپ کو ہمیں پوری طرح مطمئن کرنا پڑے گا.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ میں اس لہجے کا عادی نہیں ہوں۔ میں اگر چاہوں تو تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکھو سکتا ہوں۔ میرے خلاف کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ہے۔ سرکاری طور پر میرا ریکارڈ ہر لحاظ سے صاف ہے۔ میں ہمیشہ ہاتھ پیر بجا کر کام کرتا ہوں۔ اس لئے آج تک کسی کو میری طرف انگلی اٹھانے کی بھی جرات نہیں ہوئی۔ میں نے آپ لوگوں کی آفر بھی اس لئے قبول کر لی ہے کہ آپ کا نقصان ہوا ہے لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ ایسے لہجے میں مجھ سے بات کریں۔“ مرادخان نے انتہائی رعونت سے بھرے لہجے میں کہا۔

”سردار جلال کو تو آپ جانتے ہی ہونگے۔“ عمران نے اچانک کہا۔

فکر نہ کریں مرادخان نے کہا۔

”ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ آپ نے پچھلے دنوں اسلحے کی ایک بڑی کھیپ کسی مقامی تنظیم کو سپلائی کی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے“

عمران نے کہا۔

”مقامی تنظیم۔ کیا مطلب“ مرادخان نے چونک کر کہا۔

”ایک خفیہ تنظیم ہے جس کا کوڈ نام ڈیلیو ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے“ مرادخان نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”اسے چھوڑیں۔ اگر واقعی آپ نے ڈیلیو کو اسلحہ سپلائی کیا ہے۔ تو

پھر ہمیں مزید کسی گارنٹی کی ضرورت نہیں۔ ہم مطمئن ہیں۔ کیونکہ

ڈیلیو نے اب آئندہ اسلحے کی سپلائی کے لئے ہمیں کہا ہے۔“ عمران نے

کہا۔

”ہاں۔ جہاڑی اطلاع درست ہے۔ پہلے بھی میں اسے اسلحہ سپلائی کرتا

رہتا ہوں“ مرادخان نے کہا۔

”اس کا کوئی ثبوت آپ دکھا سکتے ہیں۔ صرف دکھادیں۔ تاکہ

ہماری تسلی ہو جائے“ عمران نے کہا۔

”او۔ کے۔ میں لے آتا ہوں ثبوت۔“ مرادخان نے کہا اور اٹھ کر

کمرے سے باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک

لغاف تھا۔ اس نے صوفے پر بیٹھ کر لغافے میں سے ایک کاغذ نکالا۔

”اس پر تحریر خصوصی گواہیں ہے۔ وہ تو آپ نہ پڑھ سکیں گے۔“

”جسے اس پر ڈیلیو کا خفیہ مارک موجود ہے۔ وہ آپ چیک کر سکتے ہیں۔“

مرادخان نے کاغذ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اس

سے کاغذ لیا اور اسے بغور دیکھنے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ہم مطمئن ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اسلحہ کب

اور کہاں بھیجا جائے“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کاغذ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

”یہ کاغذ مجھے واپس کر دیں۔ یہ آپ کے لئے بے کار ہے“

مرادخان نے بھی اٹھتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے

لحظے وہ بری طرح چمتھا ہوا اچھل کر نیچے قانون پر جا کر ا۔ عمران کا بھروسہ

تھوڑا سا کچھ بڑھ گیا۔ پھر نیچے گر کر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا

عمران کی لات گھومی اور مرادخان کی کتھنی پر بھروسہ ضرب لگتے ہی اس کا

جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”باہر جا کر سب کو بے ہوش کر دو“ عمران نے ٹائٹگر اور

جوانا سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے کمرے کے دروازے کی

طرف بڑھ گئے۔ عمران نے مرادخان کو اٹھا کر دوبارہ صوفے پر ڈال دیا

اور خود ایک طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جوانا اور

ٹائٹگر دوبارہ اندر داخل ہوئے۔

”سب کو گیس فائر کی مدد سے بے ہوش کر دیا گیا ہے“

ٹائٹگر نے کہا۔

”تم جا کر کونٹھی کی تلاش لو۔ لازماً اس نے اپنا کوئی آفس بنایا ہوا

”چار مسلح سپاہی اور چار ملازم تھے“..... جو انانے جواب دیا اور
عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا۔
اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

”اس کے دفتر کے ایک خفیہ سیف میں یہ فائل موجود تھی۔ یہ بھی
کوڈ میں ہی ہے“..... ٹائیگر نے ایک فائل عمران کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔ عمران فائل کھول کر دیکھنے لگا۔ فائل میں دو کاغذ تھے۔
عمران چند لمحوں تک انہیں دیکھتا رہا۔

”ہو نہہ۔ تو یہ مرادخان کافرستان کا ایجنٹ بھی ہے۔ ویری بیڈ“۔
عمران نے کہا اور فائل بند کر کے اس نے میز پر رکھ دی۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے جونا سے کہا اور
جونانے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد مراد
خان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے۔ جب یہ آثار
واضح ہو گئے تو جونا نے ہاتھ ہٹایا اور تھوڑی دیر بعد مرادخان نے
کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ تو عمران کے اشارے پر جونا نے
اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا بٹھا دیا۔ مرادخان ہوش میں آتے ہی کراہنے
لگا اور ساتھ ہی اس نے بے اختیار کسمسا نا شروع کر دیا۔ لیکن بیٹلیس
کی وجہ سے جب اس کے بازو آزاد نہ ہوئے تو اس کے پھرے پر خوف
کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ۔۔۔۔۔ تم نے کیا کیا ہے۔ مجھے کیوں باندھا ہے“..... مراد
خان نے کہا۔

ہوگا۔ وہاں اس ڈبلیو کے بارے میں مزید مواد بھی موجود ہوگا اور جو
تم رسی تلاش کر کے لے آؤ اور اسے کرسی سے باندھ دو“..... عمر
نے ٹائیگر اور جونا دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں خاموشی
سے مزے اور واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جونا واپس آیا تو اس کے
ہاتھ میں دو بیٹلیس پکڑی ہوئی تھیں۔

”ماسٹر۔ رسی تو نہیں مل۔ میں ان سپاہیوں کی یہ بیٹلیس لے آیا
ہوں“۔ جونا نے کہا۔

”واہ۔ سرکاری آدمی کو واقعی سرکاری بیٹلیس سے ہی باندھا جاتا
چلے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جونا نے بھی مسکراتے
ہوئے صوفے پر بے ہوش بڑے مرادخان کے دوٹوں ہاتھ اس کے
عقب میں کر کے بیٹلیس میں جکڑ دیئے اور پھر دوسری بیٹلیس سے اس کی
دونوں پنڈلیاں باندھ دیں۔ عمران نے ایک ہاتھ سے اس کا جوا بھینچ
کر کھولا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے داتوں کو چیک کرنا
شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو اس کی انگلیوں میں سرخ
رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپول دبا ہوا تھا۔ اس نے اسے میز پر رکھ دیا
اور پھر رومال سے ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیئے۔

”اب اسے ہوش میں لے آنا ہے“..... جونا نے کہا۔
”نہیں۔ ٹائیگر کو واپس آنے دو۔ اس کے بعد“..... عمران نے
کہا اور جونا نے اثبات میں سر ہلادیا۔
”کتنے افراد تھے گھر میں“..... عمران نے پوچھا۔

"تاکہ تم کافرستان کی اس خفیہ پہنچی کے ان دوسرے پہنچوں کے بارے میں بھی تفصیلات بتا سکو۔ جو جہاری ماتحتی میں پاکیشیا میں خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں اور خاص طور پر ڈبلیو تنظیم کے بارے میں بھی تمہیں تمام تفصیلات بتانی ہوں گی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ تنظیم بھی کافرستان کے تحت ہی کام کر رہی ہے۔" عمران نے سردھے میں کہا۔

"تم - تم کون ہو - جہار ان باتوں سے کیا تعلق ہے - تم مجھے چھوڑ دو - میں جہاری رقم بھی واپس کر دوں گا اور اسلحے کی قیمت بھی ادا کر دوں گا۔" مراد خان نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے اتنے تردد کی ضرورت نہ تھی - جہارے آدمی سجاول نے بتایا ہے کہ تم ڈبلیو کو بھی اسلحہ سپلائی کرتے رہے ہو - لیکن وہ اس کی تفصیلات سے واقف نہ تھا - ڈبلیو کے متعلق سجاول نے بتایا ہے کہ وہ کافرستان کی خفیہ تنظیم ہے اور پاکیشیا میں وسیع پیمانے پر تخریب کاری اور دہشت گردی کے لئے کام کر رہی ہے اور اس بات کے علم میں آتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم نے گریٹ لینڈ کا یہ اسلحہ کیوں سنور کر لیا تھا - اگر تم صرف اسلحے کے سمگلر ہوتے تو تم کبھی ایسی سازش نہ کرتے - کیونکہ اس طرح سمگلر کی ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے - تم نے یہ اسلحہ یقیناً ڈبلیو کے لئے روکا ہو گا - میں تمہیں اغوا بھی کر سکتا تھا - لیکن مجھے خدشہ تھا کہ ایک تو جہاری نگرانی ہو رہی ہوگی اور دوسرا یقیناً تم نے کوئی ایسا انتظام کر رکھا ہو گا

کہ تم فوری طور پر اپنے آپ کو ہلاک کر سکو - اس لئے مجبوراً مجھے کرسٹل کا باس بن کر تمہیں فون کرنا پڑا اور گریٹ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ میں جہاں جہاری رہائش گاہ پر آنا پڑا - تاکہ جہاری نگرانی کرنے والے بھی مطمئن رہیں اور تم بھی - تم نے ڈبلیو سے رابطے کا اقرار تو کر لیا تھا - لیکن جہارے دفتر کے خفیہ سیف سے ملنے والی اس فائل نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جہار تعلق براہ راست کافرستان سے ہے اور تم اس کے لیجنٹ ہو اور جہار کو ڈنبر سنکس ون ہے - جہارے دانت میں موجود کیسپول نکال لیا گیا ہے - اس لئے اب تم خود کشی نہیں کر سکتے - جہاری نگرانی کرنے والے مطمئن ہوں گے کہ ہمارا تعلق اسلحے کی سمگلنگ سے ہے - جہاری کو ٹھی میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے ہیں - اس لئے اب اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں قانون کے حوالے نہ کیا جائے تو ڈبلیو کے متعلق اور کافرستانی پہنچوں کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو - ورنہ دوسری صورت میں جہاری ایک ایک ہڈی تو ڈر کر جہاری روح سے بھی یہ ساری معلومات اگوالی جائیں گی - عمران نے انتہائی سردھے میں کہا۔

"تم تم کون ہو کیا جہار تعلق پولیس سے ہے - مراد خان نے کہا۔
 "تم اس بات کو چھوڑو - بیٹے بھی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے - جو کچھ کہنا ہے - فوراً کہہ ڈالو۔"..... عمران نے سردھے میں کہا۔
 "دیکھو - میں تمہیں کثیر دولت دے سکتا ہوں - تم جتنی دولت چاہو - مجھ سے لے لو - لیکن میرا بچھا چھوڑ دو۔"..... مراد خان نے کہا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زبردانہ کر کھڑا ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ کافرستانی دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا بہت بڑا گروہ پکڑا گیا ہے۔ میں تو اخبارات میں تفصیل پڑھ کر ہی حیران ہو گیا ہوں“..... بلیک زبردانہ سلام دعا کے بعد فوراً کہا۔

”ہاں۔ میں نے اخبارات دیکھ لئے ہیں۔ محاورہ تھا کہ انگلیاں گھی میں اور سر کراچی میں۔ لیکن اپنا سپرٹنڈنٹ فیاض تو اس گروہ کو پکڑ کر سالم کراچی میں پہنچ چکا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ویسے حیرت ہے کہ اتنا بڑا گروہ جہاں کام کر رہا تھا۔ لیکن نہ ہی پولیس اس کا سراغ لگا سکی تھی اور نہ ہی انٹیلی جنس۔ آخر یہ لوگ کیا کرتے رہتے ہیں..... بلیک زبردانہ قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جوانا۔ خنجر نکالو اور اس وقت تک ہاتھ نہ روکنا جب تک یہ بولنا نہ شروع کر دے“..... عمران نے کہا اور جوانانے جیب سے خنجر نکالا اور دوسرے لہجے مرادخان کے حلق سے بے اختیار کر بناک جھنجھیں نکلنے لگیں۔ جوانانے انتہائی سرد مہری سے خنجر اس کے بازو میں اتار دیا تھا۔ مرادخان کا جسم بری طرح پھرنے لگا تھا۔ جوانانے خنجر کھینچ کر دوسرا وار کیا۔ مرادخان مسلسل چیختا چلا جا رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح سخ ہو گیا تھا۔

”بولو۔ ورنہ“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

”مجھے۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ مجھے کچھ نہیں معلوم“..... مرادخان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور بے ہوش ہو گیا۔

”یہ انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ او۔ کے۔ اسے اٹھاؤ اور کار میں ڈال دو۔ اب رانا ہاؤس میں اس سے خصوصی طور پر پوچھ گچھ ہوگی۔“

عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا خیال ہے۔ پہلے اس کے زخموں پر کبڑا باندھ دیں۔ ورنہ تو رانا ہاؤس تک پہنچتے پہنچتے اس کا استخوان نکل جائے گا کہ شاید یہ جواب دینے کے بھی قابل نہ رہے“..... نائیک نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی کرو اور پھر اسے اٹھا کر لے آؤ“..... عمران نے کہا اور میز پر موجود فائل اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" وہی جو تم یہاں بیٹھے کرتے رہتے ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے۔ دفتر میں بیٹھے حکم چلاتے رہتے ہو۔ ایسے کیسز میں بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے اور بھاگ دوڑ کے لئے تو صرف سیکرٹ سروس ہی رہ گئی ہے..... عمران نے منہ بنااتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ نے زیادتی کی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تمام تفصیلات بتا کر اس گروہ کو پکڑوایا ہے..... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ گروہ تو آپ پکڑ لاتے اور فیاض صاحب سے وضاحت طلب کرتے کہ وہ کیا کر رہا ہے..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے تو میں نے فون پر بات کی تھی۔ تم نے تو صاف انکار کر دیا تھا کہ سہلنگ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور مراد خان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے تو خود ہی گوڈیں اشارہ کر دیا تھا کہ میں اس قسم کا جواب دوں اور اب گھبر بھی آپ ہی کر رہے ہیں..... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

مجھے معلوم جو تھا کہ تم نے بعد میں بھی یہی جواب دینا تھا کہ جب کیس سیکرٹ سروس کا نہیں ہے۔ تو پھر چیک کیا۔ اب کم از کم سپرنٹنڈنٹ فیاض سے شاندار ڈنر کھانے کا موقع تو بن گیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا۔ تو ہو سکتا ہے کہ پتھارے آغا سلیمان پاشا کا بھی کچھ قرضہ اتر جائے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہیے عمران صاحب۔ اس بات کا تو تصور تک نہ تھا کہ ایک عام قتل کے کیس کا نتیجہ یہ نکلے گا..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میرے بھی ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ لیکن کڑیاں جڑتی چلی گئیں۔ رشید پر قتل کے الزام کی تحقیقات میں سردار جلال کا نام سامنے آیا اور پھر سردار جلال ختم ہو گیا۔ تو رشید نے مراد خان کی ٹپ دے دی۔ مراد خان کی ٹپ سے نہ صرف روسیاء کی سابق مسلم ریاست کے خلاف سپیشل سہلائی کو ناکام بنانے کا موقع ملا بلکہ یہ سپیشل سہلائی مشکباریوں کے کام آگئی۔ اس سپیشل سہلائی کے سلسلے میں مراد خان کا آدمی سجادول ہاتھ آیا۔ تو اس نے ڈبیلو اور مراد خان کی ٹپ دے دی اور مراد خان جب قابو آیا تو اس طرح نہ صرف کافرستانی تخریب کاروں اور دہشت گردوں کا بہت بڑا گروہ پکڑا گیا بلکہ مراد خان کے تحت کام کرنے والے کافرستانی ہتھیاروں کی بھی ایک کافی بڑی تعداد سامنے آگئی۔ سکری سے سکری چلی گئی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دلے عمران صاحب۔ میں اب ایک اور بات سوچ رہا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار کو اب بڑھانا چاہئے۔ ہم غیر ملکی تنظیموں کے خلاف کام کرتے رہ جاتے ہیں اور یہاں ہمارے ملک میں دشمنوں کے ایجنٹوں کا سلسلہ سرطان کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے۔..... بلیک زرد نے کہا۔

"کافذی کارروائیوں کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات کام ہے۔ کام ہونا چاہئے اور کام کرنے سے تمہیں یا جہاری سیکرٹ سروس کو کس نے روکا ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میرر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر سہوا اٹھایا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ ایک اہم پرابلم پیش آ گیا ہے ایک بہت بڑے سرکاری افسر دل مراد خان کو اس کی رہائش گاہ سے غیر ملکیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ اعلیٰ حکام اس سلسلے میں بے حد پریشان ہیں۔ کیونکہ دل مراد خان ایک اہم سیٹ پر تھا۔ اس کے اس طرح دن دھاڑے اغوا نے اعلیٰ حکام میں خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے۔..... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن آپ کیوں پریشان ہیں۔ آج کل مرادوں بھرے دل کہاں ملتے ہیں۔ ایک مل گیا تو لے جانے والے لے اڑے۔ آپ کے پاس تو مرادوں بھرا دل ایک طرف۔ سرے سے دل ہی نہیں ہے۔ وہ تو آپ

طویل عرصہ ہوا آنتی کے حوالے کر چکے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں مذاق سمجھ رہا ہے۔ غیر ملکیوں کے واردات میں شامل ہونے کی وجہ سے معاملہ زیادہ سیریس ہو گیا ہے۔..... سر سلطان نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ غیر ملکیوں کو مرادوں بھرا دل نہیں چلے ہوتا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھروہی مذاق۔..... سر سلطان نے بری طرح تھنبھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے آج اخبارات میں تو پڑھ لیا ہو گا کہ کافرستانی دہشت گردوں اور تحریک کاروں کا ایک بہت بڑا گروہ پکڑا گیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں بڑھا ہے۔ لیکن اس کا اس افسر کے اغوا سے کیا تعلق۔..... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان لوگوں کے دل کی مراد یہ تھی کہ پاکیشیا کو نقصان پہنچایا جائے اور قدرت نے ان کی یہ مراد پوری نہ ہونے دی۔ اس لئے دل مراد صاحب دل مراد کی بجائے دل نامراد میں تبدیل ہو گئے۔"۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا جہارا مطلب ہے کہ اس گروہ کے پیچھے دل مراد ہے۔..... سر سلطان کے

حساس شعبوں میں کام کرنے والے تمام افسران کے بارے میں
 انتہائی خفیہ انداز میں چھان بین کرنی چاہئے۔ ایسا میل بنانا چاہئے۔
 جو ایسے تمام افسران جو اہم عہدے پر مامور ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کو
 چیک کرے۔ ان کے رابطوں کو چیک کرے۔ ان کے رہن سہن۔
 ان کے خفیہ بینک بیلنس ان کی جائیدادوں کی چھان بین اس طرح کی
 جائے کہ انہیں اس بینکنگ کا شبہ بھی نہ ہو سکے۔ اس طرح ہم ان
 ناسوروں کو شناخت بھی کر سکیں گے اور انہیں علیحدہ بھی کیا جاسکتا
 ہے۔ عمران نے کہا۔

”جہاری تجویز مناسب ہے۔ عمران جینے۔ واقعی ایسا ہونا چاہئے۔
 تم ایسا کرو کہ اپنے چیف سے کہہ کر اس تجویز کو باقاعدہ سرکاری
 شکل میں مجھوا دو تاکہ اس پر فوری عمل درآمد کرایا جاسکے۔ وہ نامراد
 اب ہے کہاں.....“ سر سلطان نے جواب دیا۔
 ”اس نے خود کشی کر لی ہے.....“ عمران نے جواب دیا۔

”خس کم جہاں پاک۔ ٹھیک ہے۔ لیکن جہاری باتوں سے میں
 اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے جہار ہاتھ ہے۔
 کیا واقعی ایسا ہے۔ نام تو سنٹرل انٹیلی جنس کا لیا جانا ہے تمہیں اس
 کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو عام طور پر ایسے کاموں میں ہاتھ
 نہیں ڈالا کرتے.....“ سر سلطان نے کہا تو عمران نے مسکرا کر انہیں
 مختصر طور پر ایک نوجوان طالب علم کے خلاف قتل کے الزام اور پھر
 اس سلسلے میں کارروائی آگے بڑھنے اور پھر اس سارے گروہ کے سلسلے

لے میں ایسی حیرت تھی جیسے انہیں عمران کی بات پر کسی طرح بھی
 یقین نہ آ رہا ہو۔

”سر سلطان۔ دل مراد خان کا فرستان کا ٹاپ لیجنٹ تھا۔ اس کے
 تحت یہاں پاکیشیا میں ڈیڑھ سو انتہائی خطرناک لیجنٹ کام کر رہے
 تھے اور یہ ڈیڑھ سو لیجنٹ پاکیشیا کے انتہائی اہم اور حساس شعبوں میں
 اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اس کے علاوہ دل مراد خان کا فرستانی دہشت
 گردوں اور تخریب کاروں کے گروہ کی بھی سرپرستی کر رہا تھا۔ دہشت
 گردوں اور تخریب کاروں کے اس گروہ کو تو سنٹرل انٹیلی جنس نے
 بے نقاب کر دیا ہے اور آج کے اخبارات میں آپ نے اس کی تفصیل
 پڑھی ہے۔ لیکن ڈیڑھ سو لیجنٹوں کو وزارت دفاع کی سپیشل سیکورٹی
 نے گرفتار کر لیا ہے اور اس کی خفیہ رپورٹ وزارت دفاع کے ذریعے
 صدر مملکت تک پہنچ چکی ہوگی.....“ عمران کا لہجہ یقین سے سنجیدہ ہو گیا
 تھا۔

”اوہ اوہ۔ اتنا بڑا سرکاری افسر اور اس قسم کی ملک دشمن
 سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ ادھر وری بیڑ۔ یہ تو پاکیشیا کے لئے انتہائی
 خطرناک صورت حال ہے۔ اگر دل مراد خان جیسے عہدے کا افسر
 کا فرستان کا لیجنٹ ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہاں کسی پر کیا اعتبار کیا جاسکتا
 ہے۔“ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

”یہ واقعی حکومت کے لئے نگر کرنے کی بات ہے۔ میں نے بھی
 اس سلسلے میں غور کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ حکومت کو اہم اور

آئنے کی خاص خاص باتیں بتادیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو اتھائی ہوناک بات ہے۔ اتنی بڑی مقدار میں جدید اسلحے کی سرکاری نرکوں کے ذریعے سہولتگ اوہ ویری بیڈ۔ عمران بیٹے۔ تم اس سلسلے میں باقاعدہ رپورٹ بنا کر بھیجو۔ یہ ضروری ہے۔“

سرسلطان نے کہا۔

”نہیں رپورٹ بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلحہ مشکباری مجاہدین کے پاس پہنچ چکا ہے اور بس اتنا ہی کافی ہے۔ اگر اسے تحریر میں لایا گیا تو جس طرح کافرستانی لیجنٹ سرکاری اداروں میں گھے ہوئے ہیں۔ یہ رپورٹ چوری بھی ہو سکتی ہے اور اس رپورٹ کے منظر عام پر آتے ہی کافرستان کے ہاتھ ایک ایسا ثبوت آجائے گا۔ جس کی تردید کسی صورت بھی ممکن نہ رہے گی کہ پاکیشیا مشکباری تحریک کو اسلحہ سپلائی کر رہا ہے۔ حالانکہ اس اسلحے کا نہ ہی تعلق حکومت پاکیشیا سے ہے اور نہ حکومت پاکیشیا نے یہ اسلحہ مشکبار بھجوایا ہے۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے بالکل درست بات کی ہے۔ او۔ کے۔ میں صدر صاحب کو تفصیلی رپورٹ دے دوں گا اور میرے خیال میں یہی کافی ہے۔“

سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”دل مرادخان تو ابھی زندہ ہے۔ آپ نے سرسلطان سے کیوں کہہ دیا کہ اس نے خود کشی کر لی ہے۔“

بلیک زرد نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

”سرسلطان۔ فوراً اسے قانون کے حوالے کرنے کی بات کرتے اور مشکبار کو اسلحے کی سپلائی کا معاملہ اوپن ہو جاتا۔ میں نے وہ زہریلا کیپول واپس اس کے دانت میں رکھو دیا ہے۔ جوزف اور جوانا اسے ہوش میں لاتے ہی اسے جیسے ہی اس بارے میں بتائیں گے مجھے یقین ہے کہ وہ فائرنگ اسکوڈا کا سامنا کرنے کی بجائے خود کشی کرنا زیادہ بہتر سمجھے گا اور ہو سکتا ہے اب تک اس نے خود کشی کر بھی لی۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”رانا ہاوس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ وہ دل مرادخان کا کیا حال ہے۔“

عمران نے کہا۔

”اس نے زہریلا کیپول جبا کر خود کشی کر لی ہے باس۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”کب۔“

”جیسے ہی وہ ہوش میں آیا میں نے اسے بتایا کہ اس کی داڑھ میں زہریلا کیپول واپس رکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ جب اسے قانون کے حوالے کیا جائے تو انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس نے یہ کیپول بھی رکھا ہوا تھا۔ اس نے یہ سنتے ہی میری ہنسی کرنی شروع کر دیں کہ

میں بے شک نامہ وہ اپنے پاس رکھ لے لیکن سپیشل کار تو میرا حق ہے؟
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار
مسکرا دیا۔

”عمران صاحب۔ اب اگر آپ نے مجھے کنخوس کا لقب دے ہی دیا
ہے تو پھر آپ کو فون باہر جا کر کسی بلیک بوٹھ سے کرنا پڑے گا۔ یہ
سرکاری فون ہے اور اسے کسی سرکاری کام کے لئے ہی استعمال کیا جا
سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا بل سرکاری خرانے سے ادا کیا جاتا ہے۔“ بلیک
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یعنی اب بے چارہ علی عمران ایک فون کال بھی سرکاری کھاتے
سے نہیں کر سکتا“..... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
”بے چاروں کے لئے حکومت نے سرکاری کاغذی باڈس تیار کئے ہیں
جہاں بے چاروں کو چارہ مل جاتا ہے۔“..... بلیک زیرو نے ہنستے
ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو کی
بے ساختہ اور بھرپور چوٹ نے اسے دل کی گہرائیوں سے ہنسنے پر مجبور
کر دیا تھا۔

ختم شد

جتنی دولت میں چاہوں اس سے لے لوں اور اسے یہاں سے فرار کر
دوں۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ وہ اب فرار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس
کے جرائم کی لسٹ بہت بڑی ہے اور خصوصی عدالت ایک گھنٹے بعد
یہیں اسی عمارت میں اجلاس کرنے والی ہے اور اس کے بعد اسے
فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تو وہ مایوس سا ہو گیا۔ میں
اس کے کمرے سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد میں واپس گیا تو وہ مرجھکا تھا۔
اس نے زہریلا کیسپول چبا لیا تھا..... جو زف نے پوری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

”جہاں اور لڑا کی طرح اس کے سنخوس جسم کو بھی برقی بھیٹی کے
حوالے کر دو۔ یہ غدار ہیں اور غداروں کا یہی انجام ہوتا ہے۔“ عمران
نے کہا اور سیدر رکھ دیا۔

”دیکھا۔ میں نے سر سلطان سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ وہ جیلے ہی
خود کشی کر چکا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک
زیرو نے اشیات میں سر ملادیا۔

”تم تو کنخوس آدمی ہو۔ تم سے تو کسی چیک کی بات کرنا ہی
فضول ہے۔ لیکن اگر تم اجازت دو تو میں سپر ٹینڈنٹ فیاض سے
سپیشل کار کی بات کر لوں۔ اسے فروخت کر کے ہی کچھ نہ کچھ مال دیا
کر لوں گا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”سپیشل کار۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔
”اس نے سپیشل کار نامہ سر انجام دیا ہے۔ تو اس سپیشل کار نامے

عمران سرگزین میں ایک دلچسپ جنگا نیریز اور کوشش سے بہرہ برداروں

ہاٹ فیلڈ

مصنف منظر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ - ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر اقتدار کی خواہاں تھی لیکن اس کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔

ہاٹ فیلڈ - ایک ایسی تنظیم جس کے تحت پوری دنیا میں سینکڑوں مجرم تنظیمیں اور گروپ کام کر رہے تھے لیکن تنظیمیں اور گروپ ہاٹ فیلڈ کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔

گراؤنڈ ماسٹر - ہاٹ فیلڈ کی ایک ایسی نامت تنظیم جس نے عمران اور سیکرٹ سروڈ کی پوری ٹیم پر اس وقت ناز کھول دیا جب عمران نے اپنی بہن ثریا کی شادی کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروڈ کو دعوت دے رکھی تھی۔ ایک ایسا حملہ جس کا نشانہ عمران اور پوری سیکرٹ سروڈ تھی کیا حملہ کامیاب رہا یا؟ پنی - دن گروپ - ایک ریسیا کا ایک ایسا گروپ جو براہ راست ہاٹ فیلڈ کے تحت تھا اور جس نے پاکیشیا میں سخریب کاری اور خونریزی کی انتہا کر دی۔

پنی - دن گروپ - جس کی وجہ سے پہلی بار عمران نے ہاٹ فیلڈ کا نام سنا اور پھر اس نے ہاٹ فیلڈ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر دنیا کی کوئی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کوئی آدمی ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ تھا۔ کیوں؟

گراؤنڈ ماسٹر - جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اس وقت اچانک اندھا دھند ناز کھول دیا جب وہ ملک ناڈا کے ایئر پورٹ پر اترے اور پھر دیکھتے دیکھتے

عمران اور اس کے ساتھی جولیا مصفر کیسٹن شکل، تمیز اور ڈانسیگر خون میں لست پت سینکڑوں افراد کے سامنے ٹرپ ٹرپ کر بلاک ہو گئے۔ کیا واقعی ایسا ہو گیا؟ یقین - گراؤنڈ ماسٹر کا چیف جسے پلکٹ میں شین مکمل کرنے پر موت کی سزا دیدی گئی کیوں؟ دوسرے - گراؤنڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں پلوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ کیوں؟

دام گارلو - ہاٹ فیلڈ کے ایک ایسے گروپ کی چیف جس نے گراؤنڈ ماسٹر کو جو کہ اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

ادام گارلو - جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار پھینچ دیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟

دام گارلو - ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ کہیں اس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ ہو جائے۔ انتہائی حیرت انگیز کوشش۔ لارڈ - ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایک ریسیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیسے جی تابلو توڑوں میں بند کر دیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان تابلو توڑوں سے نجات مل سکی۔ یا؟

● عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے خونریز جدوجہد کی۔ بیٹار تنظیموں اور گروپوں سے ٹھکرانے اور بے پناہ قتل و غارتگی کا جو ریکارڈ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔ حیرت انگیز تر زندقہ مسلسل اور بے پناہ کوشش کا ایک ایسا شاہکار جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

یوسف برادر نے پاک گیٹ ملتان